Checked
1987

بتائید خلاق ارض و سما
ضیا بخش خورشید و ماه و سها

این مثنوی سراپا فصاحت در حالات اسلام و مرشد ما و حالات بادشاهان هندوستان مسمی به

نتیجهٔ خیال بی‌مثال حاکم دوران مریم زمان هر هائنس جناب نواب شاهجهان بیگم صاحبه [illegible] بهوپال دام اقبالها و ملکها

سنه ۱۳۱۱ھ

صدق البیان

سنه ۱۸۹۳ع

حسب الحکم بشهر فرخنده بنیاد اکبرآباد باهتمام محمد قادر علی خان صوفی

در مطبع مفید عام آگره برنگ عروس نو بهار آراسته گردید

مثنوی

۳۲۵

CHECKED 1995

CHECKED
CHECKED
Checked
1937
۳۵ مثنوی — مثنوی ۳۳۸۱

بتائید خلاق ارض و سما ❊ ضیابخش خورشید و ماه و سها

این مثنوی سراپا فصاحت در حالات رسوم و مرسومات و حالات بادشاهان هندوستان مسمی به

صدق البیان

سنه ۱۸۹۳ع

نتیجهٔ خیال بیمثال عالم دوران مرزبان جناب [illegible] سنه ۱۲۶۹ [illegible] سنه ۱۳۰۵ [illegible] دام اقبالها و ملکها

حسب الحکم بشهر فرخنده بنیاد اکبرآباد باهتمام محمد قادر علی خان صوفی

در مطبع مفید عام آگره برنگ عروس نوبهار آراسته گردید

داخلہ نمبر ۲۲۹۸۳
فن نمبر ح ۲۵۱
کتاب نمبر ۱۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد الٰہی

لکھون پہلی حمدِ خدائی جہان — وہی مالک الملک شاہِ شہان
کرون اوسکی توحید کا کچھہ بیان — اگرچہ ہے قاصر قلم تا زبان
وہ قادر ہی اور مقتدر اور ملیک — وہ لاریب ہے وحدہٗ لاشریک
بیان ثنا مین اوٹھا کر قلم — صفت اوسکی وحدت کی کر اب رقم
نہ اوسکا پدر ہے نہ دختر کوئی — نہ مادر برادر نہ خواہر کوئی

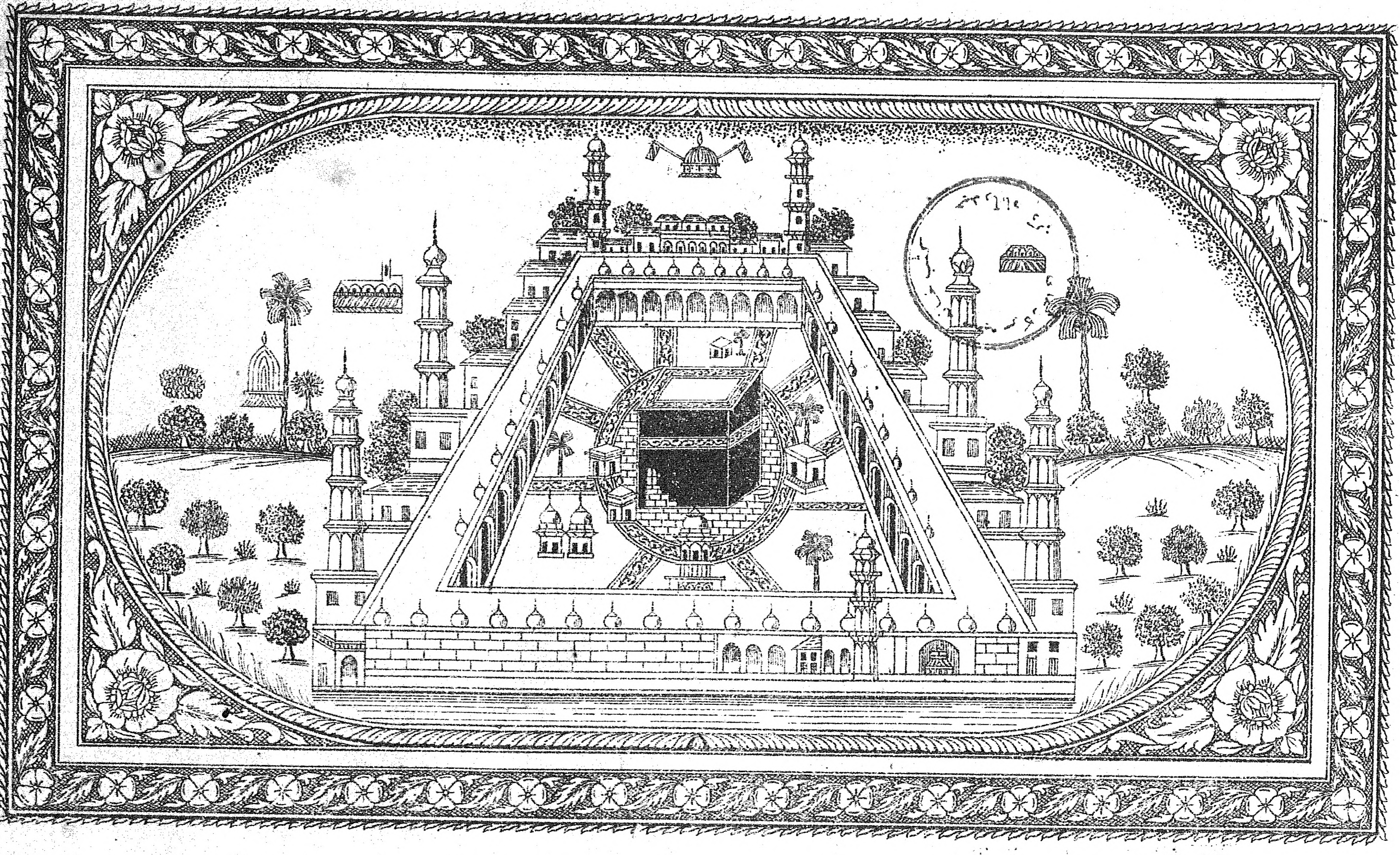

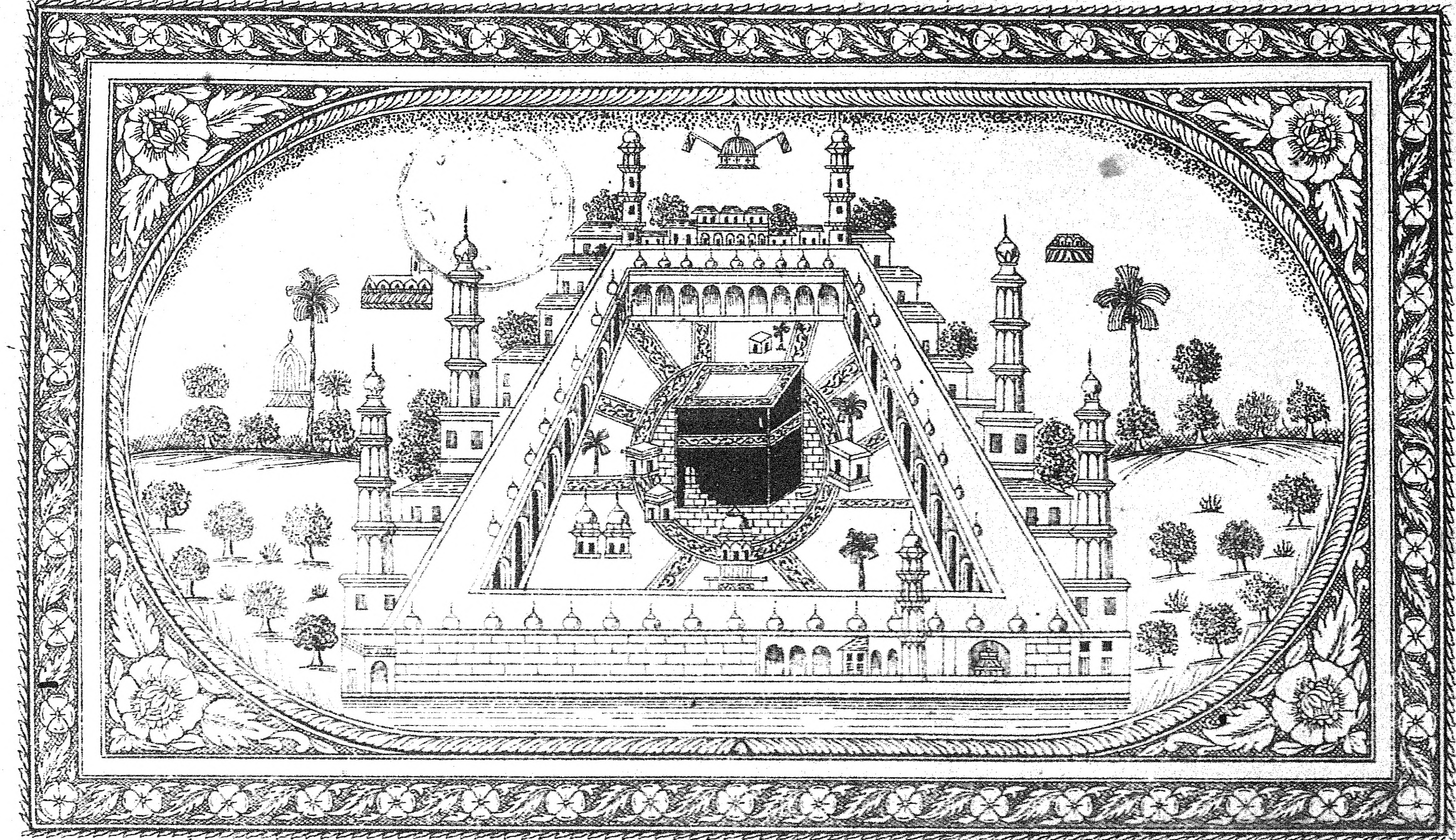

الٰہی تو بے مثل و مانند ہے
پدر ہے کسی کا نہ فرزند ہے
تو ہی خالقِ خلق ربِّ کریم
بلا شبہہ تو ہے غفور الرَّحیم
تو معبود ہی اور بندی ہین سب
جو دارین مین مردی زندی ہین سب
یہ سب جن و انس اور ارض و سما
کئی ربّ نی اِک کن سی ہین برملا
نئی شکل و صورت سی ہین آشکا
یہ عالم جو ہین تیری ہژدہ ہزار
دیا مہر اور مہ کو تو نے وہ نور
کہ ہی روز و شب کا اُنہین سی ظہور
نمایان ہی صنعت تری ہر کہین
بنائی ہین تو نے زمان و زمین
تری ابرِ فیضان سی دہر مین
گُل و برگ یکسر تر و تازہ ہین
کوئی خلق تیری نہ بیجان ہی
ہر اِک شی مین اِک طرح کی جان ہی

نہین کچھ چھپا تجھسے معبود ہی
تری علم مین جملہ موجود ہی

جو حور و ملک جن و انسان ہین
تری شانِ عظمت مین حیران ہین

تری دستِ قدرت مین ہی سبکی جان
تری مہربانی سی کُل مہربان

تری آفریدہ ہین سب نیک و زشت
بنائی ہین تونی ہی دوزخ بہشت

کسی کو دیا تونی جنت مین گھر
کسی کو رکھا درمیانِ سقر

نہین ہی کسی سمت رفت و گذشت
ہی بی شبہہ تیری طرف بازگشت

تو معبود و خالق ہے پروردگار
تو روزی رسان اور آمرزگار

بشر کو کیا پاک ہے خاک سے
مشرف کیا عقل و ادراک سے

ہر اک عقدِ مشکل کو تجھسی کشود
تری فضل سی ہی عدم کو وجود

تجھی فوق سب پر ہی ربّ انام
تری ذات کو ہی ہمیشہ قیام

عطا تونی کی ہی ہمین چشم دید
دئی تونی ہی ہین یہ گوش شنید

ہوئی حکم سی تیرے گویا زبان
پئی دست صنعت عطا کی توان

دئی پانون تونی برای خرام
سراپا مین بھر دی ہی قدرت تمام

عجب آب سی تاب گوہر کو دی
چمک اور دمک خوب جوہر کو دی

دئی سنگ مین نقش لاکھون نکال
سفید اور سیہ زرد و سبز اور لعل

بنائی ہے کوئی نہ بیکار شئی
رکھی صنعت اپنی ہر اک شئی مین ہے

نہین تیری قدرت کی ہی انتہا
قلم سرنگون ہوکی یان رُک گیا

نبی جب ہون عاجز ثنا مین تری
تو پھر کیون نہ قاصر زبان ہو مری

یہان دم زدن کی نہین جای ہے
بجز عاجزی کچھہ نہ بن آئی ہی

ہدایت کو بھیجی بہت سے رسول
کتابون نی پایا ہی اونپر نزول

یہ تیری عنایت سے ہے رب کریم
کہ ہمکو دکھائی رہِ مستقیم

ملی راہ جو اہل سنت کو ہی
گئی صاف وہ سیدہی جنت کو ہی

یہان جتنے آئی پیمبر تمام
رسالت مین اونکی نہین کچھہ کلام

مین اب بھیجکر اونپہ اپنا سلام
کرون حمد کو تیری مین اختتام

نعت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

سنین عام و خاص اسکو ہو کر رجوع
کہ ہوتی ہی نعت نبی اب شروع

صفت اوس نبی کی ہی لکھنا ضرور
ہوا نور خالق کا جس سی ظہور

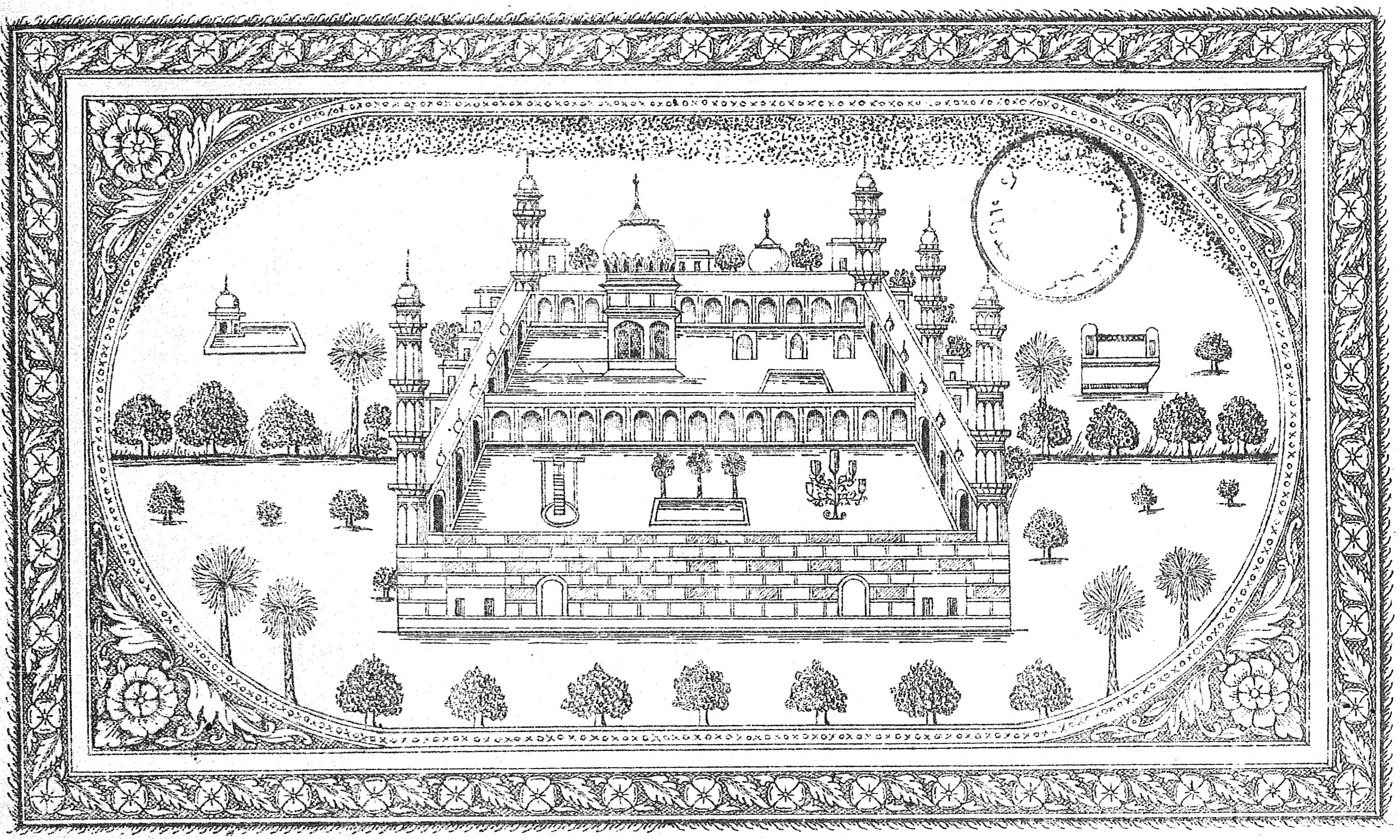

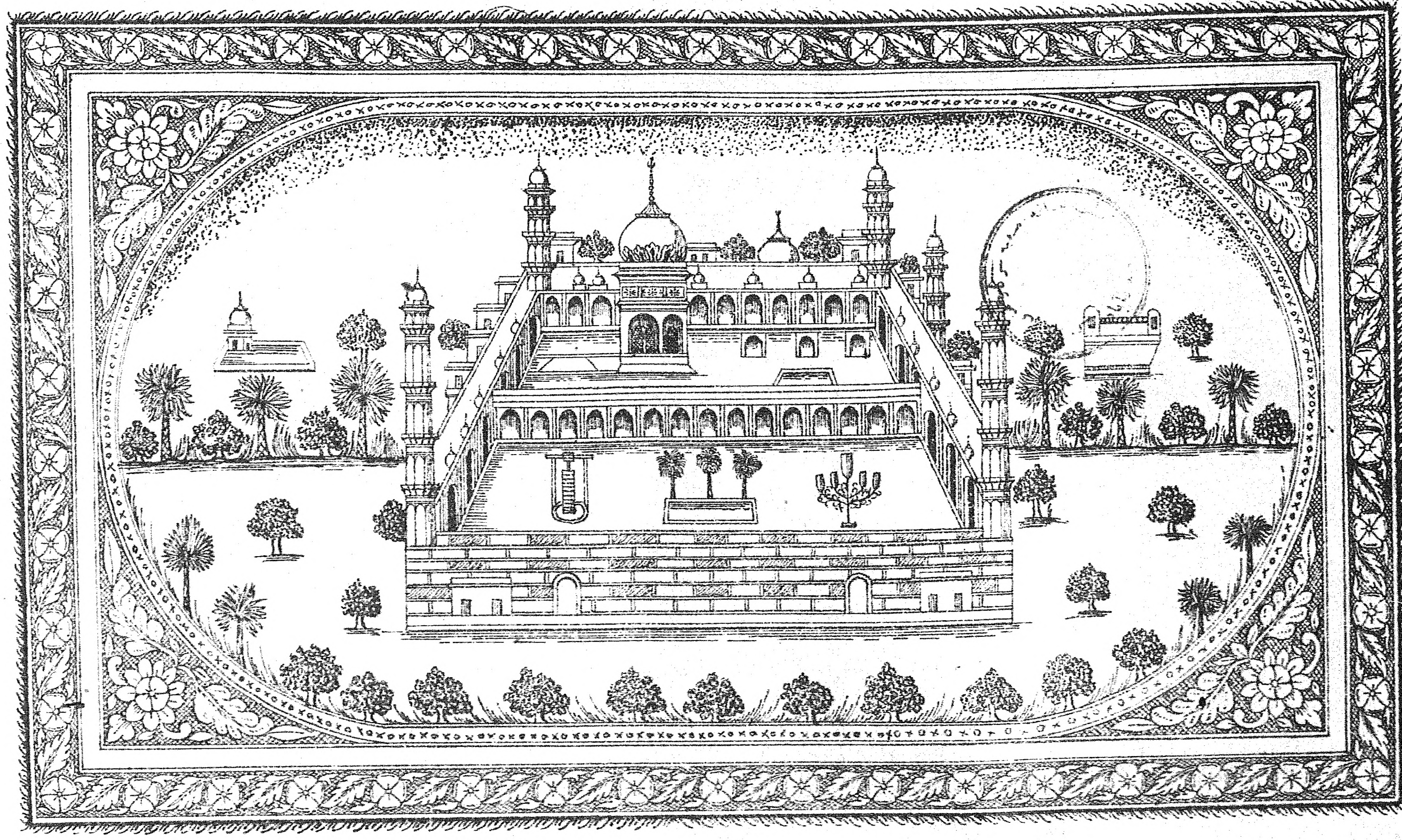

زبان سی سنین نام احمد کا جب
صلوٰۃ و سلام اون پہ پہونچائین سب

وہ ہین فخرِ عالم محمدؐ ہی نام
درود اون پہ پڑہ کر مین بھیجون سلام

لقب حق سی پایا ہی خیر الانام
ہوئی ہی نبوت اونہین پر تمام

وہ معراج مین لامکان پر گئے
وہان کام امت کی سب طے کئی

جو آدم سی عیسیٰ تلک ہین نبی
وہ اِس مرتبہ کو نہ پہونچے کبھی

نہین کوئی رکھتا پیمبر یہ جاہ
کہ جنت مین قبل آپکی پائی راہ

بندہی حشر مین جب صفِ مرسلان
تو ہونگی امام اونکی حضرت وہان

ہوا اونکا رائج جو دینِ متین
ہوئی ساری منسوخ سب پہلی دین

جہان کفر سی جملہ تاریک تھا
ہوا شمع اسلام سی پرضیا

اور اعجاز و اوصاف اکثر وہ تھی
جو مخصوص تھی آپ کی ذات سی
سراپا مین اونکی بھرا تھا وہ نور
کہ پرچھائین سی بھی سیاہی تھی دور
وہ جسم مبارک جو تھا جملہ نور
اِسی وجہ سی تھا وہ سایہ سی دور
جو سینہ مبارک تھا کر اوسکو چاک
بھرا اوسمین جبریل نی نور پاک
بہت آپکی معجزی ہین عیان
ولی مختصر یان ہی اُنکا بیان
پڑہی تھی نہ اِک حرف بھی وہ ولی
تھی چودہ طبق لوح دل پر کُھلی
اشاری سی اُنگلی کی شق القمر
بہت صاف دکھلا دیا چرخ پر
تھا فارس مین آتشکدہ جو بڑا
وہ حضرت کی روز تولد بجھا
گری اوندہی مُنہ بت جہانکی تمام
جہان مین جب آئی ذوالاحترام

نہیں نعت احمدؐ کی ہی انتہا
یہ کچھہ بھی نہیں ہی جو مینے کہا

رہی ہوش جبتک مری جان مین
درود آپ پر بھیجون ہر آن مین

منقبت اصحاب کبار رضی اللہ عنہم

صحابہ جو ہین شاہِ لولاک کے
وہ مقبول ہین ایزدِ پاک کے

وہ تھی سب کے سب اہلِ عز و وقار
ہوا اون پر سدا رحمت کردگار

جو عالی مراتب ہین یہ چار یار
صحابہ مین افزون ہی اونکا وقار

ابوبکر و فاروق و عثمان علی
امام و جری باحیا و سخی

ہوا اونکو تاج خلافت عطا
مطیع اونکا سب مومنونکو کیا

ابوبکر اول ہوے ہین امام
وہ مشہور عالم مین ہین نیک نام

ہوا افضل رب اونکی یہ شان مین
کہ فرمائی توصیف قرآن مین
ثنا اونکی کیونکر ہو مجھسے بیان
رسول خدا خود ہوئی مدح خوان
امام دویم ہین جنابِ عمر
فتوحات انسے ہوئی بیشتر
بڑہا کر شجاعت کی شمشیر تیز
ہزارون کئی قتل وقت ستیز
مسخر کیا روم و ایران و شام
ڈرا اونکی ہیبت سے عالم تمام
ہوی عہد مین اونکی کیسی یہ کام
بڑہی شان اسلام کی لاکلام
خلیفہ سوم ہین جو عثمان غنی
ثناؤ صفت اونکی یہ ہی سنی
اونہین نی کیا جمع قرآنِ پاک
ہی جس طرح درلوحِ رحمانِ پاک
حیاؤ فضیلت مین ہین انتخاب
عبادات و تقوی مین ہین لاجواب

ملی اونکو حضرت سی یہ زیب و زین   کہ بیاہین اونہین اپنی دو نور عین

چہارم علی مرتضیٰ نامدار   سر پر خلافت کے ہین تاجدار

شجاع و سرورانِ زمن   لقب اونکا ہی شاہِ خیبر شکن

وہ حضرت کی ہین خویش و فرزند عم   ہوی آپ سی دوہری رشتہ ہم

کسی ہی فضیلت مین اونکی کلام   وہ سردار امت کی ہین اور امام

یہ چارون خلیفہ ہین اور پیشوا   کرو پیروی انکی اور اقتدا

ہوان سب پہ رحمت خدا کی مدام   بحقّ محمد علیہ السّلام

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی تو کر عرض میری قبول   طفیل جنابِ محمد رسول

سوا تیری میرا نہین کوئی ہی
یہان اور وہان تو ہی تو ہی ہی

مری جتنی ہین کار دنیا و دین
سنواری گا تو ہی او نہین بالیقین

مری حاجتین جملہ بر لا خدا
کرون غیر سی کچھہ نہ مین التجا

مین اس دار فانی مین جبتک جیون
اطاعت مین تیری مین یارب ہون

گناہون مین آلودہ ہون ای کریم
معاف اونکو کر ای غفور الرحیم

تو کر مغفرت میری پروردگار
نہ عقبی مین کیجو مجھی شرمسار

رہون یان مین دنیا مین عزت کی ساتھہ
اوٹھون آخرت مین بھی حرمت کی ساتھہ

تری فضل سی پائی جو راہ راست
ہو میری اسی مین حیات و ممات

پرستش مین تیری خداوند پاک
رہی سر بہ سجدہ میری مشت خاک

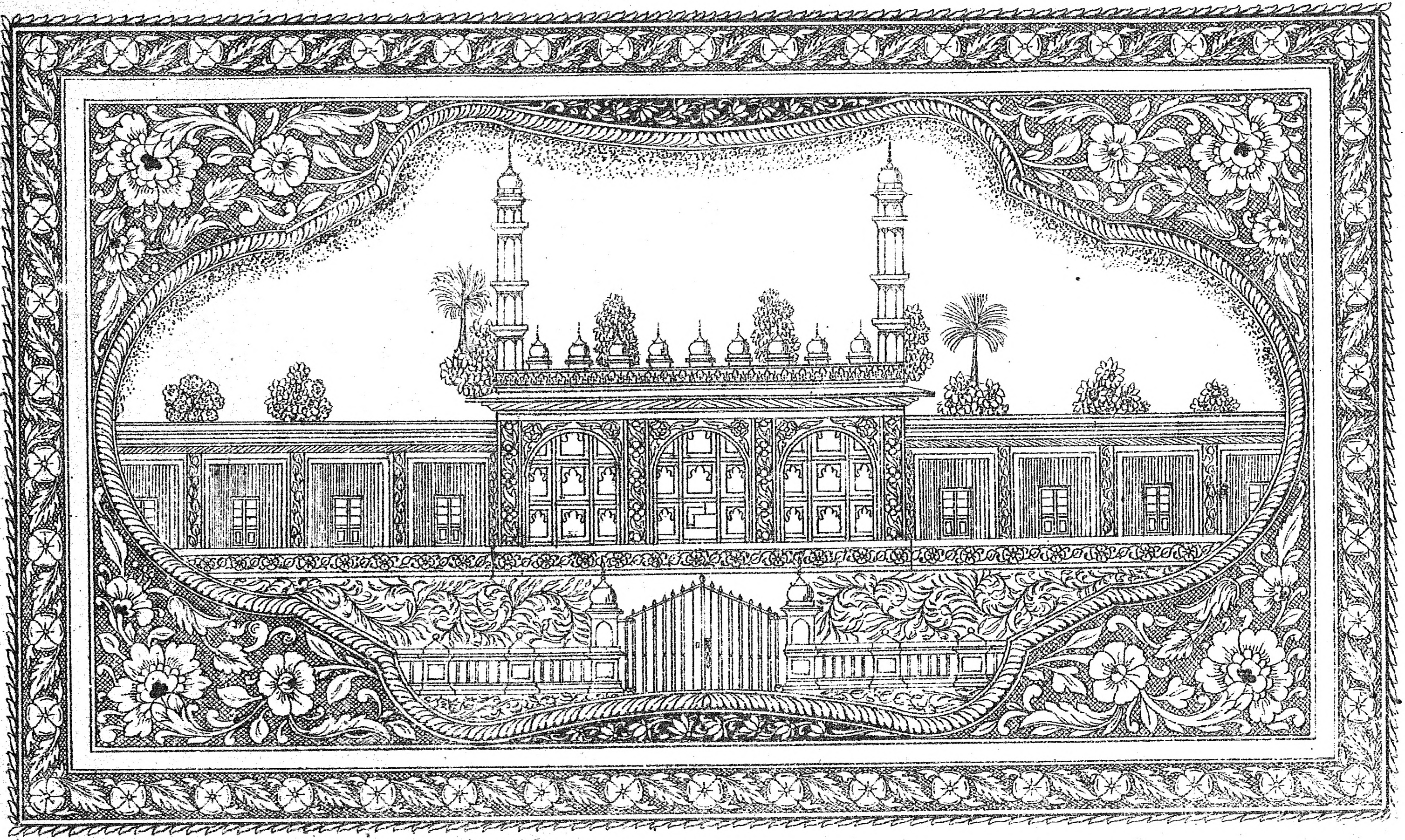

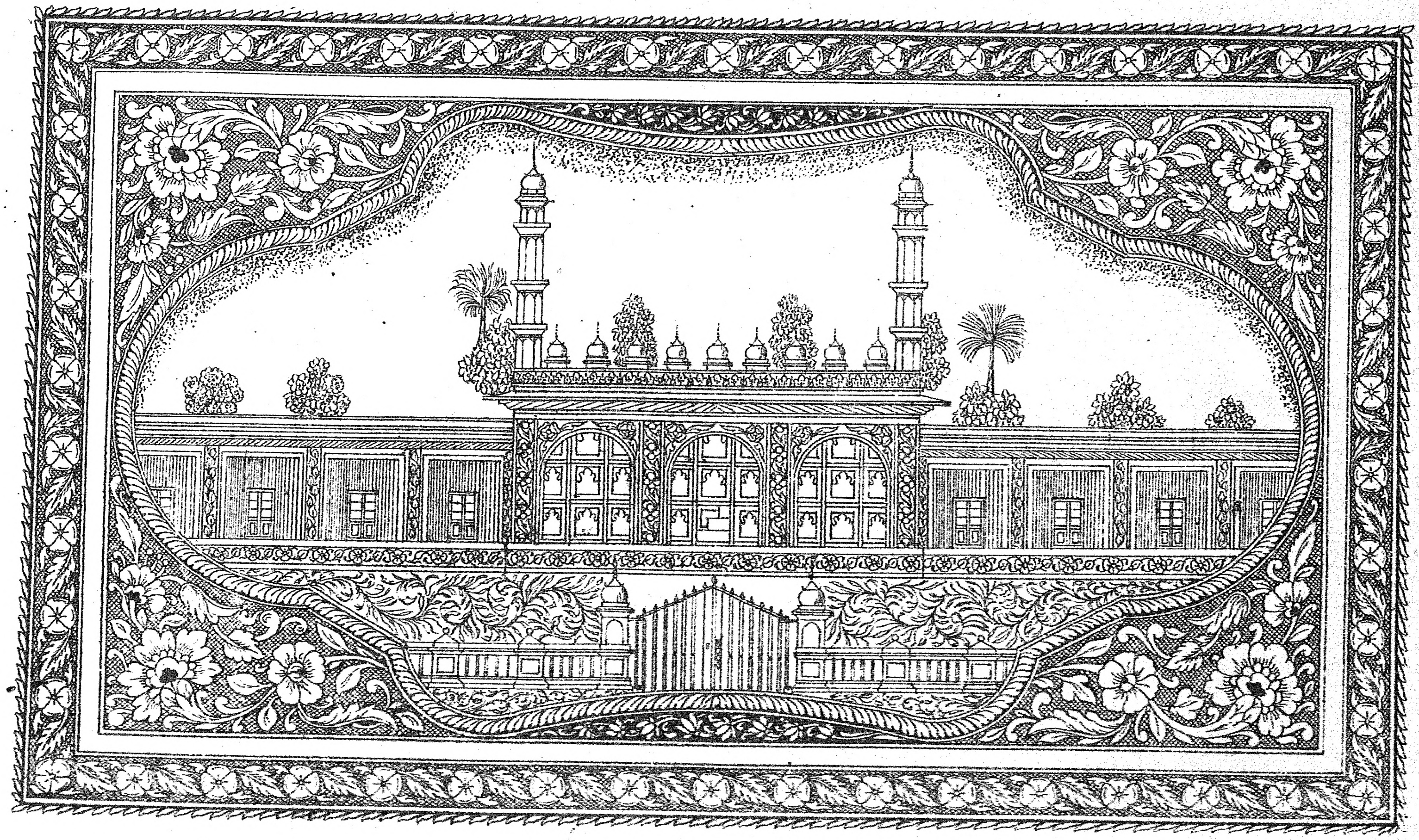

مٹا کر میرا غم مجھی شاد کر
مرے دشمنون کو تو برباد کر

بر آوین مری آرزوئین تمام
اور احباب میری رہین شادکام

ہو جب نزع تب بھی مین لون ترا نام
بجز اسکی منھ سی نہ نکلے کلام

چلون فضل سی تیری راہ صواب
تری دید سی کل کو ہون کامیاب

شفاعت کرین میری حضرت رسول
دعا یہ مری کر لی ای رب قبول

جو حضرت کی آل اور اصحاب ہین
تو رکھ مستقیم اونکی اخلاص مین

مناجات یہ ہی بصد درد و غم
نہو مجھکو کونین مین کچھہ الم

کرون اس سخن پر مین ختم کلام
کہ پہونچی محمدؐ پہ میرا سلام

اوصاف راستی کے

کشادہ ہو سچ کا خدا مجھسی باب
لکھون سچی حالات مین مین کتاب

نہایت مجھی راستی ہی پسند
سر راستی ہی جہان مین بلند

دل و جانکو ہی راستی سی فروغ
نہین ایک ذرہ ہی اسمین دروغ

کہ ہی راستی داخل ایمان مین
صفت اسکی آئی ہی قرآن مین

بڑہاتا ہی سچ دو جہان مین وقار
مجھی سچ کی توفیق دی کردگار

ہی ہر ایک جا صدق سی افتخار
خردمند کرتی ہین سچ اختیار

ہمیشہ رہی سچ سی نیکون مین نام
سنور جاتی ہین سچ سی سب کار و کام

خدا سچ سی راضی ہی خوش ہین رسول
بہت سچھی سچھی ہر ایک جا قبول

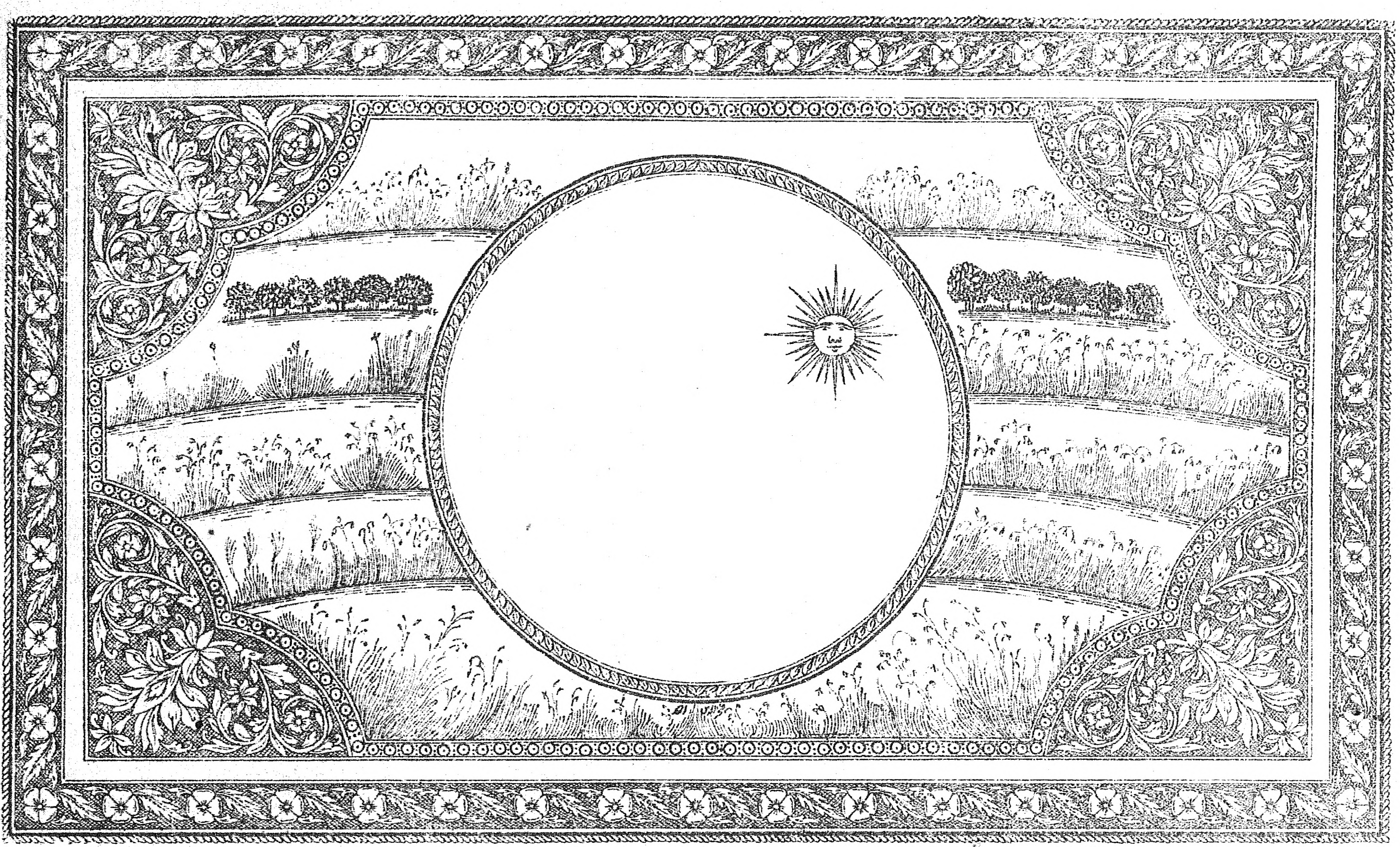

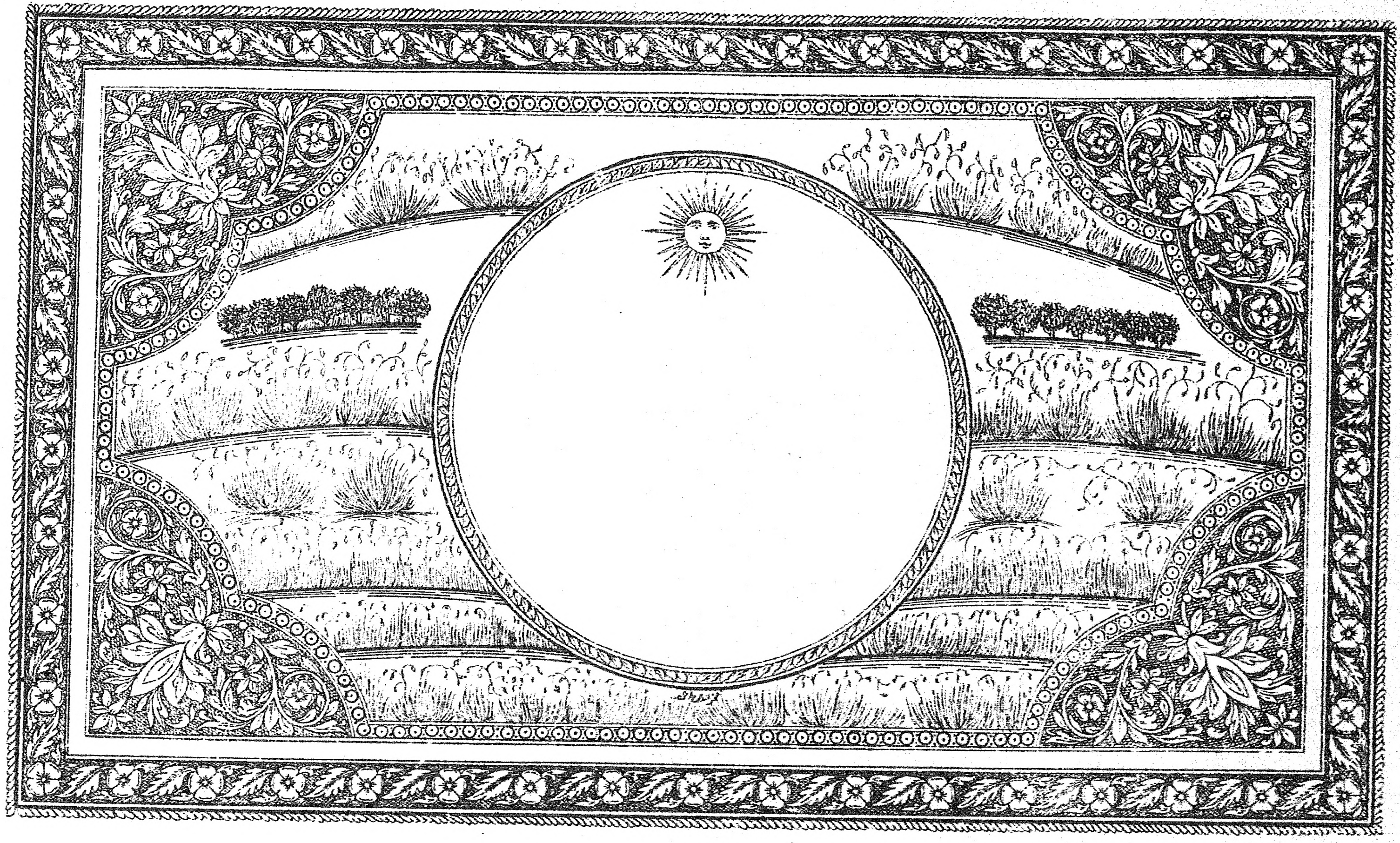

ہوا قصۂ صدق کا مجکو شوق
لکھی مثنوی ہی یہ سچی بذوق

سدا سچ کی جلوی سی میرا کلام
خدایا رہے افتخار انام

کیفیت گردون کی

وہ می دی کہ دی مجکو بال ملک
کرون ساقیا تا کہ سیر فلک

پیا پی پلا جام دو تین چار
کہ دکھلاؤن مین تجکو تازہ بہار

بندھا ہی یہ اسوقت مجکو خیال
کہ افلاک کا کچھہ لکھون اب مین حال

کتابون مین جو کچھہ ہی اسکا بیان
لکھون اوسکی مین مختصر داستان

لکھی اہل تحقیق نی ہی یہ بات
کہ جز عرش و کرسی ہین افلاک سات

ہوا جبکہ عالم مین انکا وجود
مدوّر بنی شکل رنگت کبود

طویل و عریض و رفیع اسقدر
کہ گر جائین وان جن تو جلجائین پر
وسیع ایسا ہر ایک وسعت مین ہی
ہو اندیشہ سی ایک گوشہ نہ طی
جو ہی ایک سی ایک کا فاصلا
مسافت مین ہی پانسو سال کا
عجیب آسمان کو یہ جلوہ دیا
کواکب سی اسکو چراغان کیا
تہ و بالا ہفت آسمان جب بنی
تو ان مین ستاری چمکنے لگی
درخشان جب انجم فلک پر ہوی
زمین و زمان سب منور ہوی
بروج ان پہ قایم کئی جا بجا
ملایک سی آباد انکو کیا
جو کرتی ہین یہ رات دن گشت و دو
حقیقت پہ اوسکی بھی کر لی تو غور
بنی چرخ سب شکل گولی کی ہین
سدا رہتی ہین سب کے سب گشت مین

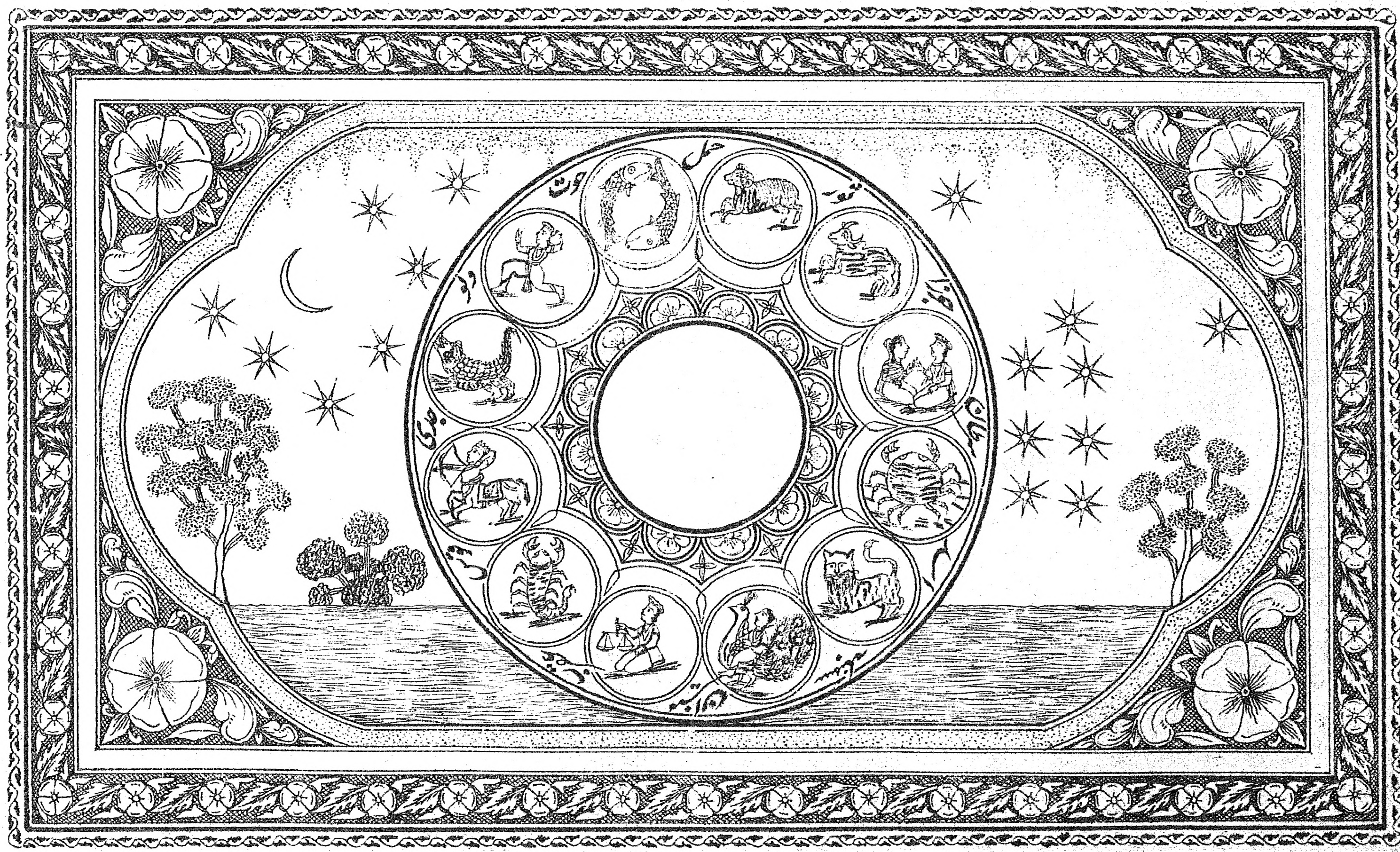
حمل
ثور
جوزا
سرطان
اسد
سنبله
میزان
عقرب
قوس
جدی
دلو
حوت

سرطان
اسد
میزان
جوزا

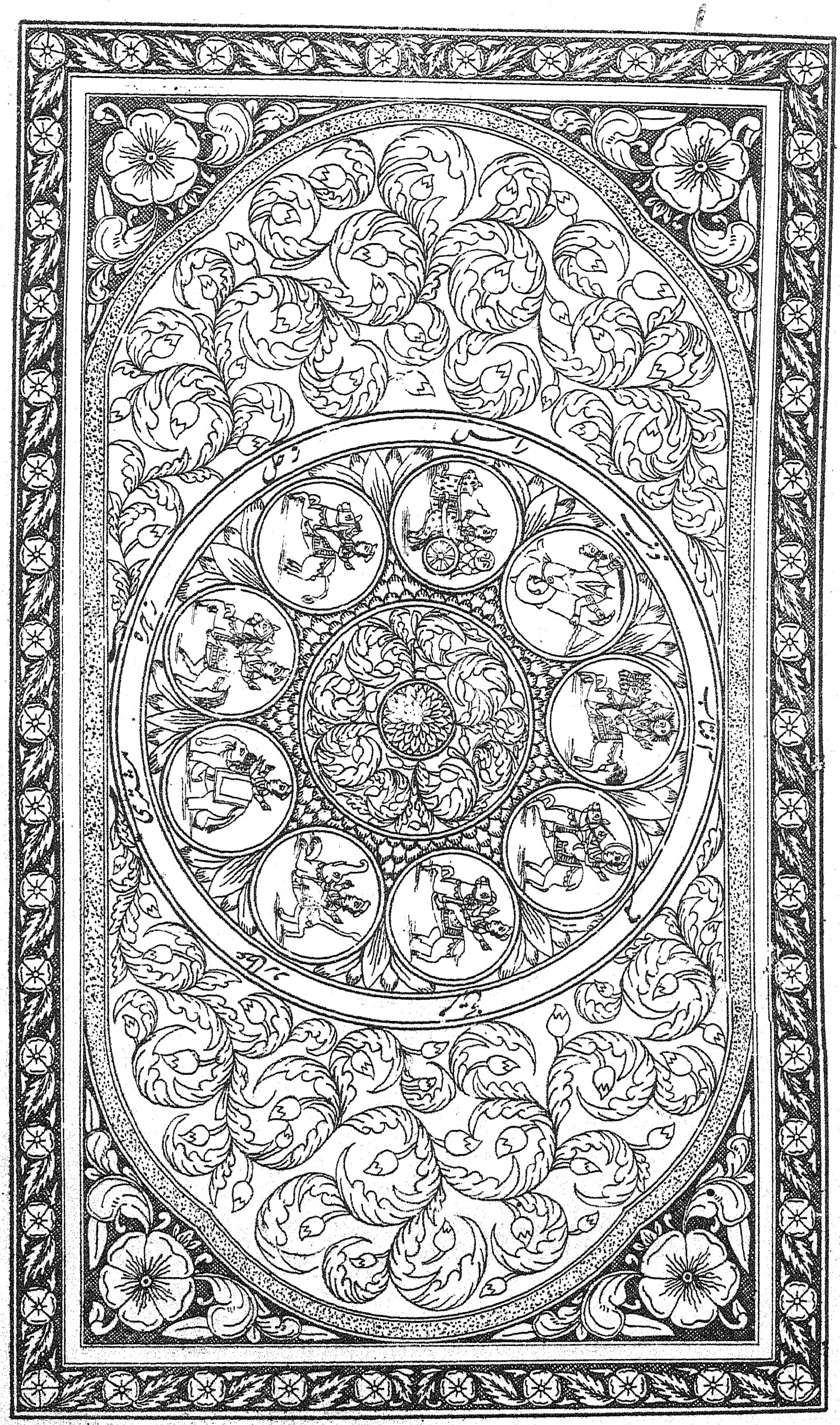
راس
زحل
ذنب
آفتاب
زہرہ
مشتری

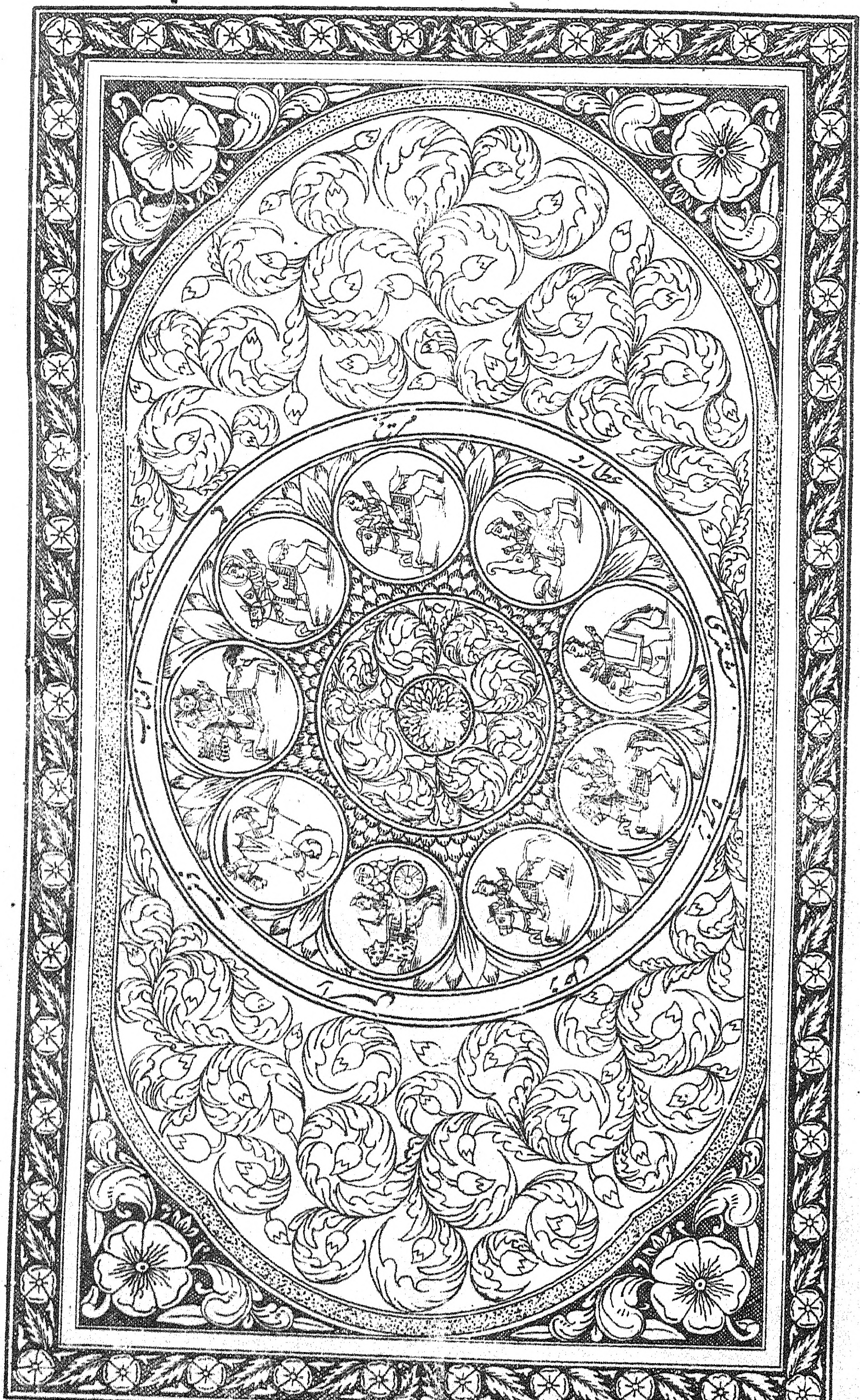

یہ چکر مین رہتی ہین ہر دم مدام
کوئی ساعت اِنکو نہین ہی قیام
یہ عالم اثر گاہ اون کا ہوا
وہ پھرتی ہین گرد اوسکی جون آسیا
نہین کا وہ گردی سی ان کو قرار
ٹھہرتی نہین ایک جا زینہار
نہین انکی چکر سی چکراؤ تم
ذرا اور آگاہ ہو جاؤ تم
اُٹھاؤ نظر جانبِ آسمان
دکھاؤن تمھین دوسرا اب سمان
حقیقت یہان چرخ کی چھوڑ کر
ہی برجون کی حالات پر اب نظر

بیان بروجِ آسمان

وہ ساغر پلا صاف ہو جسکا کانچ
نذینی مین کر ساقیا سات پانچ
جو بارہ بنی برج افلاک پر
مین احوال اونکا کہون سر بسر

ہوا ہی فلک کا زیب و عروج
اور اونمین ستارونکی گھر ہین بروج

یہ قایم ہوئی جب ہر ایک چرخ پر
ہوئی مختلف شکل سی جلوہ گر

بنی برج جب ساری یہ جا بجا
مقیم اپنی منزل پہ ہر اک ہوا

نہین کرتی از خود ہین یہ گشت چرخ
سدا دور کرتی ہین ہمراہ چرخ

ہی ہر برج کی شان و ہیئت جدا
مفصل سنو ان کا نام اور پتا

ستارہ شناسون سی سنتی ہین ہم
وہ گنتی ہین یون بارہ برجین بہم

حمل ثور جوزا و سرطان اسد
ہین پہر عقرب و سنبلہ مستند

ہی پہر جدی اور دلو و میزان و حوت
ہی پہر قوس با قدرتِ لایموت

ہوئی ختم بس بارہ برجون کی نام
مین اب اونکی شکلین بتاؤن تمام

اشکال بروج آسمان

حمل مینڈھی کی شکل ہی ہوبہو
سمجھہ حوت کو مثل ماہی کی تو

پتہ دلو کا دون مین سب تجھپہ کھول
کہ کہتی ہین ہندیین سب اُسکو ڈول

کھڑا اوسکی اندر ہی ایک مردوا
لو اب دلو کا حال پورا ہوا

جدی اسکی آگی جو ہی برج اور
کرو اوسکی نقشہ پہ بھی خوب غور

جو انجم کی ہین اوسمین نقش و نگار
مگر کی ہی سب اوس سی شکل آشکار

تن قوس پر ہی ہر اک کا گمان
کہ نکلا تن اسپ سی اک جوان

لئی ہاتھہ مین ہی وہ تیر و کمان
شکوہ و شجاعت ہی اوس سی عیان

سنو برج عقرب کا یہ حال ہی
بعینہ وہ بچھو کی تمثال ہی

خیال اسکی تفتیش کا کردی زار
کری نیشِ اندیشہ دل کو فگار
رہو چپ کرو خوف اب جان کا
سنو بعد ازین حال میزان کا
سمجھہ شکل کا اوسکی یہ حال ہی
ترازو لئی بیٹھا بقال ہی
لکھوں سنبلہ کا مین اب آگی حال
تو جان اسکی کوکب کو گندم کی بال
ہی طاؤس پر ایک عورت سوار
جمال اپنا دکھلاتی ہی وہ نگار
اسد کو جو پوچھی تو ہو جا دلیر
چلا گونجتا آتا ہی آگی شیر
کری سمتِ سرطان کوئی گر نظر
گمان کینکڑی کا ہو اوس شکل پر
یہی قول جوزا کی ہیئت مین سُن
ملی بیٹھین ہین شکل دو بی سخن
اگر جانبِ ثور دیکھے گا تو
اوسی صورتِ گاو سمجھی گا تو

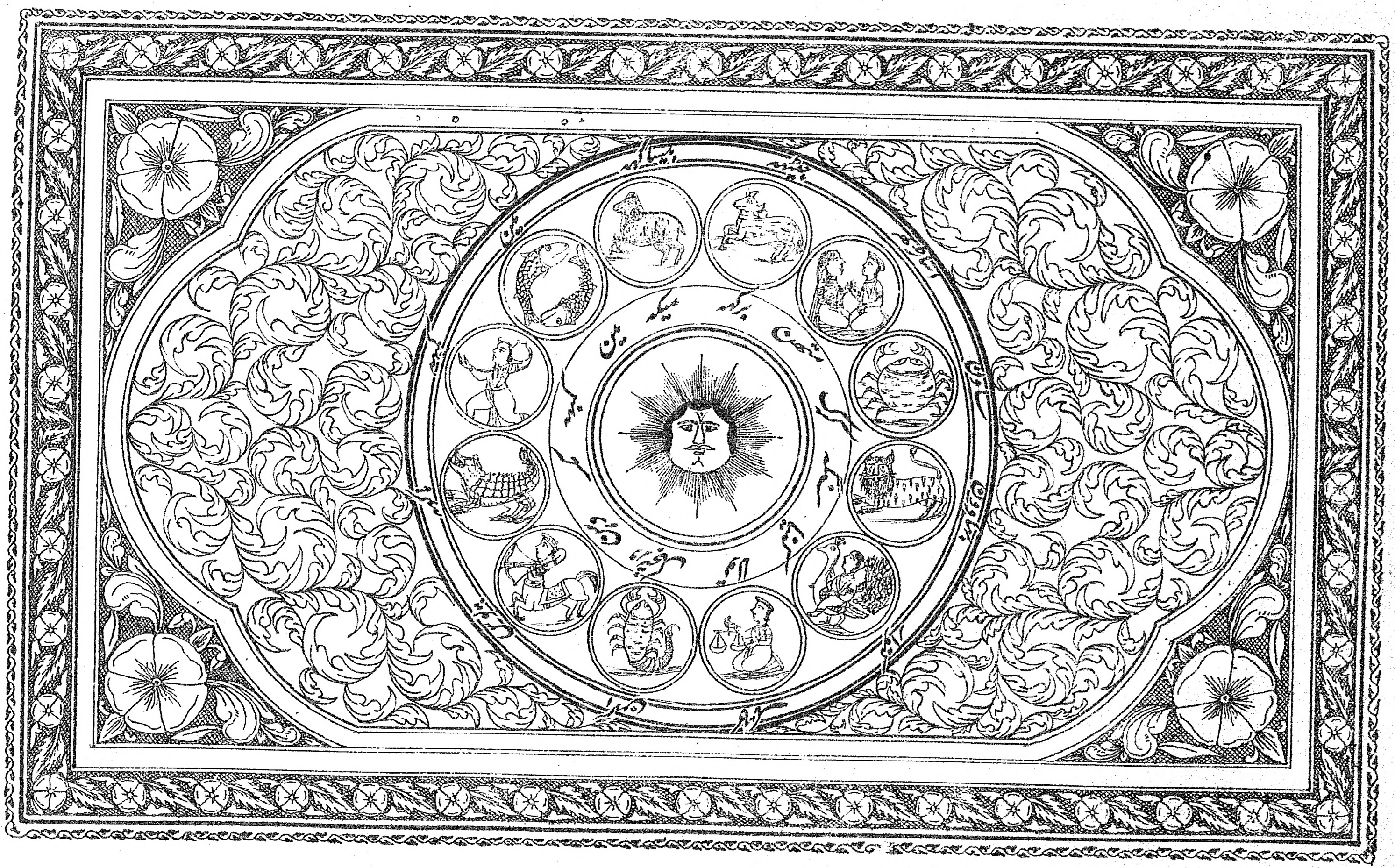

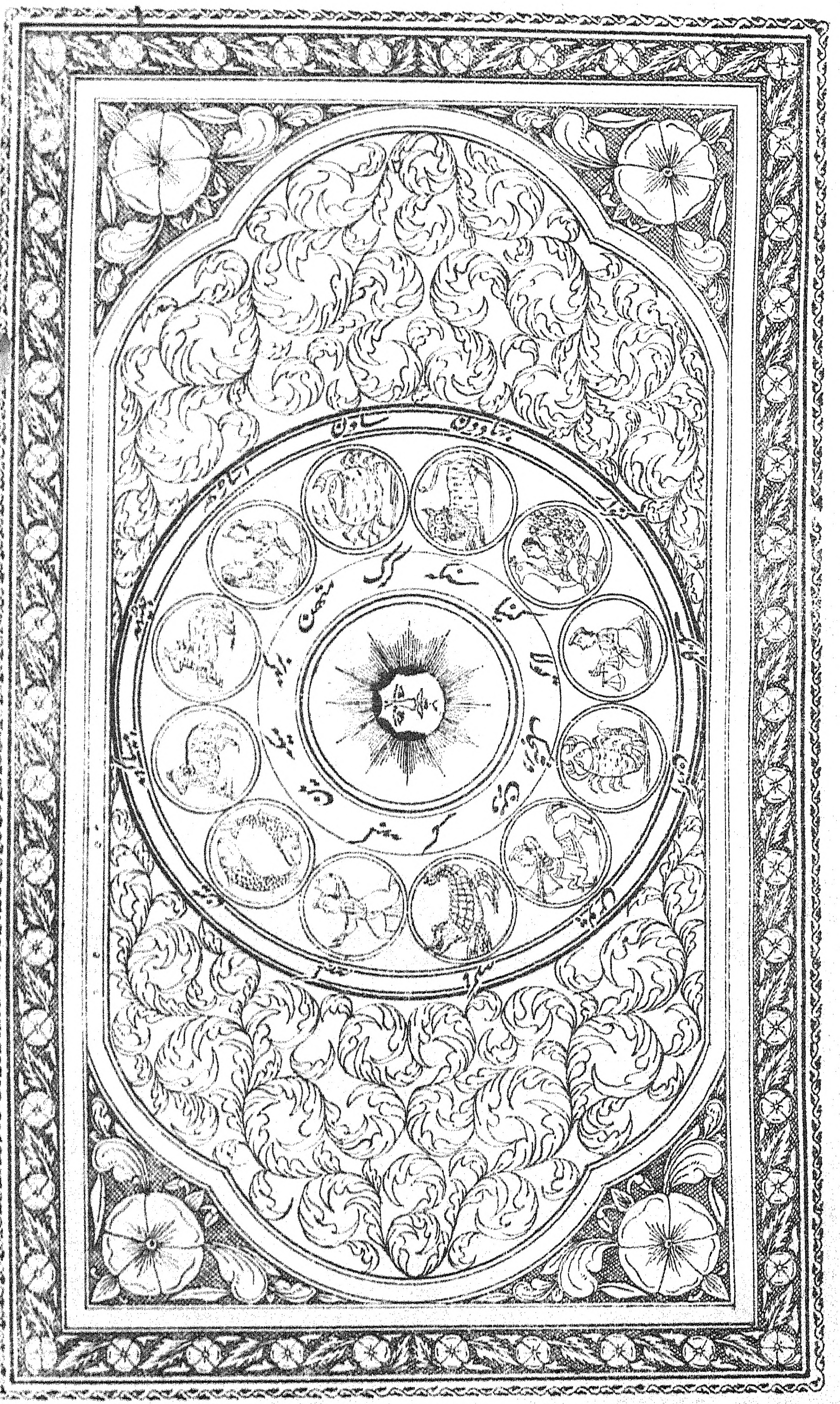
ساون
بھادوں
سنگھ
کرک
متھن
کنیا

ہوا ختم برجون کا پورا یہ دور
بس اب کر رقم خامہ کچھ حال اور

بیان سبع سیارہ

پلا مجکو ساقی شراب کہن
کہ جمتی ہی انجم کی اب انجمن

لکہون سبع سیارہ کا حال مین
بیان ہی یہ اب اونکی احوال مین

جو ہی اہل تنجیم کی گفتگو
سنو اوسکو تم مجھسی سب مو بمو

ہوا منکشف اونکو جس طرح ہی
حساب و شمار اون کا اس طرح ہی

کہ ہین گرچہ اختر بہت چرخ پر
ولی ان مین یہ سات ہین نامور

ہی خورشید شاہ اور قمر ہی وزیر
عطارد ہی گردون پہ نامی دبیر

دیا مشتری کو قضا کا وقار
ہی مریخ ترک فلک نامدار

ہی زہرہ کا پیشہ تو رقص و غنا
زحل بانیِ کار دزدی ہوا

ہوئی ہفت کوکب کی پوری یہ نام
لکھی خدمت و عہدۂ منصب تمام

ہوا چرخ و انجم کا جو ختم حال
بندھا اور مجکو یہ نازک خیال

کہ ہوتا تزلزل ہے دنیا مین جو
یہ تفصیل وجہ اوسکی معلوم ہو

کیفیت تبدیل زمانہ

دوبارہ چلی ساقی دورِ شراب
کہ ہی ابتدا دورۂ آفتاب

تبدل زمانی کا جو ہی سبب
حقیقت ہوئی اوسکی یون منتخب

جو کامل نجومی ہین اور برہمن
اونہین علم ہیئت سی ہی حسن ظن

وہ اسمین کہتی ہین یون قیل و قال
زمانی کی ایسی بتاتی ہین چال

کہین پوچھیون ہی وہ کرکی بچار
ہی سورج کے چکر پہ اسکا شمار

ہو جب دورۂ مہر بر آسمان
تو فصلون کا حال اُس سی ہوئی عیان

بدلتا جو ہر بار یہ ڈہنگ ہی
وہ سب گردش مہر کا رنگ ہی

طلوع و غروب اوس سی ہوا آشکار
عیان جس سی ہوتی ہین لیل و نہار

ہی اوسکی ہی گردش سی شام و پگاہ
اوسی کی ہی جلوی سی روشن ہی ماہ

تپش مین ہی اوسکی یہ رنگ و اثر
کہ ہوتی ہین سب پختہ کشت و ثمر

لکھا ہی یہی چال کا اوسکی طور
کہ پوری برس مین وہ کرتا ہی دور

مہینی مین ہر برج کرتا ہی طی
قمر سی ہی یہ بیشتر سست پے

ہی ہندی مین جو ماہ و سن کا حساب
ہوا گردشِ شمس سی ہی انتخاب

ربیع و خریف و خزان و بہار | اسی کی ہین سب دورسی آشکار
گذر مہر کا جب حمل مین ہوا | وہ ہندی مہینہ ہے بیساکھہ کا
پہونچتا ہی یہ جا کی جب ثور مین | تو اوس ماہ کو جیٹھہ سب کہتے ہین
کری جب یہ جوزا مین اپنا مقام | اساڑھ اسکو کہتی ہین سب لاکلام
اور آوی یہ سرطان مین جب تیر کر | مہینہ ہو ساون کا بس جلوہ گر
اسد مین یہ دی بھینٹ جب آنکر | اوسی ماہ بہادون کا بس دھیان کر
کری جانبِ سنبلہ کوچ جب | تو کہتی ہین اوس ماہ کو کنوار سب
وہ میزان مین آکی لی جب قرار | مہینہ ہو کاتک کا بس آشکار
وہ عقرب مین جس وقت ہو جا گزین | مہینہ ہوا گہن کا ظاہر وہین

سپر لیکی جب قوس مین آئی ہی
تو وہ پوس کا ماہ کہلائی ہی
وہ کرتا ہی جب جدی مین پاترآب
کہین ماگھ ماس اوسکو کرکی حساب
کری ہی قیام آکی جب دلو مین
تو پہاگن کا اوسکو مہینہ کہین
یہ پہنچتا ہی جب حوت کی چال مین
مہینہ اوسی چیت کا سب کہین
ہوا شمس کا دور بہی لو تمام
مہینون کی بہی کہدئی ساری نام
سماوات وبرج اور ستاری تمام
مفصل بیان کردئی لاکلام

کیفیت زمین

مجہی ساقیا دی وہ اب جام مل
کہلاؤن زمین مین نئی اوس سی گل
ہوا جب کہ پیدا زمین کا وجود
ہوئین اس سی اشیای عمدہ نمود

اسی سی ہون روئیدہ ہر جزو کل
نباتات غلہ ثمر اور گل

جو سامان ہی ذی روح کی زیست کا
اسی خاک سی سب مہیا ہوا

جمادات کی بھی ہی ماخذ زمین
خزینہ دفینہ کی ہے یہ امین

ہوئی اسپہ قایم رفیع ایسی کوہ
دبی جس سی گردون کی شان شکوہ

اسی سی ہین پیدا ہزاران شجر
جو ہر سمت آتی ہین اسپر نظر

ہر اک قسم کی اور ہر اک نام کی
نکلتی ہی چوب اس سی ہر کام کی

چرند و پرند اور درندی تمام
بنی سب اسی گل سی ہین لاکلام

اگرچہ بنی ہے زمین خاکسار
پر اسمین ہین جوہر بھری بی شمار

عقیق اور پکھراج و نیلم تمام
بر آمد اسی سی ہین سب لاکلام

✣

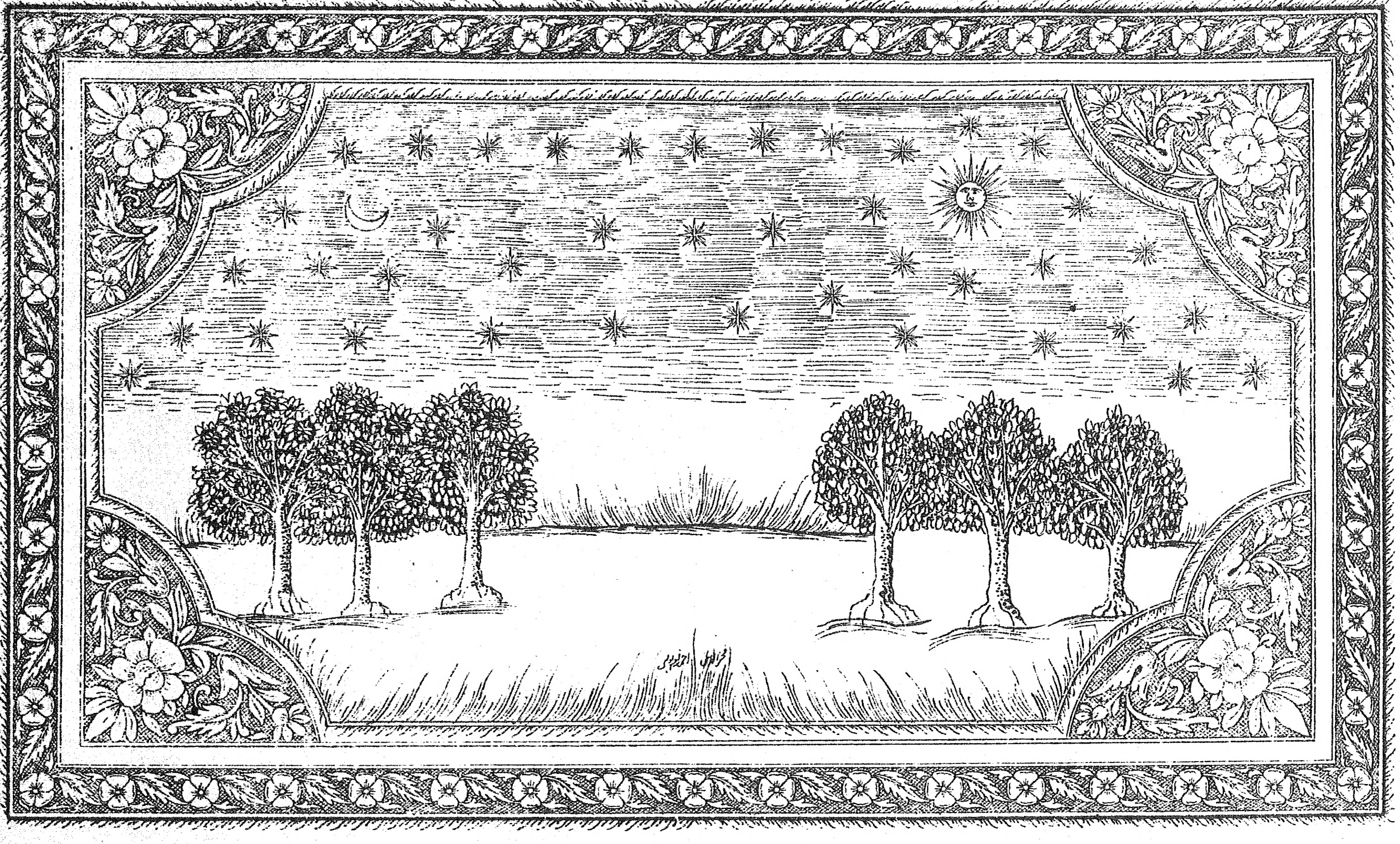

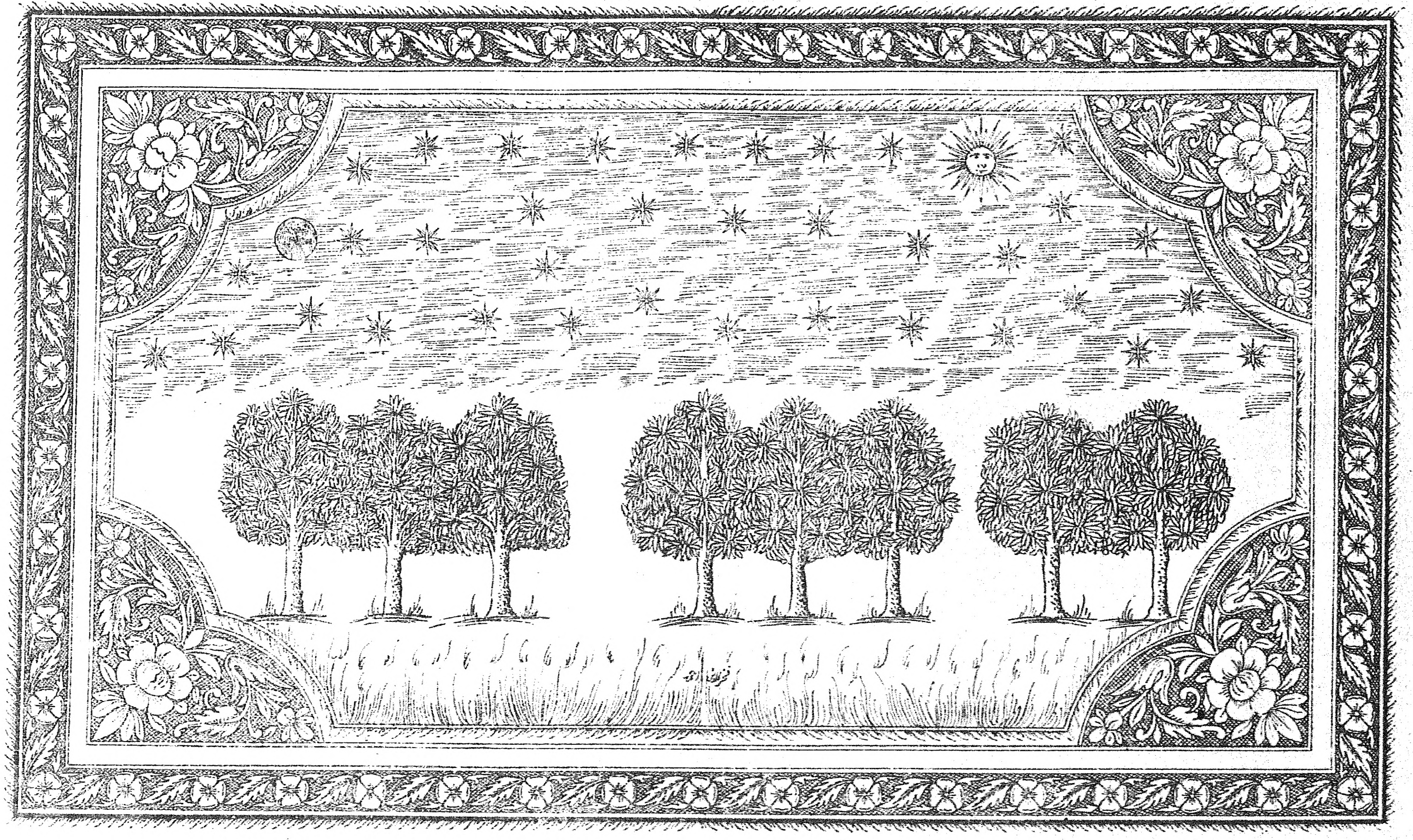

زمرد اور الماس و یاقوت بھی　رکھی ہی یہ درج شکم مین سبھی
جواہر مین جو لعل ہین بی بہا　وجود اوسکا ہی اس زمین سی ہوا
فقط نور تن اس سی پیدا نہین　بہت رنگ کی جوہر اوگلی زمین
اسی تو ملا ہی شرف بیشتر　ہوا اور آتش پہ اور آب پر
ہی انسان کی جا ہی مسکن یہی　اسی مین بسی مرد و زن ہین سبھی
اسی سی ہوا ہی بشر کا خمیر　ہی ماوا و ماخذ یہ اول اخیر
معین ہین موسم جو بہر زمان　اسی پر وہ ہوتی ہین پیہم عیان
ہر اک فصل کی آتی ہی جب بہار　اثر اوسکا ہوتا ہی یان آشکار
غرض کارخانی ہین جتنی یہان　اسی سرزمین سی ہین جلوہ کنان

لکھی وصف اسکی کہانتک قلم
کرون حال فصلون کا اب مین رقم

کیفیت فصل ہای سالتمام

چھپا سا قیامت مئی خوش گوار
رتین ہوتی ہین سال کی آشکار

مشرح یہ فصلون کا سن لو حساب
ہوئین اسطرحسی ہین وہ انتخاب

محاسب بق ہندی کی کہتی ہین یہ
کہ ہر سال مین ہوتی فصلین ہین چھ

گنین جسطرحسی وہ چھ رت کو ہین
بتاؤن مین تفصیل اونکی تمہین

جنہین علم ہئیت مین ہی دستگاہ
بتاتی ہین ہر فصل کے دو دو ماہ

ہی جسپر کہلا ہئیت و ہندسا
جو ان دونون علمون کو ہی جانتا

یہ کہتا ہی ہر ایک ہی فصلی سن
شروع اسکا ہی کنوار سی بی سخن

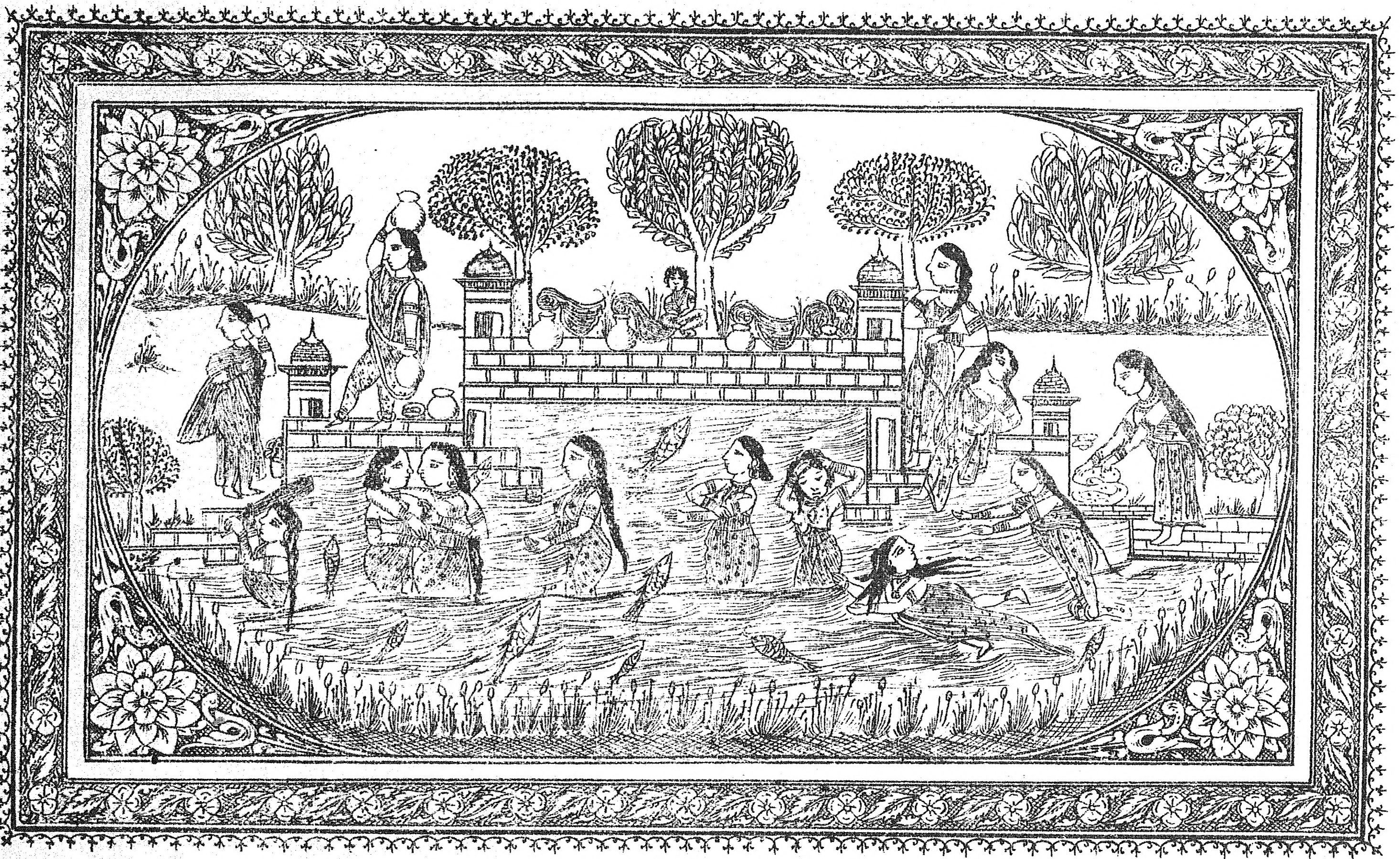

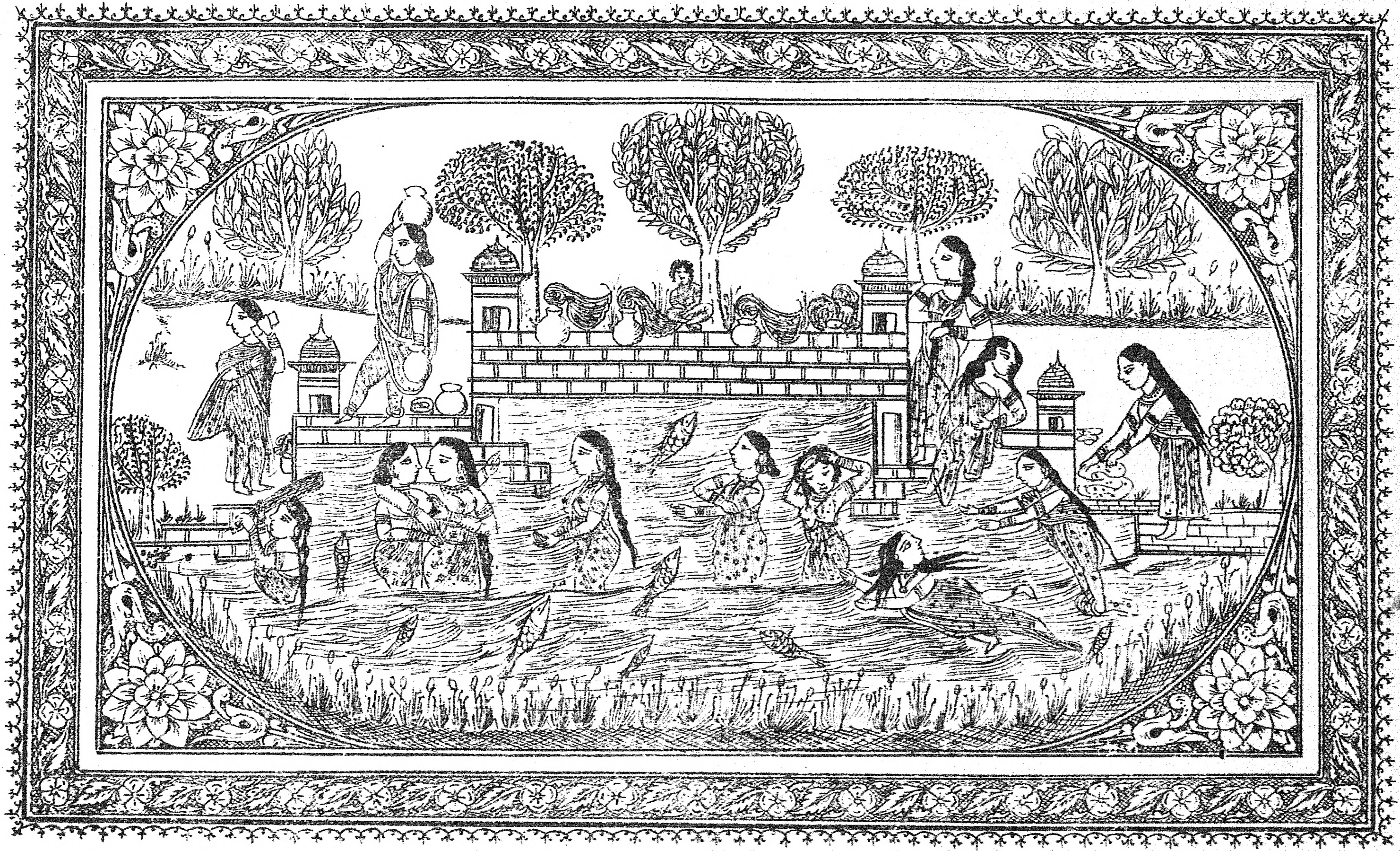

بس آتی ہی جو کنوار کاتک مین فصل
ہوا سرد رُت نام ہندی سی نقل

چلی ٹھنڈی ٹھنڈی ہی اسمین ہوا
سمجھ لی اوسی جاڑی کی ابتدا

ہو جنس ربیع اسمین پیدا اتمام
کٹی جُوار مونگ اور اوڑد لاکلام

ہنمنت رکھا ہی اک رُت کا نام
کری اگھن اور پوس مین اختتام

مہینی یہ دو سخت سردی کی ہین
سمجھتی ہین جاڑی کا چلہ انہین

سنگھاڑی شیریفی گنا اور بہی
بکثرت کرین اسمین جلوہ گری

جو ماگھ اور پھاگن کی رُت آتی ہی
تو پھر وہ ششر رُت گنی جاتی ہی

یہ ہوتی ہی سرما کی فصل اخیر
چلی تیز تیز اسمین صرصر کثیر

ہو تلی ریلی کا اسمین بڑھاؤ
چڑہین اس مین قندسیہ کی کڑھاؤ

لو آمد ہی اب جیت بیساکھ کی
کہ جسکی صفت ہمنی یہ ہی سُنی

انہین سی تو آغاز گرما کا جان
ہی بڑہتی تپش تاب خور کی ہر آن

رکھا نام اِس رُت کا سب نے بسنت
ہین اُٹھتی مسیت اِسمین محنت

چنی اور گیہون ہون اسمین نصیب
شکم سیر ہون تا امیر و غریب

بہت اِنمین گرمی ہو ہنگامہ زا
پسینی کے دریا بہین برملا

گرمی جیٹھ اساڑہ آکی جب دہوم دہام
ہو برسات کا اسمین سب اژدہام

چلی خوب آندہی گھٹا آتی ہے
گرج کر وہ دل سب کا دہلاتی ہی

گریکھم کی رُت اسکو کہتی ہین سب
خواص اسکی بہی سُن تو تھوڑی سی اب

جو اس رُت کی میوی ہین سن اونکی نام
اسی مین ہون فالیزین پختہ تمام

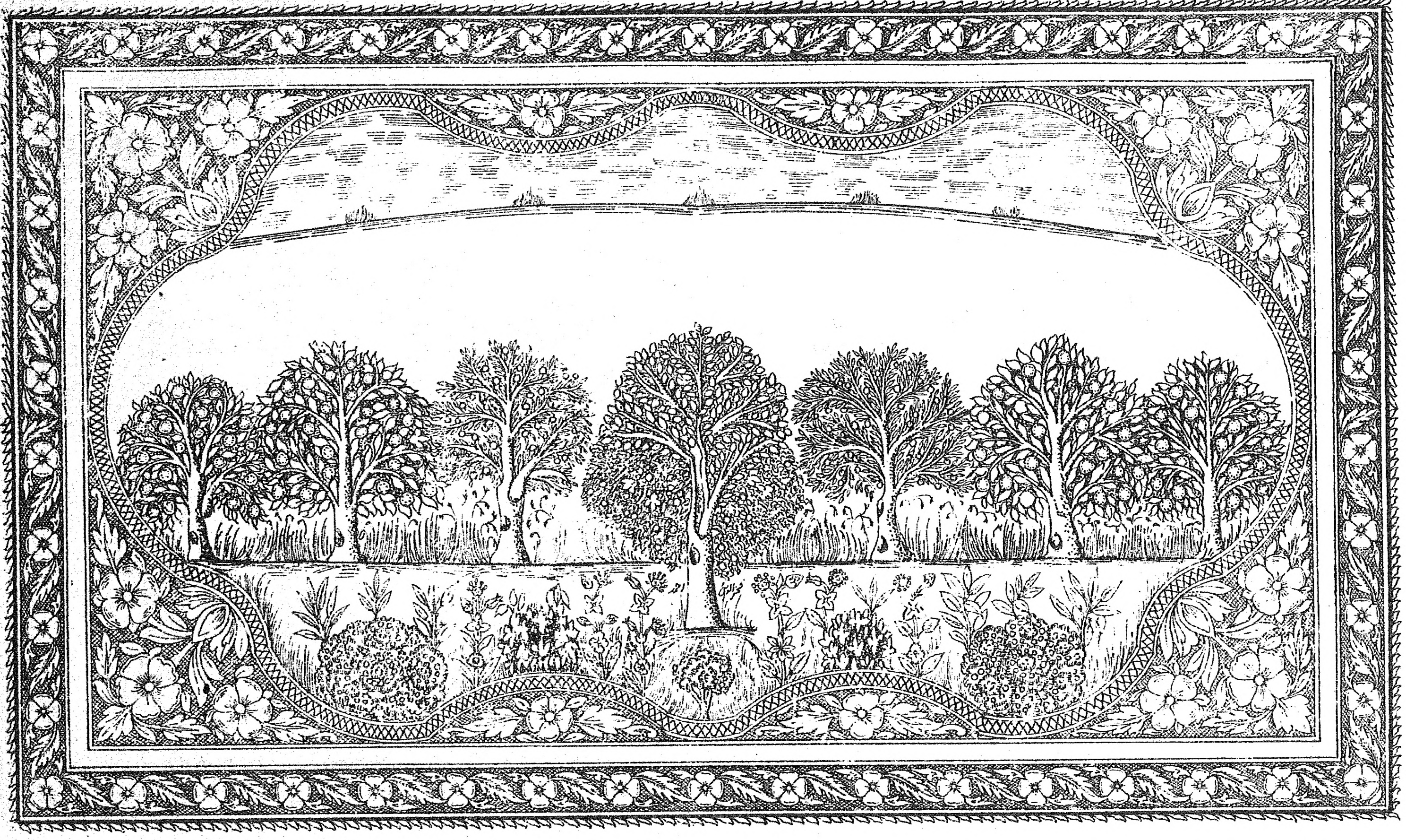

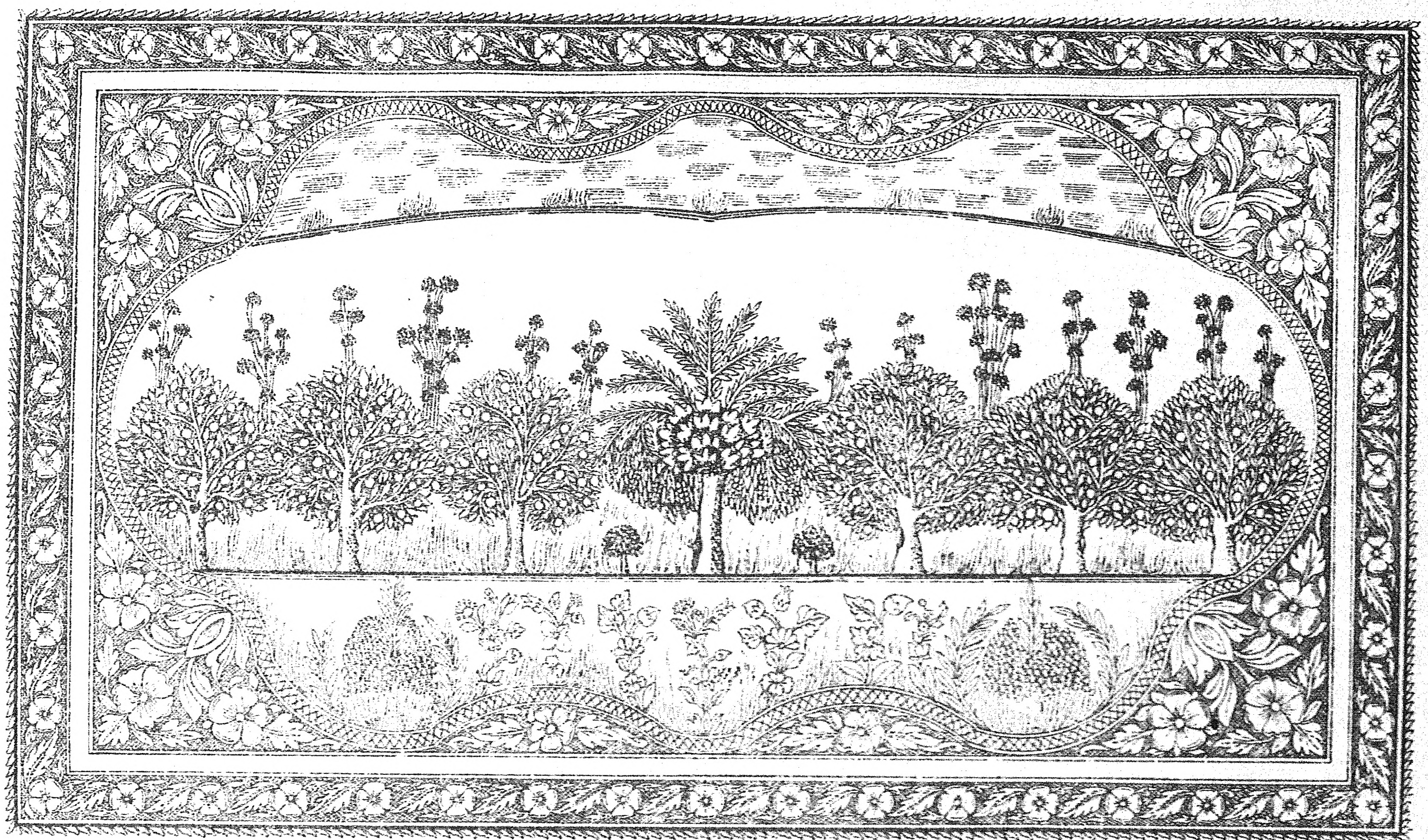

یہ تربوز و خربوزہ ہین ایسی چیز　کہ شیرینی انکی ہی ہر دل عزیز
گرین شاخین جہاڑون سی اورکیریان　اور آمون کی ہر جا لگین ڈھیریان
لو اب آئی بارش کی اچھی گھڑی　لگی بہادون سانون کی اسمین جھڑی
اسی کہتی ہین برکھہ رُت سب ہنود　ہو سبزی کا ہر جای اسمین وجود
اسی مین ہو ککڑی اسمین ہو پہوٹ　اوٹھو چلکی باڑی مین بھٹّی لو لُوٹ
یہ فصلین جواب تمنی مجھسی سنین　انہین طرز ہندی سی مینی گنین
کری سیر جہ یہ رُت کی تو جھوم جھوم　چلو اور آگے مچاؤن مین دہوم
کیا ہی رقم یہ تو حالِ جہان　سنو خطۂ خاص کا اب بیان
ہی کیا خوب اقلیم ہندوستان　کہ ہی فی الحقیقت وہ جنت نشان

صفت سرزمین ہندوستان

مجھی ساقیا دی رَوان ایسی می
منازل کرون ہند کی جس سی طی

کہ ہی کشور ہند جو بی مثال
ہزارون ہین شہر اوسمین لاکھون محال

ہی سرسبز شاداب ساری زمین
اور آب و ہوا ہی بہت خوشترین

ہری کہیت ہین وہ بیابان مین
بچھا سبز مخمل ہی میدان مین

ہر اِک سمت سرسبز ہین کشتِ گُل
شگفتہ کہین اونمین ہوتی ہین گل

زراعت سی ہر قسم کی وہ بھری
ہی سرسون رسیلی کہین جو ہری

تر و تازہ شاداب گندم کی بال
کہ ہو جس سی سنبل کو بس انفعال

نخود سبز شاخون مین لٹکی ہین یون
کہ گویا زمرد کے آویزی ہون

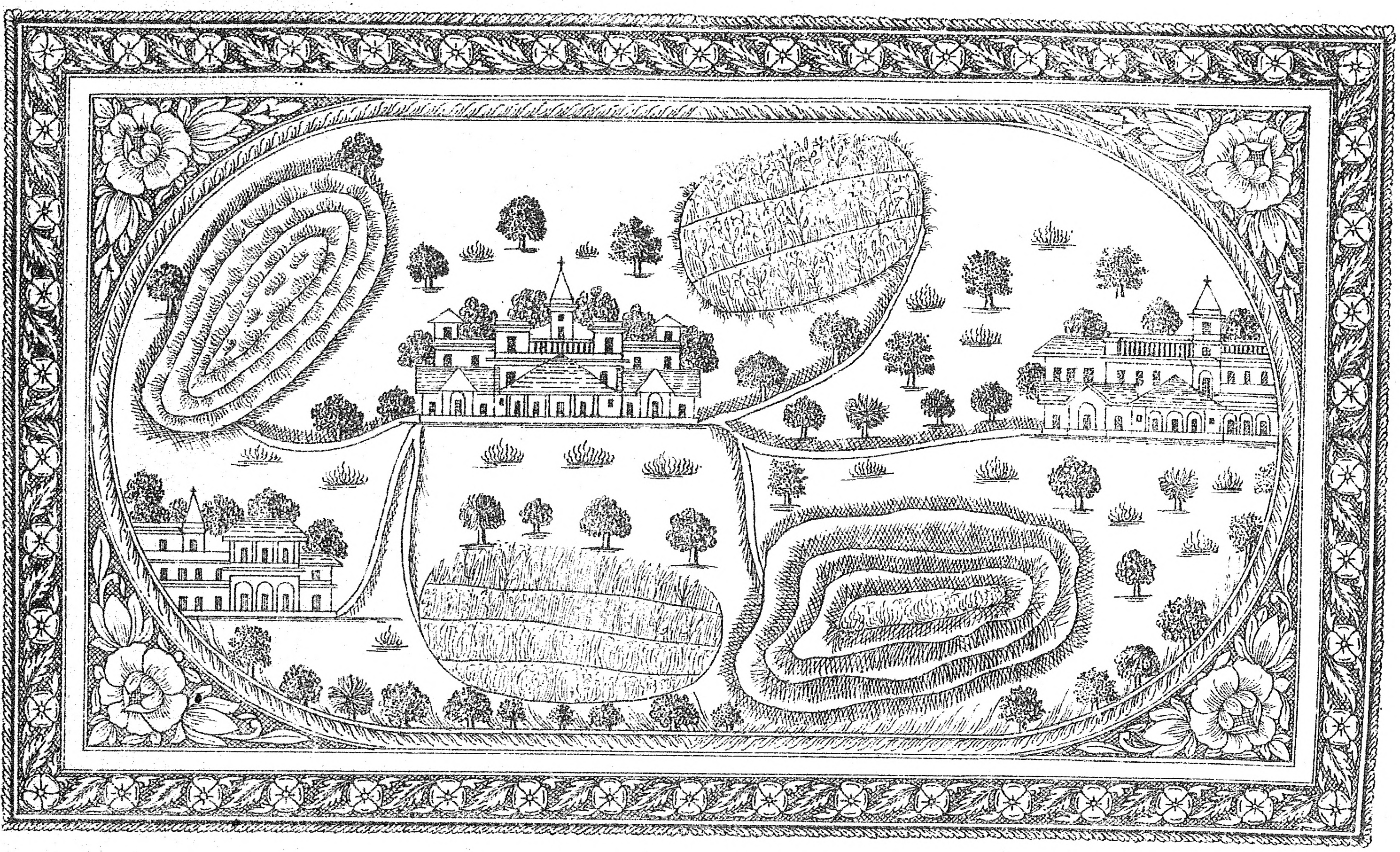

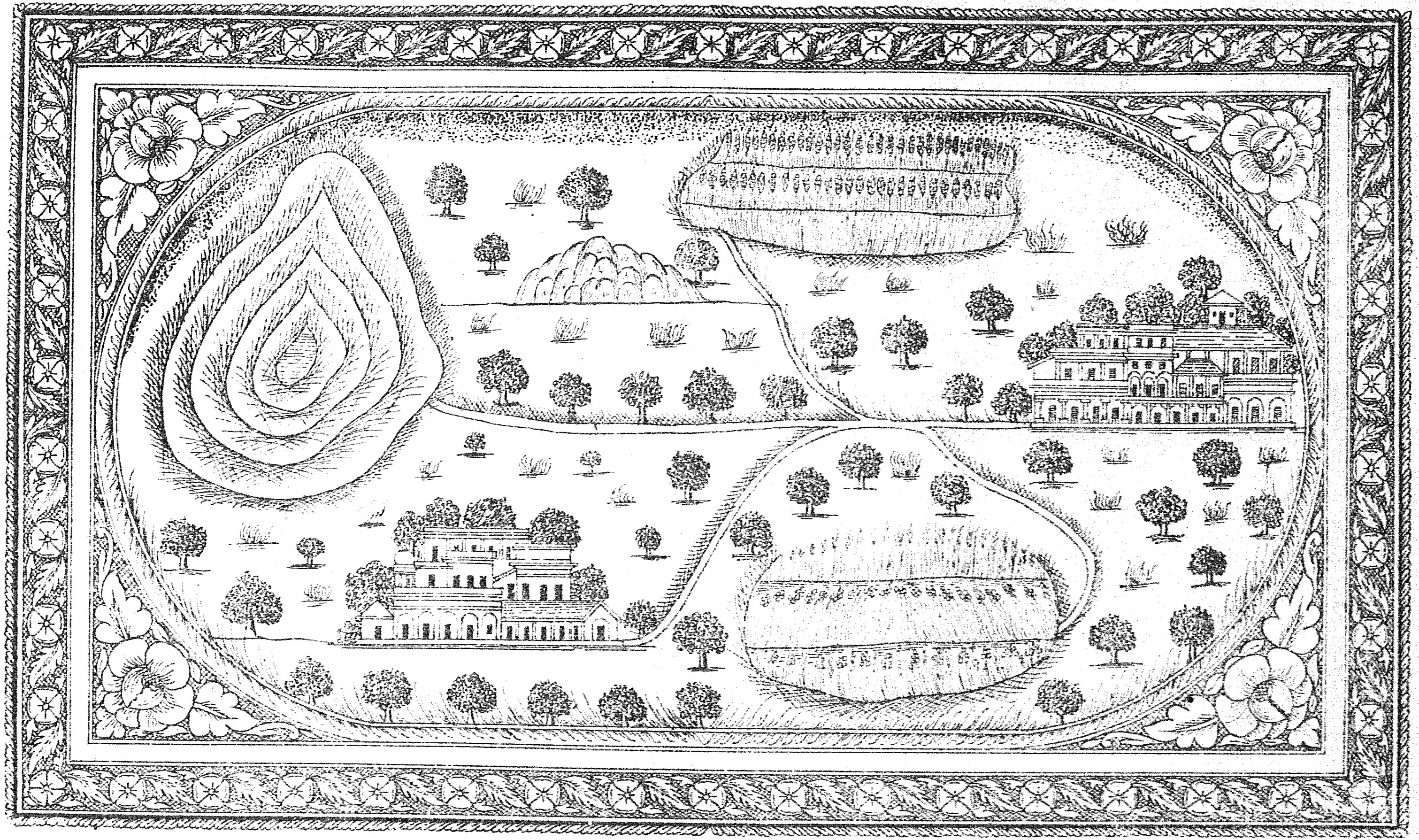

عیان جوار و مکایون ہی کہیت مین　کہ خوشہ لگی مثل دردانہ ہین
لچکتی ہی کیا کیا ہوا سے مسوے　و دہانون کی کہیت اور ہجوم طیور
عجب لطف ہو ڈالی جب عکس دہوپ　نگاہونمین کہپتا ہی دہانی و روپ
ہی کنگنی کی بالونپہ لالونکا غول　لڑین دانہ دانہ پہ منقار کہول
کہین مونگ تلی اور ارہر کی جہاڑ　کہڑی یہ بہی ہن پانون ایک ایک گاڑ
کسی جا کہڑی نیشکر کی ہی باڑ　بلند اسقدر ہی کہ ہو جیسی تاڑ
وہ شیرینی اونمین کہ لب ہوئین بند　خجل اون سی ہون مصری و شہد و قند
کہین پہولی السی کسی جا کپاس　کہین ماش ہی حلقہ بند آس پاس
پہلی پہولی خشخاش کی ہین نہال　سفید اور اودی ہین اور لال لال

کھلی تختی سرسون کی ہین زرد زرد   بہار و فضا مین ہین سب اپنی فرد
کری رقص کس وجد سی بن مین بن   چہنا چمن سی اوسکی ہو زایل حزن
مٹر کی کہین بیل آئی نکل   نکل آل مین آئی پہر پوہ پہل
کہین چٹکی چٹکی ہی رائی کہلی   کہین اوگی ہی کودون کٹکی ملی
پہری باجری کی ہر اک ایسی بال   کہ ہی موتیون کا بندہا گویا جال
کہلی ہی کسم جس جگہہ اور جہان   تو وان زعفران زار کا ہو گمان
عجب آن بان اور نئی شان کی   بریجی لگی ہین کہین پان کی
چڑہین بیلین پانون کی نیر ہین جب   دکہین سرد و سبز اور شاداب سب
ہری پیلی گدری لگی پان ہین   پہرین بیلین ایسی گنجان ہین

یہ رنگینی مین اون کی ہی گفتگو
خریدی انہین جو وہ ہو سرخ رو
تر و تازہ ہر کھیت ہے لاکلام
بھری ہین ہر ایک شئی سی میدان تمام
نہین کوئی شئی کی یہان ہی کمی
عجب وصف کی یہ زمین ہی بنی
جواہر کی وہ وہ یہان معدنین
کہ ملک بدخشان کو لین باج مین
زمین کی تو کی خوب ہی سیر سب
نظر ہے ہری جانب کوہ اب

صفت کوہ و صحرا

پلادی وہ می ساقیا بید رنگ
کہ سیر جبل سی نہو دل یہ تنگ
بس اب دیکھو دشت و جبل کی فضا
ہر اک شئی ہی انمین بہت دل کشا
یہان کا ہی ہر کوہ عشرت فزا
جو صحرا ہی لطف اسمین ہی باغ کا

ہی کمتر پہاڑ ہی بلند اسقدر
کہ دیکھی سی گرتی ہی دستارِ سر

سراپا درختون سی ایسی بھری
کہ دکھلائی دیتی ہی ہر سو ہری

نگہہ کا گزر جس طرف ہو گیا
وہین پر نظر آئی سایہ گھنا

جہان جس جگہہ انمین میدان ہی
ہر اِک جھاڑ وان خوب گنجان ہی

لگین اور کھلین انمین جب پھول پھل
دو چندان کا آتا ہی جوبن نکل

وہ سر سبز پتی وہ خوش رنگ پھول
خس و خار بھی ہین نوادر اصول

ثمر سے شجر جب کہ ہون بارور
عجب لطف جنگل مین آئی نظر

بیابان مین جب پھولین صحرا کی گُل
مہک جای خوشبو سی بن دشت کُل

عجب صنعت حق دکھاتی ہی بیل
نکالی ہی پتھر مین پھولون کی بیل

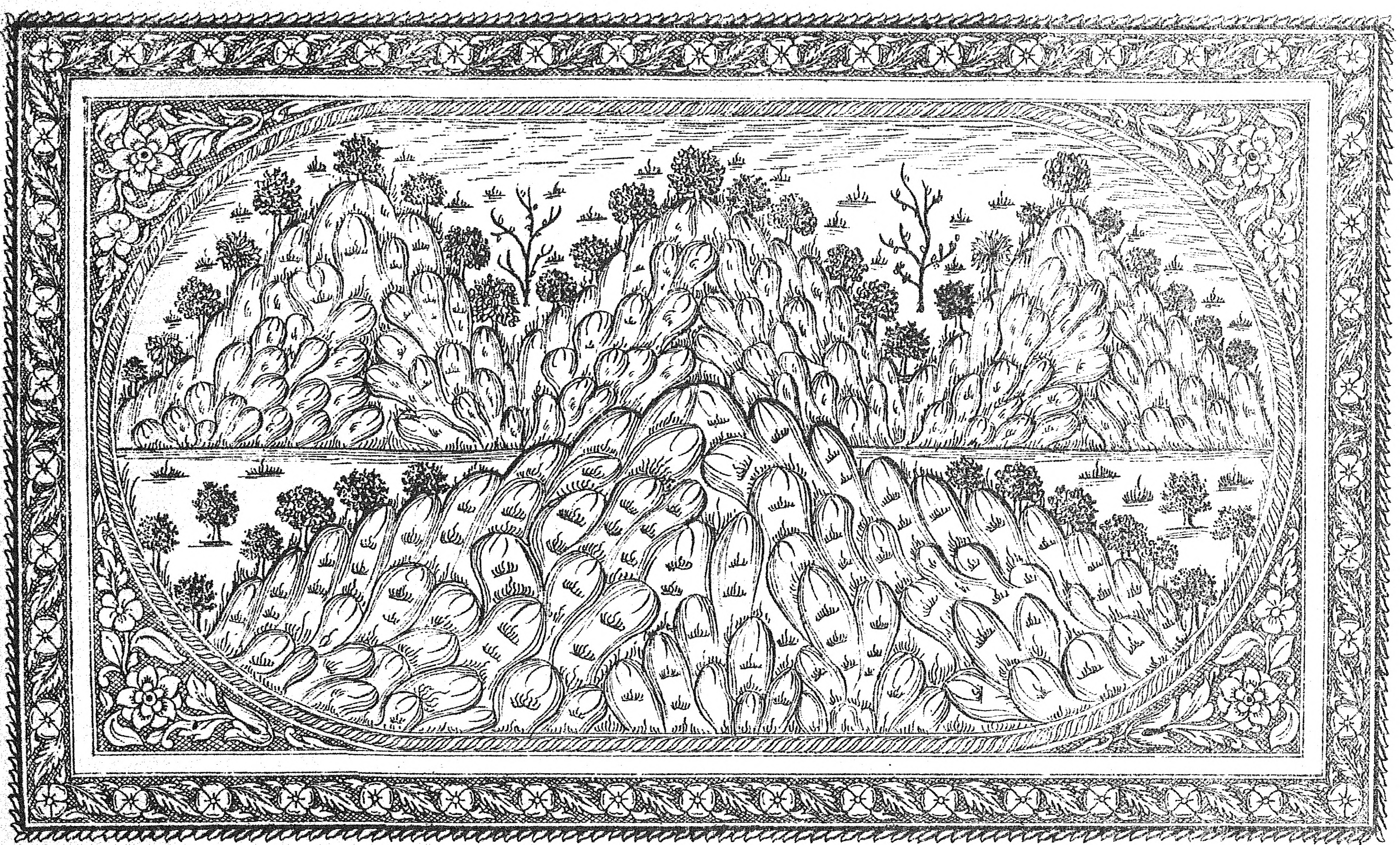

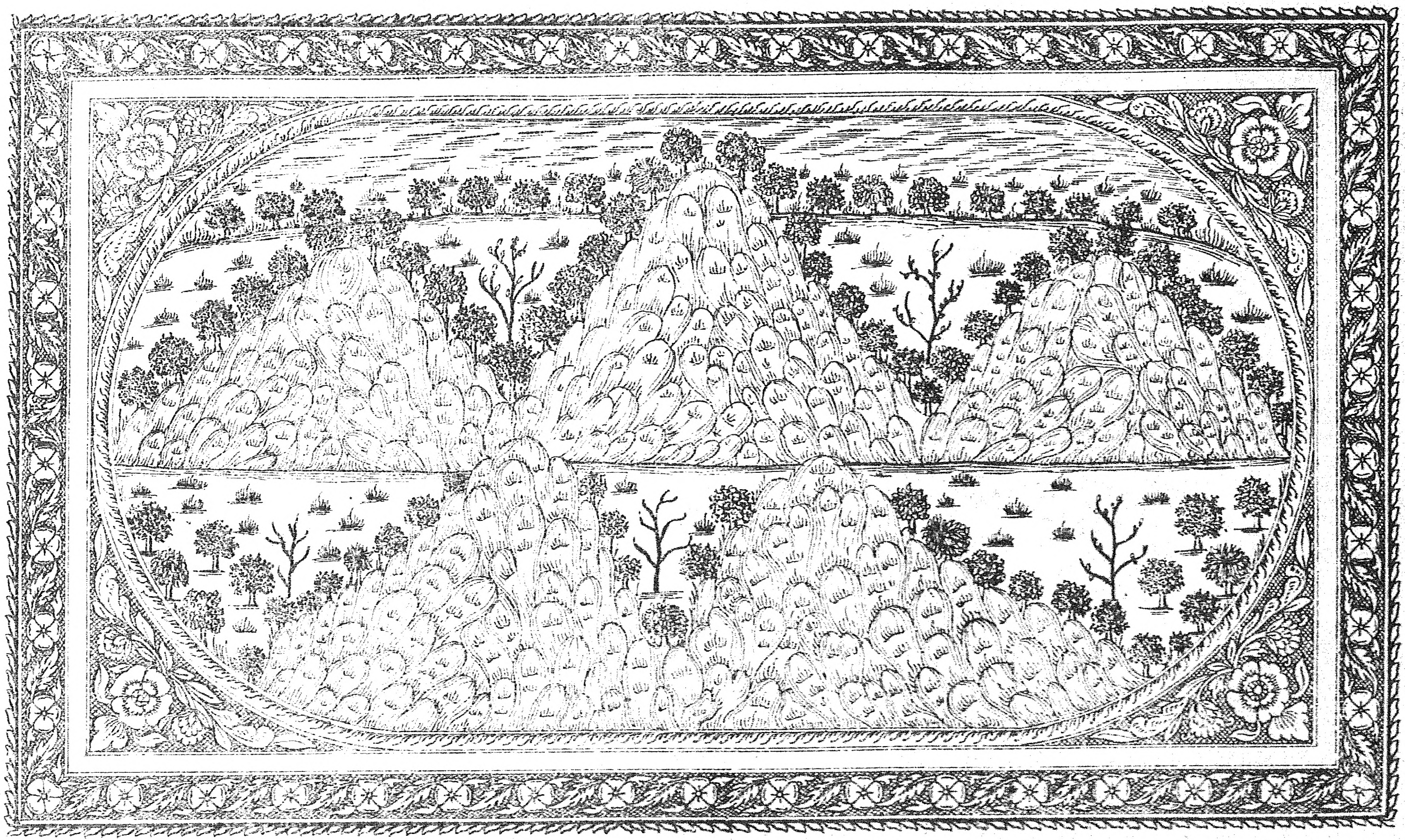

تر و تازہ خوش رنگ ایسی وہ پھول
کہ سیرِ چمن بلبلین جائین بھول

مصفّا چٹانین ہین ستہری وسیع
بہت خوش نما اور نہایت رفیع

وہ شفّاف تابان پہاڑونمین سنگ
بچھی ہین بہر نوع و ہر قسم و رنگ

مجلّا چمکتی ہوئی نقش دار
کہ قالین بھی جن سی ہو شرمسار

کہین سنگِ سرخ اپنا دکھلائی رخ
کہین سنگِ مرمر بھی چمکای رُخ

کہین سرمہ سان سنگ ہوسی سیاہ
بڑہی جسکی دیکھی سی نورِ نگاہ

مہ و مہر کا عکس پڑتا ہی جب
ہر اک سنگ دیتا ہی جلوہ عجب

اوگین دشت مین وہ وہ ہین بوٹیان
کہ شیدا ہون دیکھین جو یونانیان

خواص اونکی جملہ لکھون گر مین اب
تو صرف اونکی لکھنی مین ہو عمر سب

کوئی حار و یابس کوئی سرد تر ملطف مفرح قوی الاثر
جڑی بعض رکھتی وہ تاثیر ہی کہ ہو جاتی خاک اوسکی اکسیر ہی
خدانی وہ رکھی ہی ان مین شفا بجز موت کی ہین یہ سب کی دوا
نئی قسم کی ایسی پیدا ہون قند کری ہی زبان لذت اونکی پسند
بجای غذا اونکو کھاوین وہ لوگ بیابان مین بیٹھی ہین لیکر جو جوگ
نکلتا ہی ابرک کسی کوہ مین اوڑی خوب ہولی کی انبوہ مین
وہ آرایش اسکی ہی پُر بہار کہ دیکھی سی جسکی ہو دل بی قرار
برنج اور کانسی کا گر ہو خیال اونہین ان پہاڑون سی تم لو نکال
نکلتا ہی یان آہن و مس کثیر برآمد ہو فولاد بھی بی نظیر

بکثرت یہان سیم و زر کی ہی کان — عقیق و زبرجد ہر اک سنگ جان
غرض ملک ہند ایسا زرخیز ہے — طلا ریگ مین اسکی آمیز ہے
جبل اور صحرا اسی میدان سے — ملی قیمتی شی ہی ہر کان سی
فرنگ اور روس اور خاقانِ چین — طلبگار اِسکی ہین سب بالیقین
ہوا قصۂ کوہ صحرا اتمام — سوئی صید حرفون کا بچھتا ہی دام

صفت صید و شکار

شتابی وہ دی مجکو شیرین شراب — کہ دی ذائقہ اوسپہ نمکین کباب
لکہون مین نئی لطف کی داستان — کہ ہر صید کا اوسمین ہووی بیان
عجب صیدگاہین ہین اِس ملک مین — طیور و چرند و درند اوسمین ہین

جنہین صید کرنیکا ہی ذوق شوق   شکار اس جگہہ کہیلین آکر بذوق
جہان کوہ و صحرا مین ہی سبزہ زار   چکارونکی ہی چوکڑی کی بہار
پرا باندہی آہو ہر اک جا پہرین   کہین کودین اوچہلین کہین وہ چرین
پہرین کہاڑو کہاڑ وہ سامر وہان   کہ سینگہہ اونکی ہین سر بسر نیزہ سان
کہین لوٹین سبزی مین ارنی وہ مست   جنہین دیکہکر شیر گردون ہو پست
کسی جا پہ گینڈی لڑائی کرین   سپر چار چار اپنی تن پر رکہین
کہین غول کی غول ہاتی قوی   چلین چال اینڈی چنگہاڑین کبہی
زرافی بہی مثلِ شتر بی مہار   پہرین دشت مین باندہی اپنی قطار
کہین کاوہ گرد ایسی ہین چیتلین   کہ گل جنکی صیاد کو داغ دین

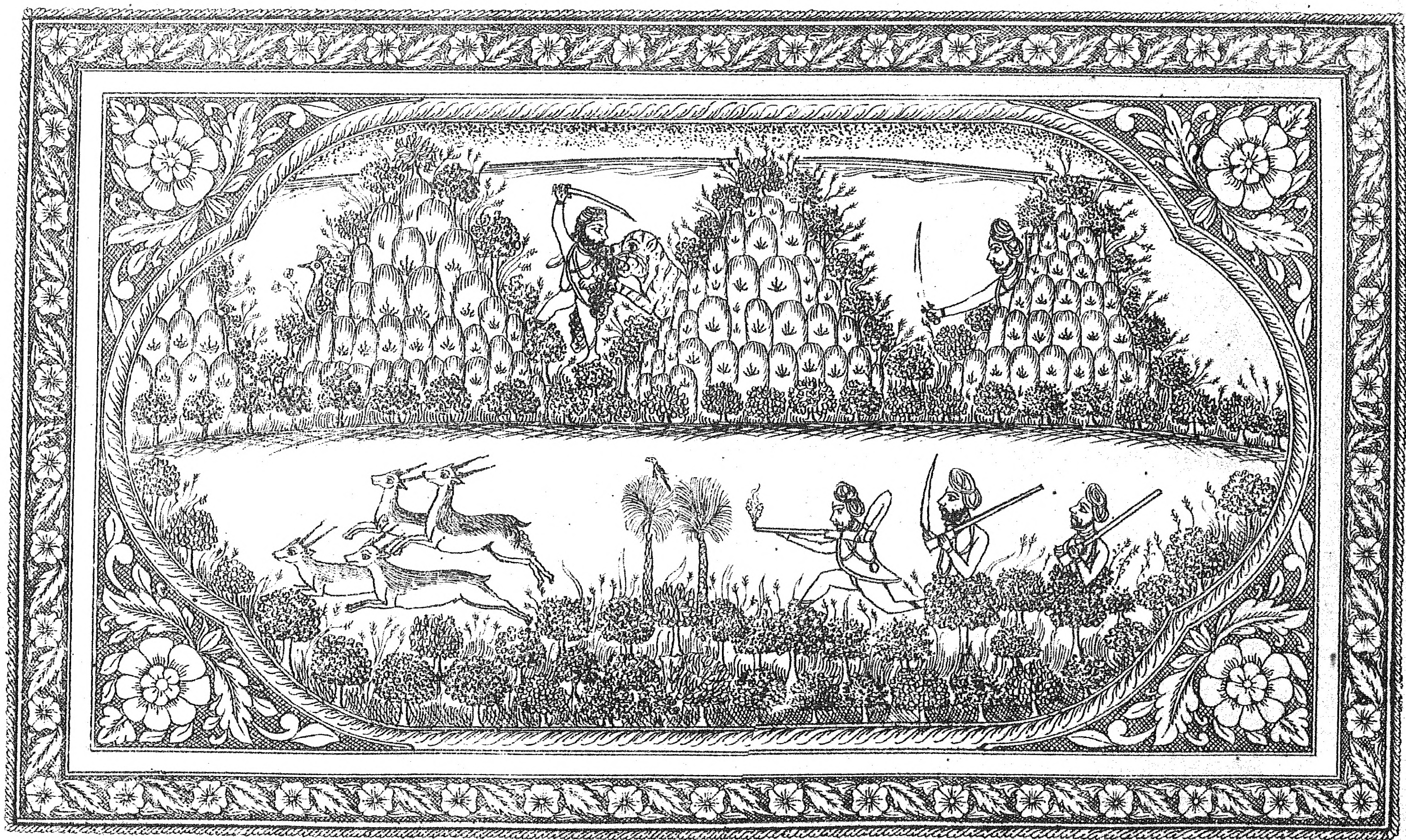

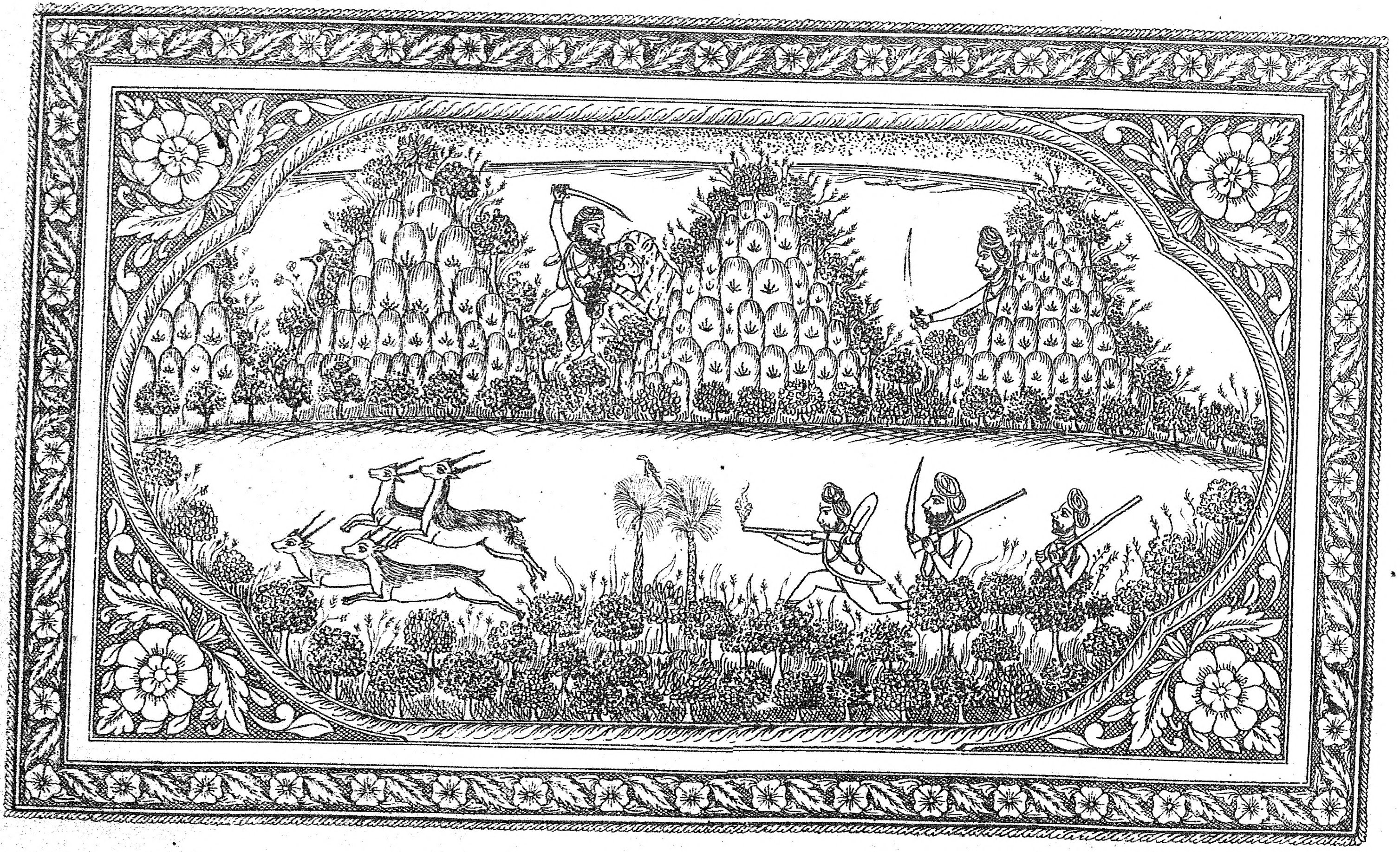

کہین بہیڑکی اوکہین نیل گاو　　یہان جانورجو نہ دیکہے وہ پاو
پرندون کی کرتے ہوگر جستجو　　عجیب وغریب اسمین ہی گفتگو
بیابان پرندون سی خالی نہین　　ہرایک صید موجود ہی ہرکہین

تعریف طائران

کہین بازو جرّی اڑین چارسو　　کہ مارین غزال اورطائوس کو
خرامان پہری ایسی کبک دری　　اداچال کی اوس سی سیکہی پری
جو جرّی کو لے دیکہہ بہر شکار　　کرے کو کلاکو کو بادل فگار
کہین شکری گرتی ہین چڑیونپہ آ　　کبوتر کو لیتا ہے باشا دبا
بٹیر اور تیتر لوے کلچڑے　　ہراک جہاڑیونمین پہری واوڑی

کرین طوطی مینا بہم گفتگو
اور اوڑتی پہرے فاختہ چارسو
کسی شاخ پر بیٹھکر بلبلین
گلون کی بیان بیوفائی کرین
بلند اور اونچی شجر ہین جہان
لگی آشیانی ہیون کے وہان
دکھاتا ہی مہتاب جسدم جھلک
تو اوڑتی چکورین ہین سوئی فلک
اوڑین اسطرح جانب آسمان
کہ ہرگز نہین اونکو کچھہ خوف جان
اوڑین نیل کنٹھہ اور ہریل کہین
ہما کا بہی ملجائی ہی پر یہین
درختون پہ غوغائیون کا ہی شور
خوش آہنگ صحرامین بولی ہین مور
اوڑین ہین وہ طایر بروی زمین
حساب اونکی نامونکا ممکن نہین
بکثرت ہین طایر یہان آشکار
تو انگشت خامہ سی کب ہو شمار

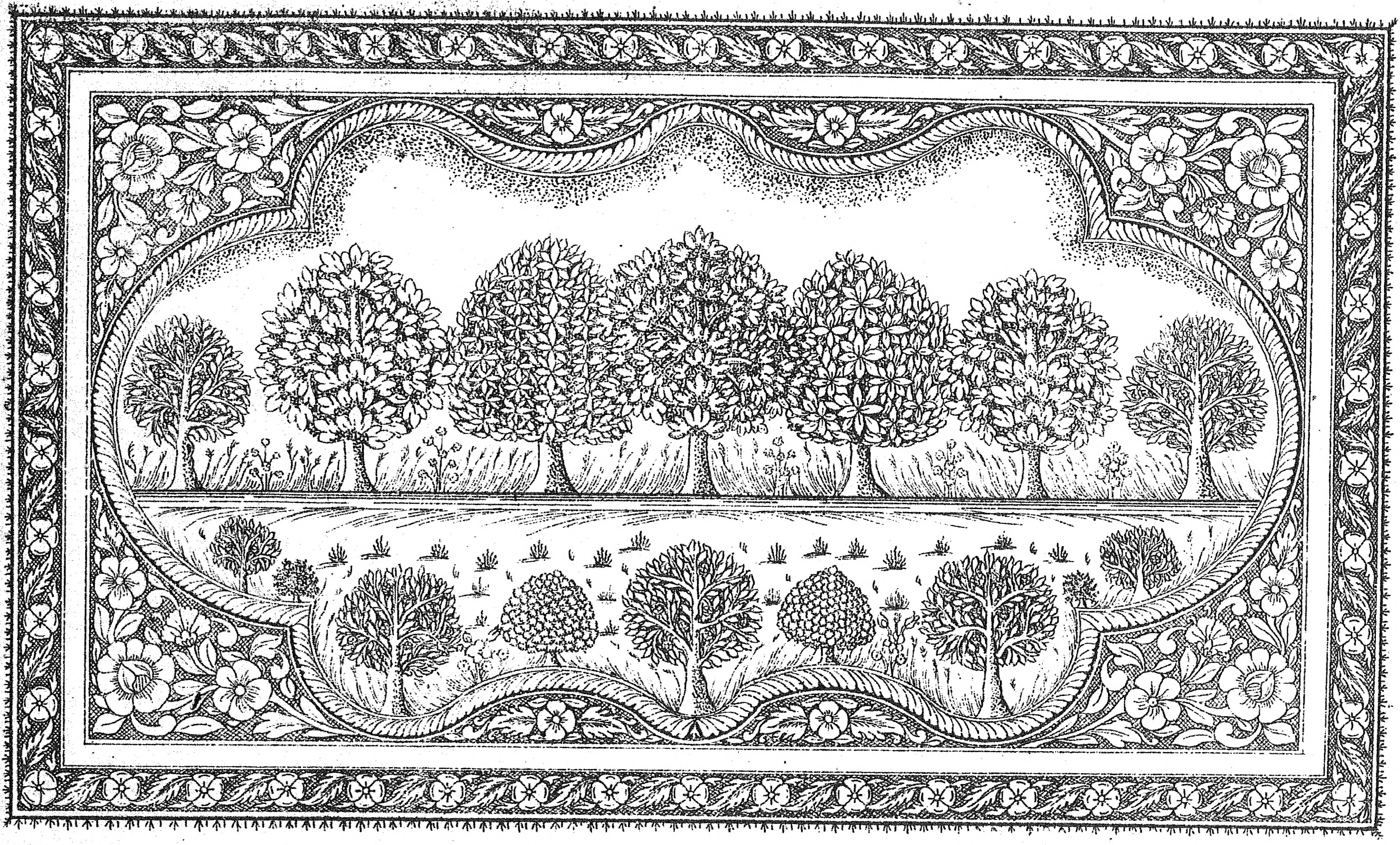

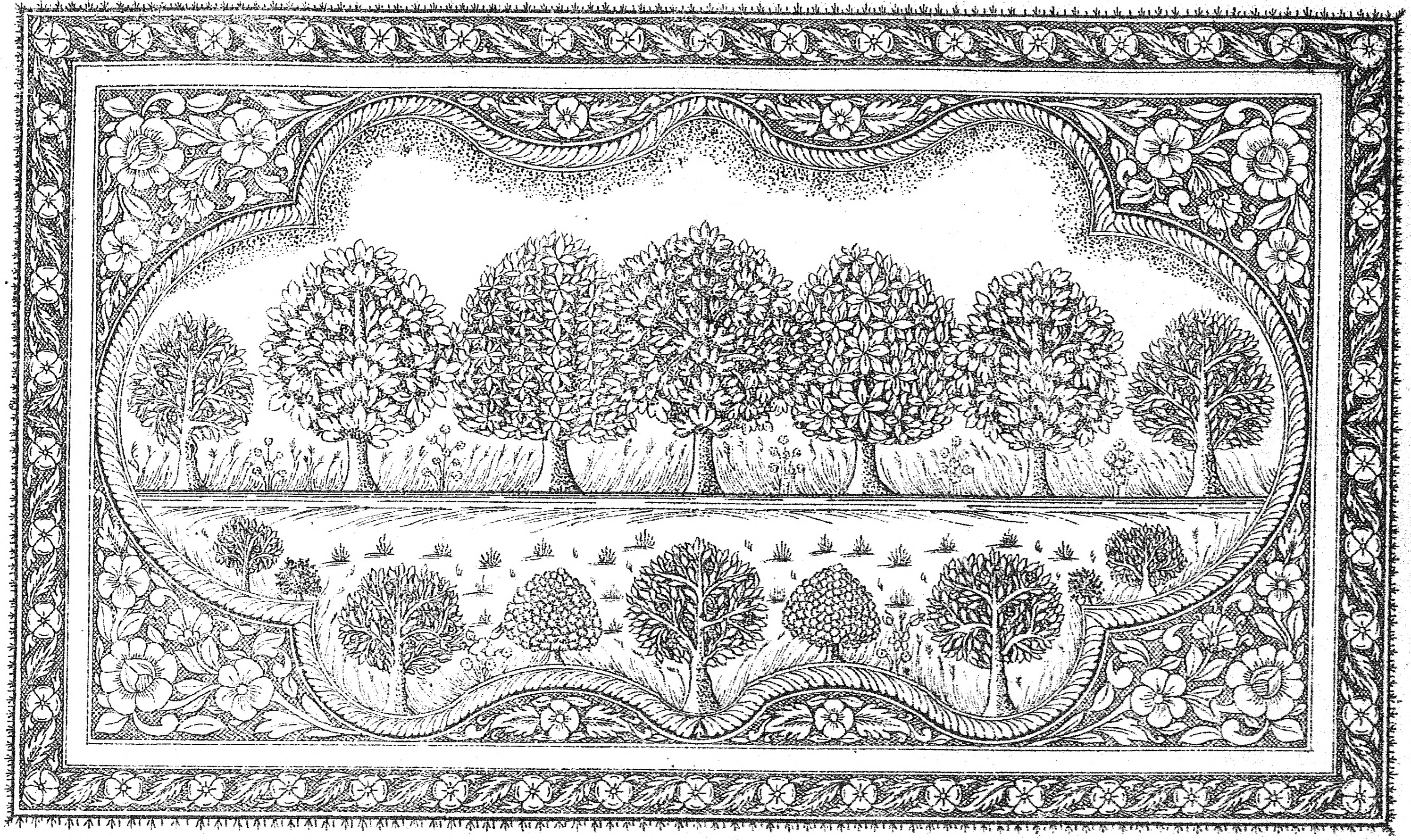

قدم اب درندون کا پر پا ہوا
پرندون کا مذکور عنقا ہوا

صفت درندگان

کٹیلونکو گرڈ ہونڈے کوئی بشر
تو غار و جبل مین وہ آئین نظر

کہین شیرون شیرونمین ہوتی ہی جنگ
کہین صید کرتی ہین چیتی پلنگ

کہین غل کرین بہوری ریچہ او سیاہ
دکہائین ہر ایک کو غضب کی نگاہ

جو شیرون کی گونجو نسی گونجی ہین کوہ
تو جاتی ہی کوسون صدای شکوہ

کہین گشت مین ہین زرخ دشت مین
کہین جست کرتی سیاہ گوش ہین

دکہاتی ہے روباہ عیاریان
چرندون کی دیتی ہی سنکہاریان

کری رات کو باگسیاری پکار
خبر دی درندون کی وہ باربار

وہ ہیبت درندون کی ہی دشت مین | چرندی سراسیمہ ہین گشت مین
ہر اک کوہ و صحرا وہ ہی پرُ شکار | خطا ہو نہ بندوق و نیزہ کا وار
بس اب ہو چکی کوہ صحرا کی سیر | اوٹھا ای سمند قلم یان ہی پیر

کیفیت دریا کی

حبابی تو ساغر مین می ساقیا | بہت جلد بھر کر مجھی اب پلا
طبیعت مین یہ لہر آئی ہی اور | روانی بحرِ سخن کا ہی طور
روان ندیان دامن کوہ سی | ہزارون ہین نالی ہر اک جا بھی
بھرین مچھلیان انمین ہر قسم کی | ہر اک رنگ کی اور ہر اک اسم کی
ہی کالونٹ بارُس ٹرین اور بام | سنول اور رہو پتولہ ہین نام

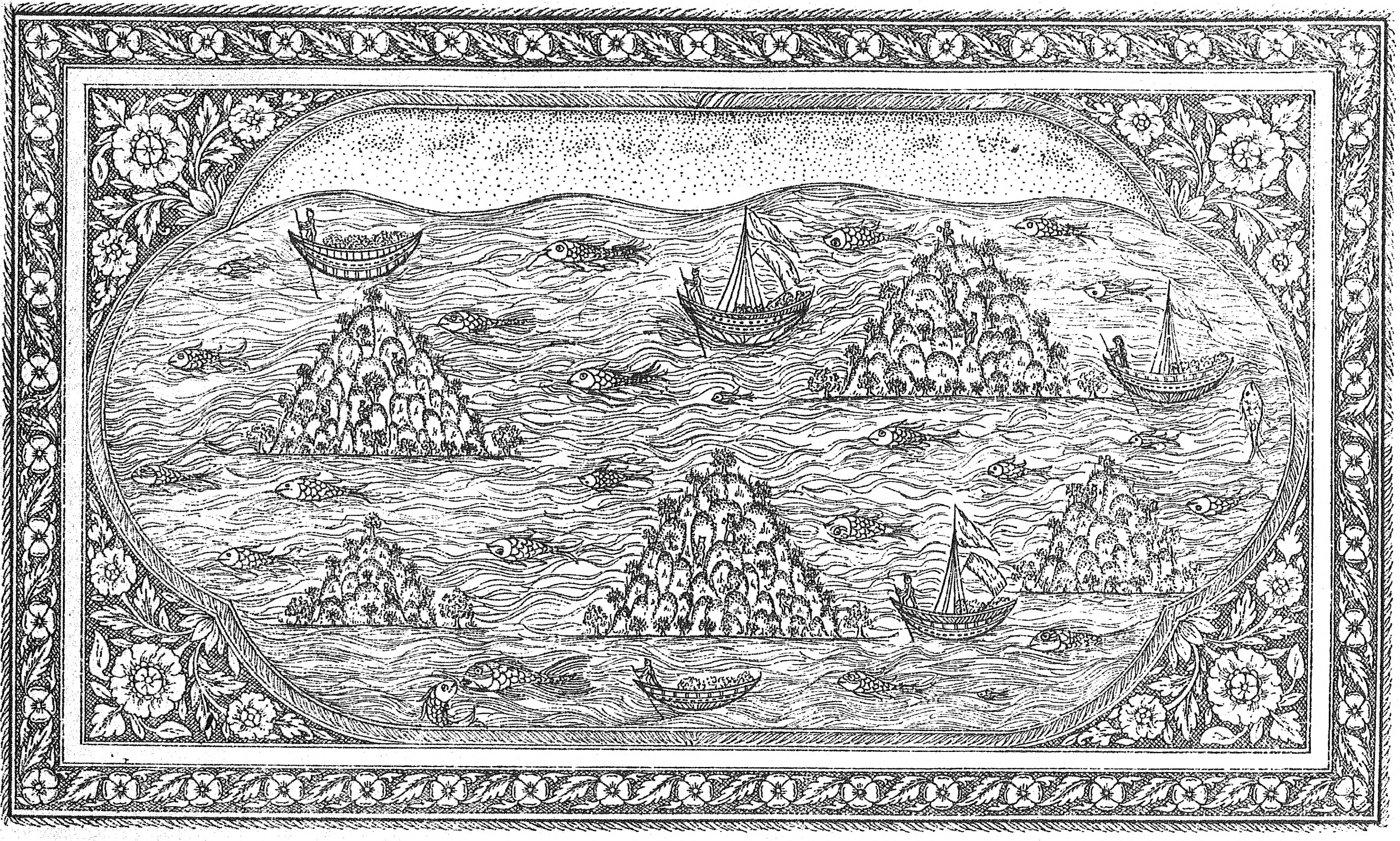

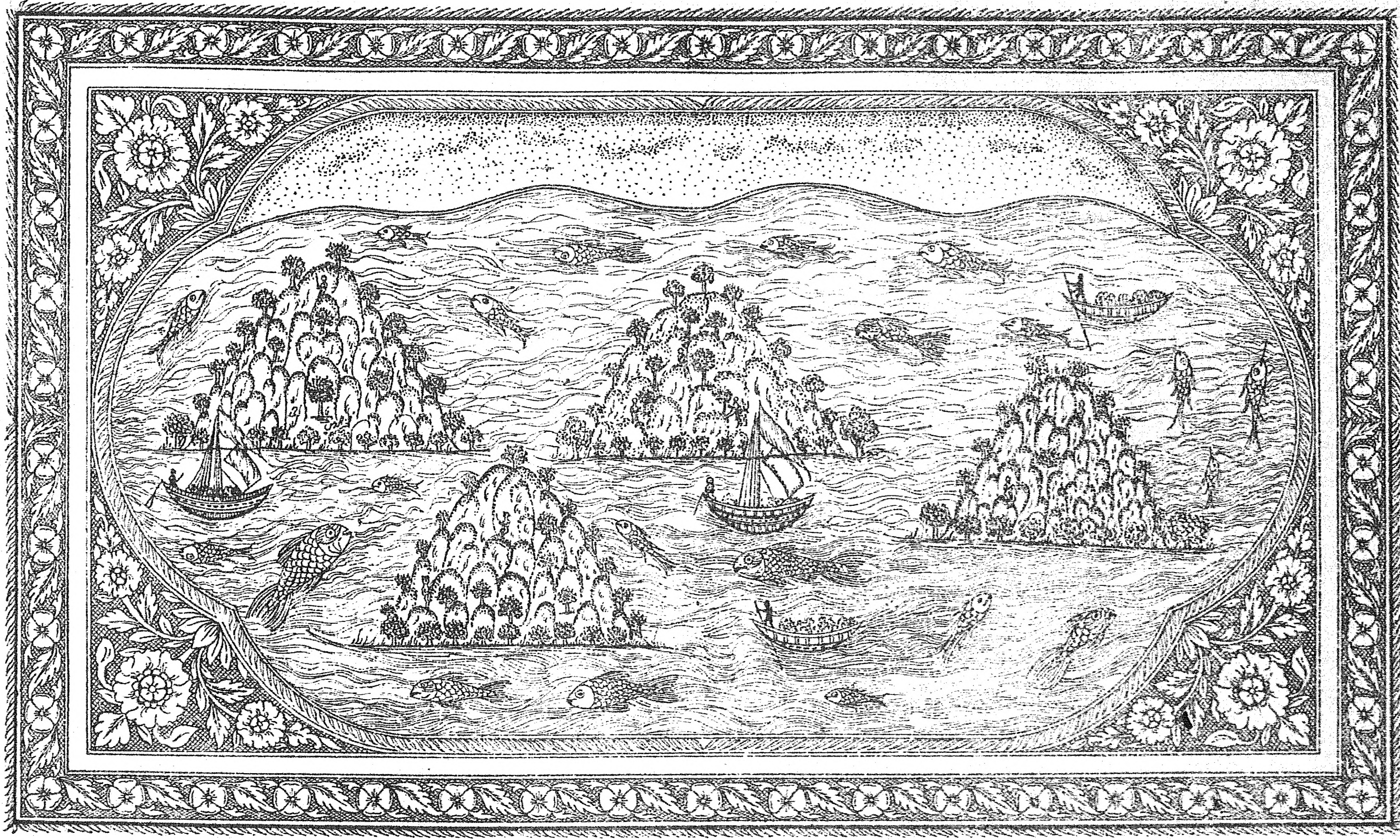

ہی کہرپٹ چمر ائیا گیگرا
بمیل اور کٹوا سوا انجرا

سنوریا سنگاڑا اور سنگن سلنگ
یہ دریا مین مارین اوچہلکر شلنگ

جو ہین ریگ مین ریگ ماہی روان
کبہی وہ نہان ہون کبہی ہون عیان

بہی ہی رقیق آب جس جای پر
وہان تیرتی چالین آوین نظر

سقنقور کی جستجو ہو اگر
اسی بحر مین وہ ملی بیشتر

اور التمل بہر اگہر ایاتی جہان
پڑہی اندہ رہتی ہین تہ مین وہان

کہین موج زن ہین جو دریا عیان
چہپی رہتی ہین سوس اونمین کلان

جو تالاب زیبا ہین گہرے بنی
کنول کی ہین تختی وہان پر کہُلی

جو بیلین نظر آتی ہین آب پر
گلون سی بہری ہین وہ سب خوب تر

شگفتہ ہون جب انکی غنچو نکی گل
نظر آئین تالاب گلزار گل

بہین جسجگہہ نالہ اور ندیان
نظر آتا ہی وان عجائب سمان

کہین آب جاری مصفا رقیق
بہرا ہی کہین پر سون پانی عمیق

کہین لہر پڑتی کسی جا بہنور
کہین اُٹھتی ہی موج بہی موج پر

نکل تہ سی پانی کی کچہوی مگر
کنارون پہ لوٹی ہین آن کر

جہان ریت پاتی ہین وہ نرم نرم
وہان دہوپ کہا کہا کی ہوتی ہین گرم

جہان جسجگہہ گوندلا ہے لگا
وہان کہاتی ہین جا کی ٹہنڈہی ہوا

جہان مچہلیون کی ہین غول ہجوم
مچاتی ہین جلمانس اوس جا پہ دہوم

پکڑ کر تہ آب سے مچہلیان
لگاتی کنارون پہ ہین ڈہیریان

اکہٹی یہ پہر ہو کی بیٹہی ہین جب تو مل بانٹ کر اونکو کہاتی ہین سب
گری پانی جس کوہ سی غار مین اوسی بہد بہدہ لوگ سب کہتے ہین
بلندی سی جب پانی نیچی گری اوچہلکر عجب لطف پیدا کری
روانی ہو پانی کی اس شور سی صدا کوسون پہونچی بہت زور سی
جہان صاف پانی کی جو ہی روان چمکتی ہین سنکہہ اونمین اور سیپیان
لب جو ہی گسترده شفاف ریت کنارون پہ روئیدہ جہاؤ کی کہیت
جو تابان ہین کنکر پڑی ریگ مین نہایت سفید اور شفاف ہین
ہی اونمین عیان آب و تاب اسقدر کہ ہین ہنس چگتی سمجہکر گہر
لبالب ہی پانی جہان پر بہرا وہان قازین اوڑتی ہین باندہی پرا

وہ کنجین وہ سُرخاب مرغابیان
کوئی غوطہ زن کوئی پران دوان

کنارون پہ سارس پہرین جوڑی جوڑ
کرین کلکلی اوڑکے ماہی پہ دوڑ

اوڑین گاہی بگلی گہی قرقرے
شناور بطین ٹیکلون کی پری

گل نیلوفر کی کہین ہی بہار
ڈہیون پر کہڑی جہاڑ ہین سایہ دار

گہنی اور گنجان اور لخت لخت
لگی ہر طرح کی ہین ہر جا درخت

ہو جب باد صرصر کی آمد کی دہوم
درختون کی شاخین جہکین جہوم جہوم

کنارون پہ ڈہل ڈہل کی سایہ گری
صبا لطف سی وجد آکر کری

پڑی مہر ومہ کا جو عکس آب مین
تو غلطان ستاری نظر آتی ہین

جہان جسطرف دہوپ کا رُخ پہرا
چمکتا ہی ذرہ ہر اک ریت کا

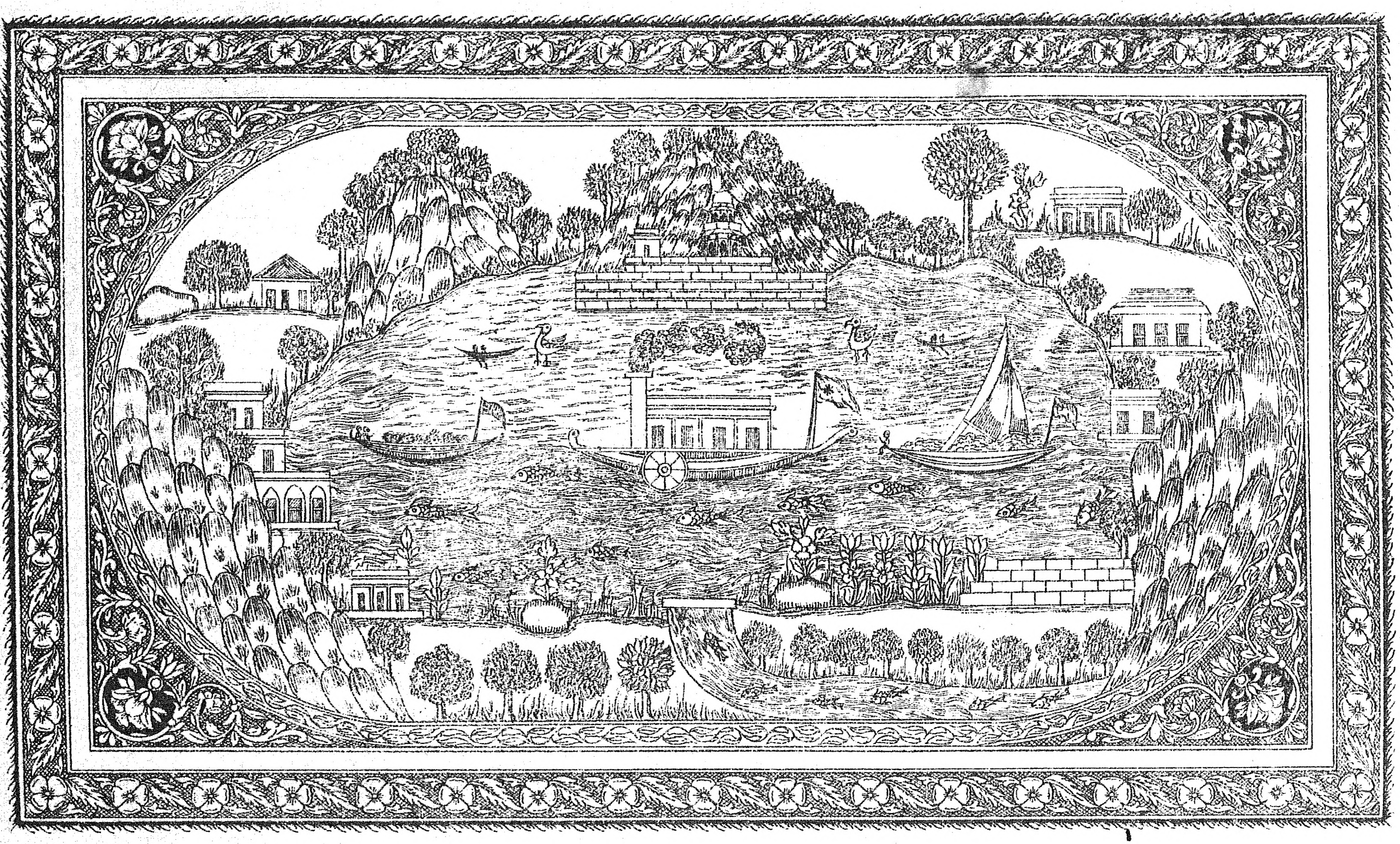

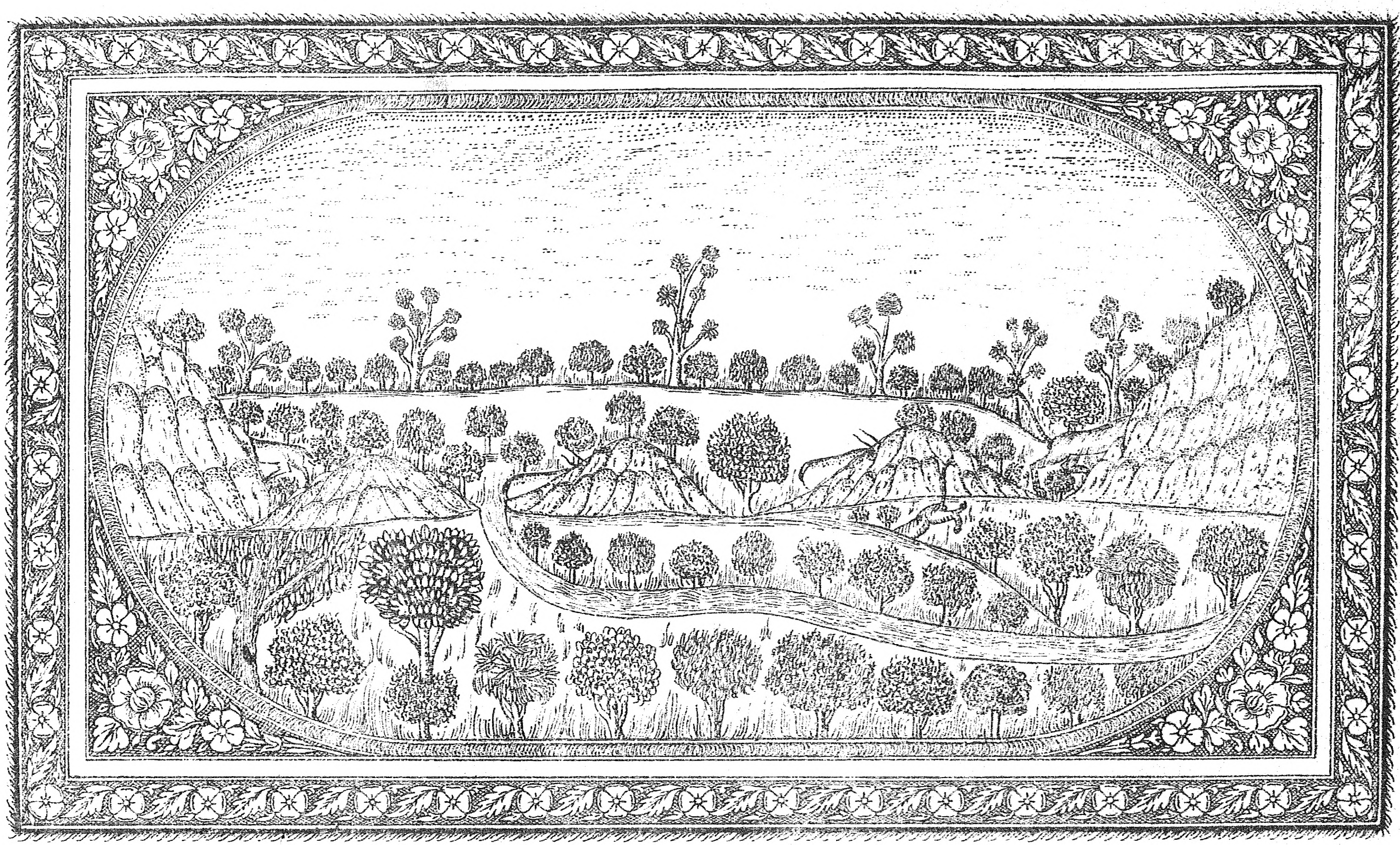

وہ پانی کی سیرابی ٹھنڈی ہوا
جہان بیٹھہ جاؤ وہین دل لگا

کلان جو ہین تالاب اور ندیان
پھرین لیکے ملاح وان کشتیان

کہین چھوٹی چھوٹی ہین ڈونگی پڑی
کسی جا اگن بوٹ بھی ہین کھڑی

غرض سیر ہے طرفہ تر بحر کی
نظر سیر ہووی نہ جس سے کبھی

عجب لطف اس سیر مین آی ہی
کہ ہر لہر پہ دل تو لہرای ہی

کہانتک بڑہاؤن مین دریا کا حال
بچھا ہی تلاطم کا ہر سمت جال

سبھی اسکے جل تھل سی ٹی نگین پناہ
نہین ملتی غواص خامہ کو تھاہ

ہوا ذکر دریا بہت اب طویل
کرون دوسری سیر کی مین سبیل

ہوئی سرزمین ہند کی جملہ طے
کئی دشت و بحر و جبل زیر پے

جو فصلین ہین یان ہند مین شہرہ ور
کچھ اون سی بھی کردون تمہین باخبر

جو چھ رُت کی لکھی تھی پہلی بہار
تھا ہندی حسابون سی اوسکا شمار

اب ہوتی ہین اسمین وہ موسم رقم
کہ ہین خاص و عام اوسمین سب ہی بہم

بیان فصل ہا

پلا ساقیا جام دو تین چار
کہ دکھلاؤن مین تجکو تازہ بہار

یہ اقلیم ہی جو کہ ہندوستان
بہت لطف کی موسم ہوتی ہین یان

جو تقسیم فصلون کی ہے چار پر
ہر اک فصل ہوتی ہی یان خوب تر

ہی گرمی و سردی کا یان اعتدال
دکھاتی عجب لطف ہی برشکال

جب آتی یہان پر ہی فصل بہار
تو گلزار ہوجاتا ہی مرغزار

عجب عیش کی روز و شب ہوتی ہین ہی آرام و آسایش ہر ایک مین
نکلتی زمستان مین ہی دہوپ جب مٹی کپکپی جسم کی اوس سہی تب
رگ و پی مین جب پہونچی گرمی تمام کسل دور طبع کا ہو لا کلام
ہی گرمی مین کیا چاندنی کی بہار شب ماہ پر اوسکی جی ہو نثار
قمر کی وہ خنکی و ٹھنڈی ہوا کری سرد اعضا کو ہی جا بجا
چلی صبح کو ہی وہ باد نسیم فرح بخش عالم ہی اوسکی شمیم
اور آتی ہی برسات کی فصل جب تر و تازہ ہو جاتی ہر شی ہی تب
برستا ہی جس وقت آب حیات نکلتی ہر اک قسم کی ہی نبات
ہر اک سمت سبزہ کا جب ہو ظہور نظر کو ہو سیرابی دل کو سرور

سُنا دل نے مجمل جو فصلون کا حال
کہا اِسکی تفصیل لکھہ خوش خصال
یہ ارشاد سنکر اوٹھا کر قلم
کرون ہون مشرح مفصل رقم

وصف سرما

بس اب بادۂ مشک کا دور ہو
بیان جاڑی کا گرم ہو کر سنو
زمستان کی موسم کی آمد ہو جب
تو شبنم گری برف کی جاے تب
ٹھہرتی ہین قطری جو ہر برگ پر
تو آتی نظر ہین مثالِ گُہر
اوجالی مین چمکی ہین وہ اسقدر
کہ گویا جواہر جڑی ہین شجر
نشیبون مین برف ایسا جم جاتا ہے
کہ الماس جن پر کنی کھاتا ہی
جو ہین لوگ آسودہ و مالدار
کرین یون ہین جاڑی کا عزّ و وقا

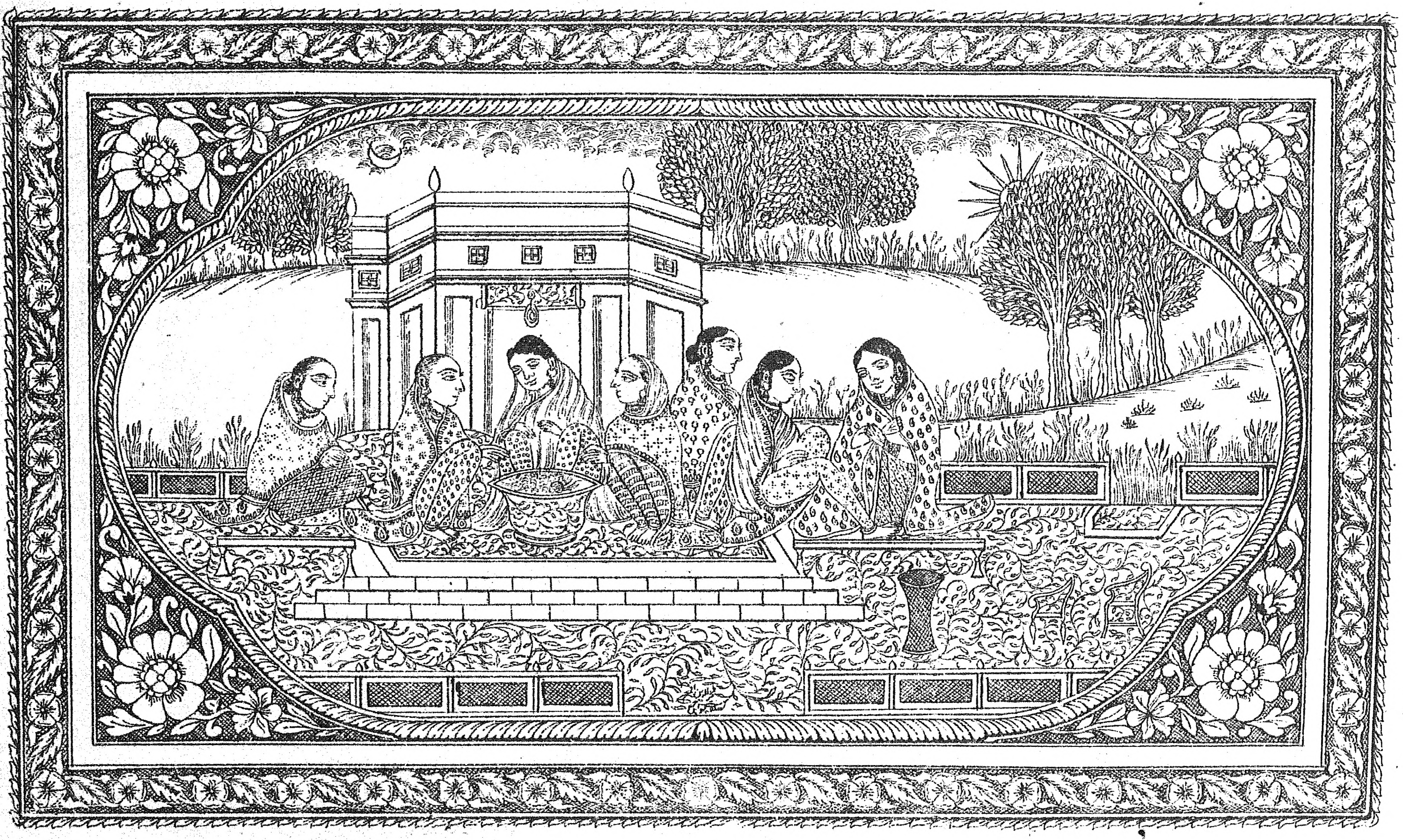

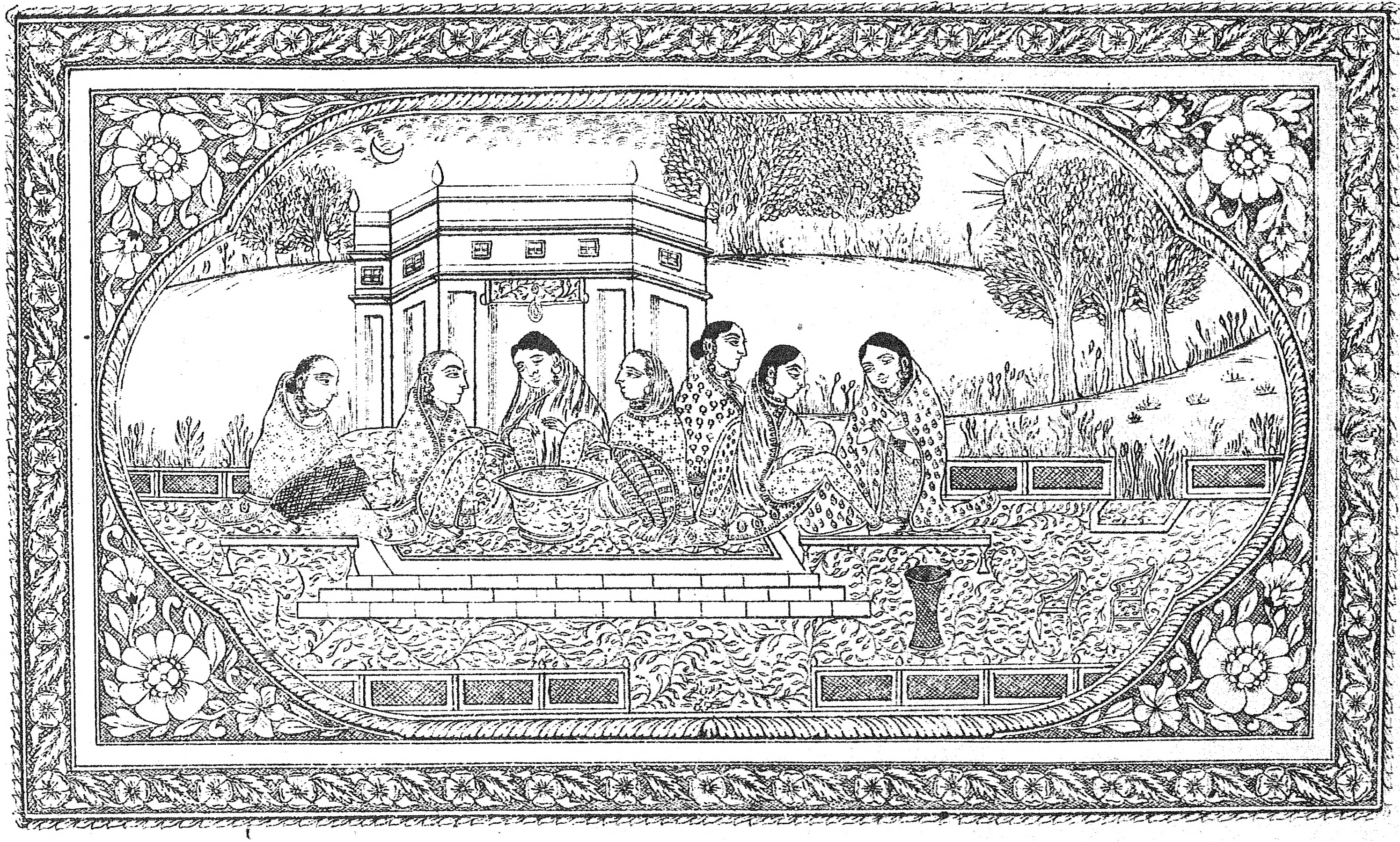

کہ چپکن واچکن والنخالقین
مشجر و مخمل کی پہنین پہرین

منگائی کوئی موزہ کشمیر کی
کوئی روس کی داستانہ بنی

رضائی دوہر اور دوشالہ گران
پہرین جا بجا اوڑہی پیر و جوان

کوئی چای پیتا کوئی ہی شراب
مزہ دار آہو کی بنتے کباب

کوئی گہر مین شبدیگ شب کو پکای
کوئی گاجرون کا تر حلوا بنای

کہین شلجمون کا پڑی ہی اچار
کہین حلوا سوہن ہی خوش گوار

بنائی کوئی پینیڈیان میوہ ڈال
کہ کہانی سی اونکی ہو قوت کمال

کوئی شیر شربت کی بہر بہر کی ظرف
جماتا ہی رکہکر لب بام برف

انگیٹہی رکہی ہی کوئی تاپتا
کوئی برف کہا کہا کی ہی کانپتا

بچھا تخت و کرسی کوئی صحن مین   طرف دہوپ کی بیٹھتی جا کی ہین
تکلف سی ایسی بناتی ہین پان   کوئی مشک ڈالی کوئی زعفران
بنا کر وہ بیڑی بہت زرد زرد   بہرین خاصدان اون سی ہر فرد فرد
اگر کوئی رکھتا ہی گٹکی کا شوق   تو رنگتا ہی وہ زعفرانی بذوق
بسا کر اوسی مشک سے خوب تر   پہر آپس مین بانٹتی ہین بٹوئین دہر
امیرون کی گھر گرم حمام ہون   کرین غسل اونمین گل اندام یون
چھپانی کا وہ ستر کے کر خیال   ہر اک باندہ لی لنگیان سبز و لعل
مصالحی جھکتی ہوئی سر مین ڈال   ملین جسم کیسہ سی وہ خوش خصال
بدن پر پڑی پانی جب گرم گرم   تو عرق آگی ہو جائی تن نرم نرم

ملین موم روغن ہین وہ صاف صاف
چمیلی کی خوشبو کا صاف انکشاف
اوٹھین جب نہا کر تو اوڑہین وہ کھیس
پہنکر لباس اپنی سکھلائین کیس
فلک دورِ سرما کا بس کر چکا
مخاطب وہ اب سوئی گرما ہوا
جو نکلی ہو حمام سی گرم ہو
تو گرمی ہی کا اب سمان تم سنو
ہی گرمی کی فصل بہار ابتدا
یہ موسم ہی مابین صیف و شتا
تو اب برف مین ساقی مینا لگا
کہ آمد ہی گرما کی سرما گیا
بھری جام می بزم مین بار بار
کہ آتی ہی متوالی فصل بہار
ہو گرمی کی موسم کی جب ابتدا
بہار آتی ہی اسمین نزہت فزا
شگفتہ ہو صحرا و گلزار و گل
کھلین بن مین ٹیسو ہین گلشن مین گل

نئی پتی جب جھاڑون مین آتی ہی
عجب روپ جوبن وہ دکھلاتی ہی

نئی کونپلون کا جب ہووی وجود
ہراِک شاخ پر ہو جوانے نمود

جو سبزی و نرمی نظر آتی ہے
نگہ مین ہراک کی کھپی جاتی ہی

درختونمین ہر رنگ کے گل کھلین
چہکتی عنادل خوشی سی پھرین

بکثرت کہین پھولی کچنار ہے
بیابان مانند گلزار ہی

کرونڈی کی جب پھولی جنگل مین جھاڑ
مہک جائین خوشبو سی اونکی پہاڑ

لگی تنید و دہامن مکوئی اچار
ہو پیدا اچرونجی بہت مزہ دار

اور آمونمین جسوقت مور آتا ہی
گلاب اوسکو چٹکی مین چٹکاتا ہی

بسنتی گلابی یہ جاڑا پڑے
شجر مثل دلہن ہراِک جا کھڑی

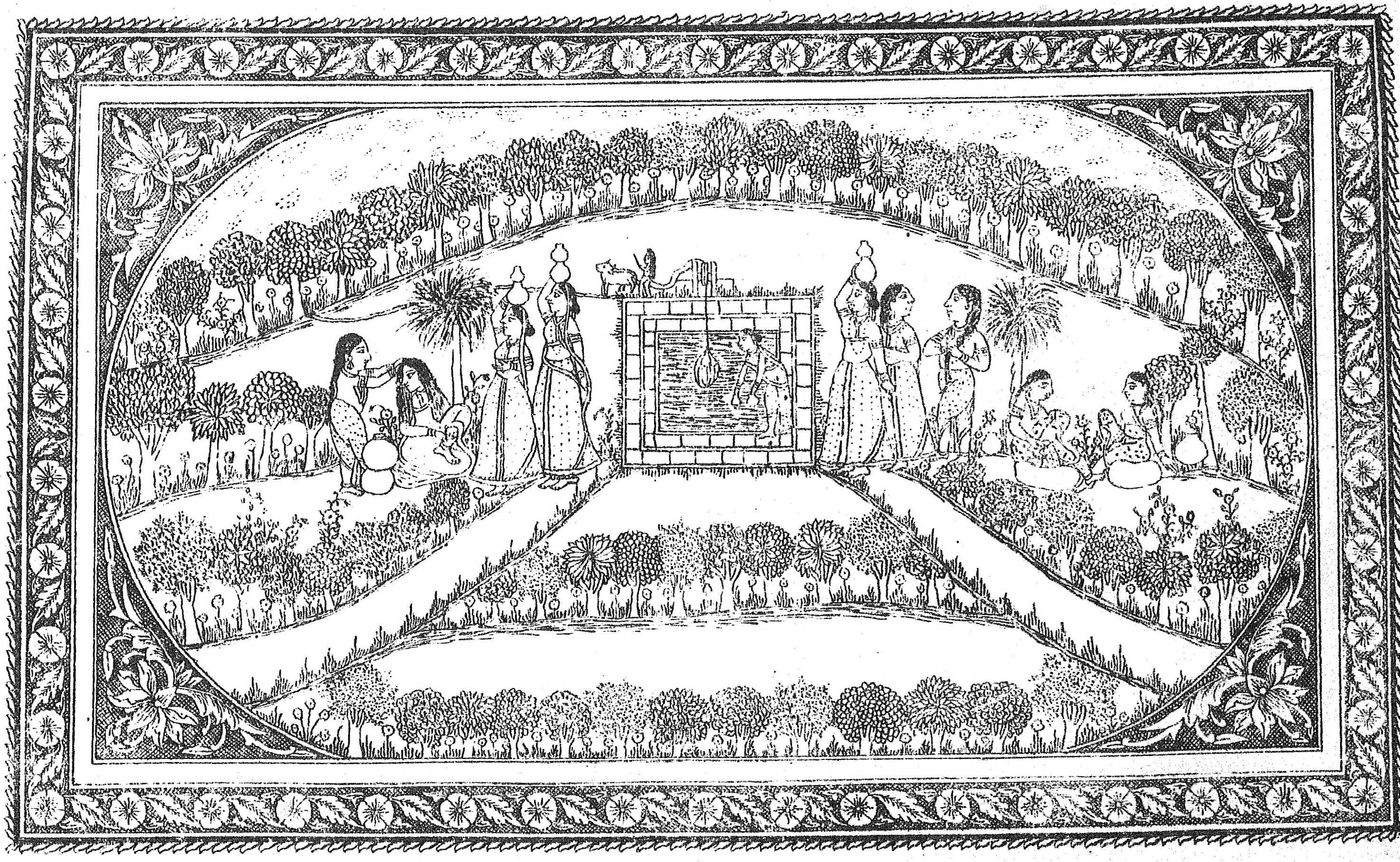

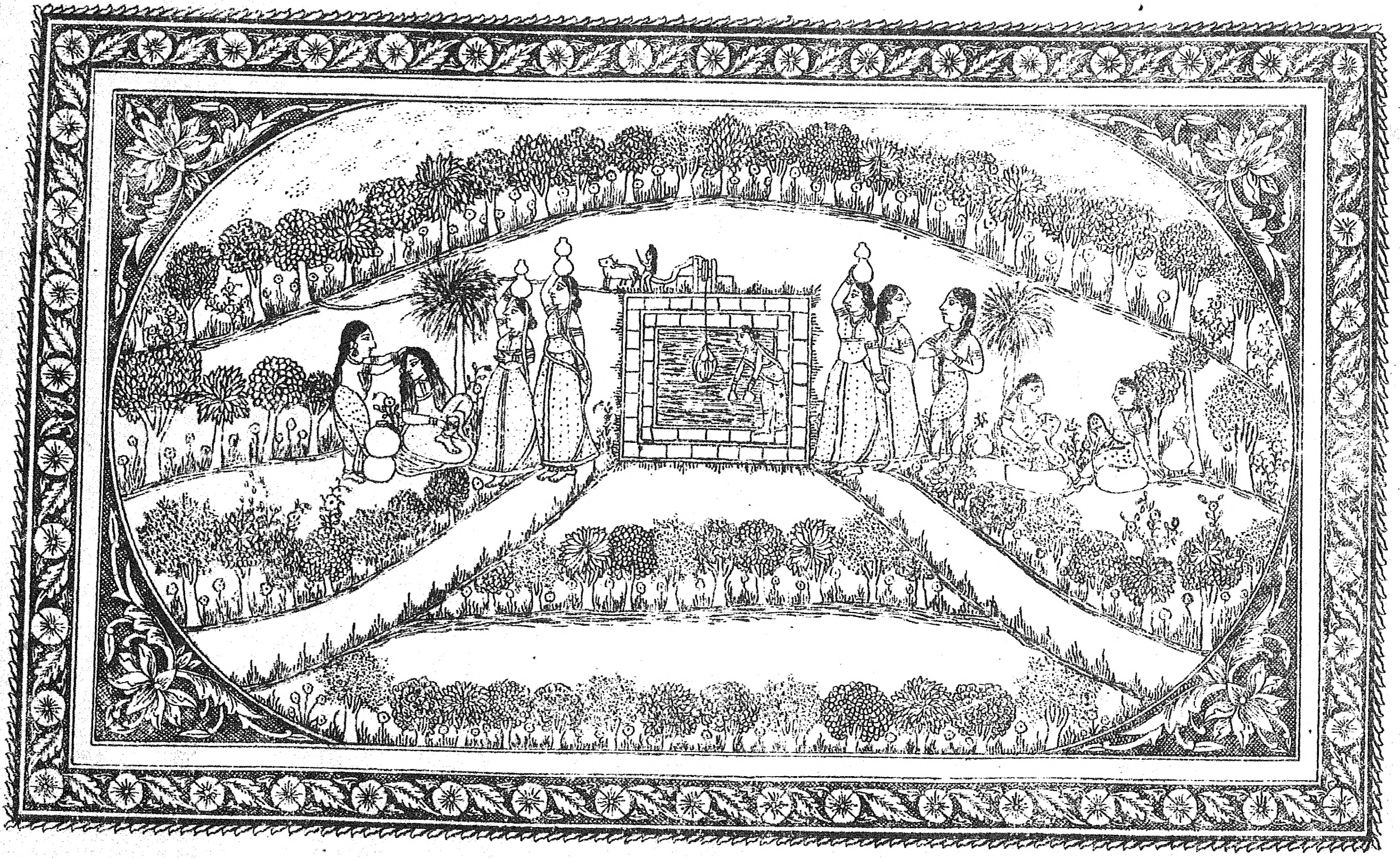

عجب مست ہوتا ہی موسم بہار ہر اک شاخ برگ اسکی ہی دلفگار
دکھاوی یہ اپنا ہی جب رنگ ڈھنگ جوانی کی پیری مین آوی اُمنگ
لگی گوش گل ہین نئی بات کو کہ چھٹکی ہی اب چاندنی رات کو
جب ہووی نمایان فلک پر قمر عجب عالم اوسوقت آوی نظر
ہی نرمائی چکنائی پتون پہ جو چمک پڑتی سی چاندکی دونی ہو
یہ ہوتا ہی اِس فصل مین اعتدال برابر رہی سردی گرمی کا حال
چلی بھینی بھینی ہی اس مین ہوا کہ ہر جھوکا اوسکا ہی فرحت فزا
یہ اِک گرما گرمی کی بات آئی ہاتھ کہ ہو دھوپ کی گرمی نرمی کی ساتھ
عجب چاندنی ہی عجب دھوپ ھے مساوی تو انکا سمجھہ روپ ھے

ہی ایسا یہ دلچسپ موسم بہار   کہ ہر شی سی ہووی سرور آشکار
اوٹھا کر نظر دیکھو جس سمت کو   بہار و فضا نزہت ہر جای ہو
کہانتک مین دلچسپی اسکی کہون   رقم اب مین گرمی کا چلّہ کرون
پلا سرد شربت مجھی ساقیا   کہ گرمی سی می کی ہی سر پھر گیا
ہو تسکین اس سی طبیعت کو جب   لکھون وصف گرما کی چلی کاتب
دل ہو چست و چالاک اور شادمان   کری اسکی توصیف اُسدم زبان
یہ موسم بہی ہی خوشنمابی بہا   تکلف کا سامان ہو جا بجا
کرو پہلی پوشاک پر ہی خیال   جو گرما کی موسم کی ہی حسب حال
یہ ادہی و تنزیب و ململ تمام   کرین زیب تن اسکو سب خاص و عام

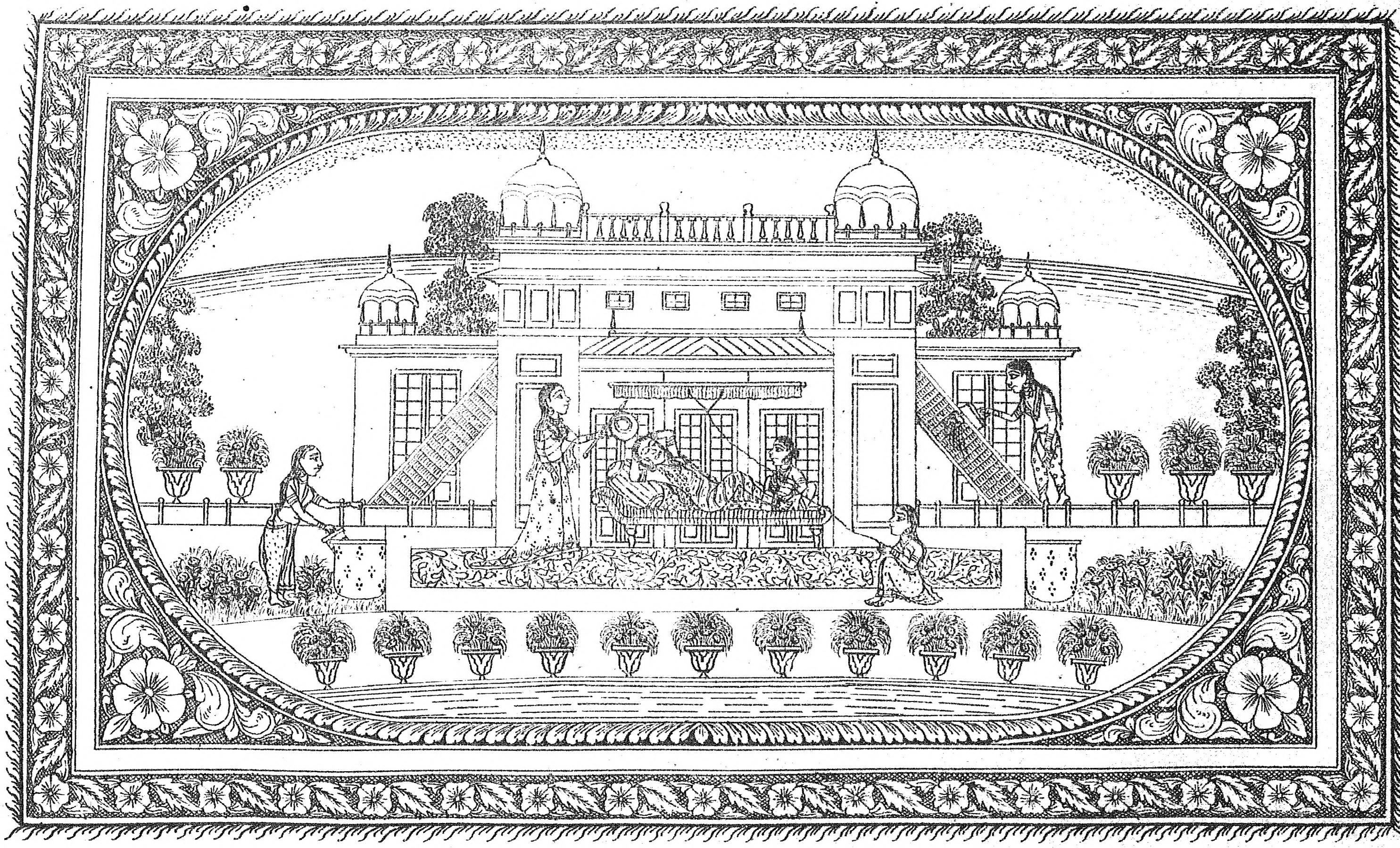

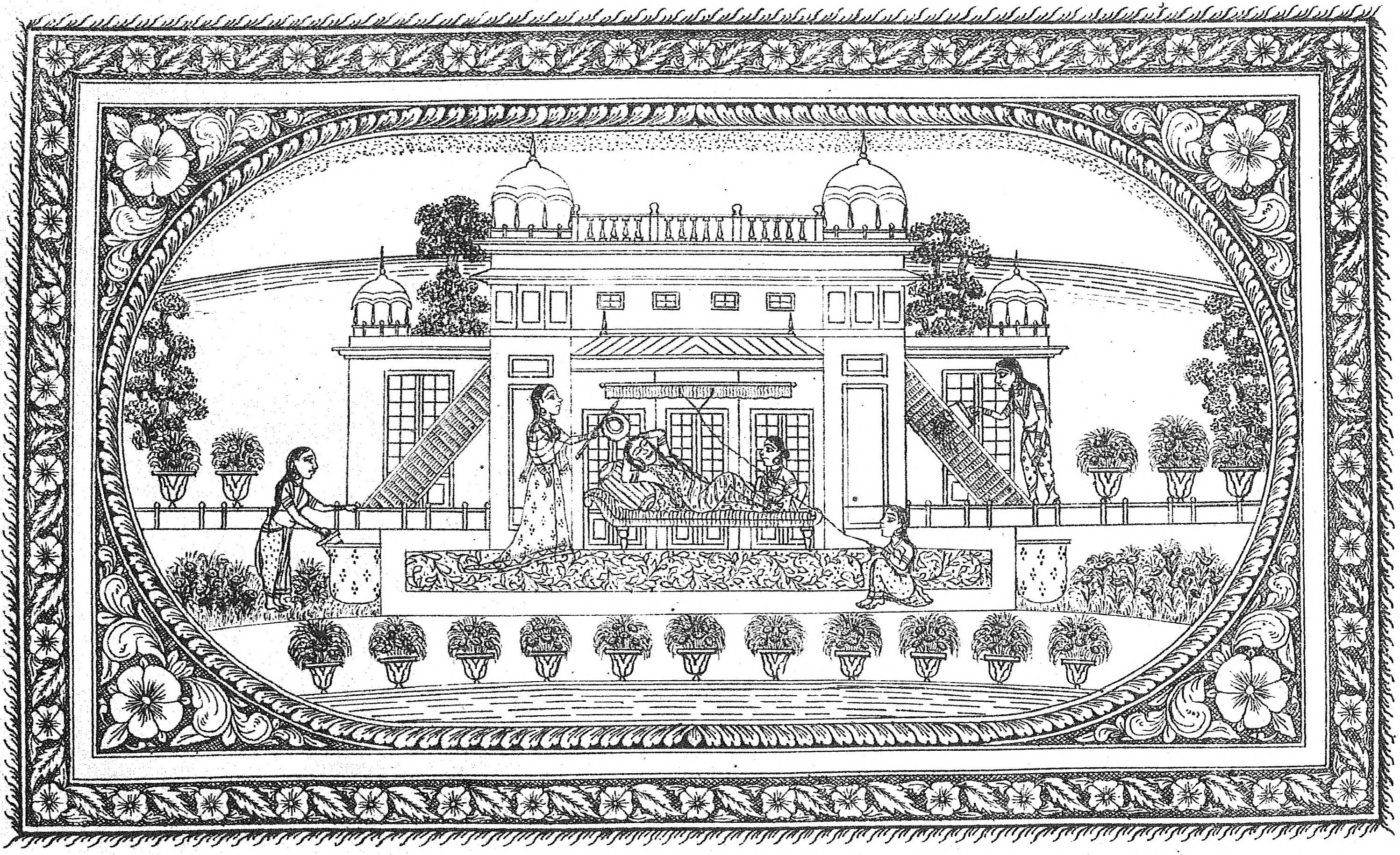

یہ اطلس و لاہی گرنٹ گلبدن   پہنتی کریب ہین بہت سیمتن
گون اور جالی چکن اور بُک   ہی سمٹی اور گُمٹی رفل نین سُک
گران جامدانی بہت خوشنما   بنی شہر ڈہاکہ مین جو بی بہا
پُہلام اور بنو اڑا آبِ روان   ملی میٹھا شبنم بھی ارزان یہان
غرض ہلکی پہلکی لطیف و عجیب   پہنتی لباس ہین یہ امیر و غریب
رنگا کر کوئی صندلی اگری رنگ   پہن لیتا ہی شوق سی چست و تنگ
کوئی سادگی کا جو ڈہنگ رکھتی ہین   لباس اپنا صندل ہی مین رنگتی ہین
رکھین صوفیانی سی جو لوگ شوق   سپید اپنی پوشاک پہنین بذوق
یہ عطر سمن اور خس کا منگا   لباس اپنا لیتا ہی ہر اک بسا

کسی کو پسند عطر گل آتا ہی کوئی کیوڑی مین مہک جاتا ہی
بہت گرمی پڑنی سی گھبرائین جب لگا ہاتھہ پاون سی مہندی لین تب
یہ صندل و چندن منگا خوشبودار لگاتا ہی سر پر کوئی بار بار
ہوئی یہ تو آراستگی اب تمام گھرون کا سناؤن تمہین انتظام
رقم کر قلم محلون کا احتشام کہ ہوتا ہی کیا کیا وہان اہتمام
غنی مالدار اور امیر و وزیر وہ بنواتی خسخانہ ہین بی نظیر
کوئی باندہی خس کی ہی پردی بنا کوئی لی جواسی کے ٹٹی لگا
کسی کی ہی در پردہ ٹٹی کھڑی کہ کانٹون سی جھڑبیری کی ہی بھری
کھڑی جا بجا سقی مشکین لئی دہانون پہ اون کی ہزاری جڑی ہی

کمر سی لپیٹے ہوئے لنگیان
چھڑکتے ہین وہ دم بدم ٹٹیان
یہ ٹٹی و پردی جب ہون خس کی تر
تو خوشبو سی اونکی مہک جای گھر
بنی عمدہ عمدہ وہ ٹھنڈائیان
کہ ہو جنکی پینی سی تفریح جان
بنی دود کی لسی وہ سردہی
کہ دل ٹھنڈا ہر گھونٹ اوسکا کری
وہ فالودہ پنتہہ شربت بنا
پیئین آبشورہ زلال املے کا
جب اسمین پڑے کیوڑا کیتکی
مٹی قلب کی اوس سی ہی تشنگی
ملی فالسون کا جو مصری مین آب
وہ خوشرنگ شربت بنی لاجواب
یہ دن کا تو بس ہو چکا اب سمان
سنو شب کی تیاریون کا بیان
ہون کوٹھون پہ نگیری شب کو کھڑی
کہ شبنم کا قطرہ نہ تن پر پڑی

بچھین اونکی نیچی کسی وہ پلنگ
کہ نیند آتی ہے دیکھکر انکا ڈہنگ

کسی پر وہ عمدہ بچھی سوزنی
ہی کلگاری بخیہ کی جسپر بنی

کسی پر سفید ہی گی چادر کھچی
ہی شطرنجی نادر کسی پر بچھی

رکھی اون پہ تکیہ بہت صاف صاف
نفیس اور اجلی چڑہی ہین غلاف

دلائیان کہین پائنتین ہین عجب
لطیف و نفیس و عجیب و غریب

بنین نینو سینو کی گلشن کی ہین
ہی نئی نئی قطع اونکی تو گوٹ مین

کسی پر لگی گوٹ ہی گنڈہی دا
کسی پر سنگاڑی کٹی طرحدار

ہی ناخونی مغزی کسی مین لگی
کوئی رکھکی ڈوری ہی سادی سلی

گزارین ہین گرما کی یون روز و شب
سنا جیسا تمنی یہ اسباب اب

بس اب قلب گرمی سی گہبرا گیا
یہ اب سمت بارش کی راغب ہوا

سمان بارش

تو اب خم کی خم بہر کے لا ساقیا
کہ بارش کی آمد کی آئی ہوا

یہ چلنی لگی اب ہوا پوربی
گہٹا بہی لگی اوٹہنی ہر رنگ کی

کبہی کالی بادل اوٹہین زور سے
کڑک کر وہ آوین بہت شور سے

کبہی دہوندرا کر کے اپنا برن
وہ اوٹہتی ہین بجلی کی لینی چرن

مشاعیت کو آوی چمک کر جو برق
خجالت کی دریا مین انجم ہون غرق

جلوس اپنے ہمراہ ایسا رکھے
جلو مین بجی نوبت رعد ہی

گرجتی ہی گردون پہ وہ اسقدر
کہ آتی صدا جسکی ہی ارض پہ

دکھاتی ہی دامن جب اپنی دمک
چمک سی پلک اوسکی جاتی جھپک
عجب قطرہ قطرہ ہین بوندین پڑین
کہ گویا فلک پر سی موتی جھڑین
جہان جسجگہہ اس سی تر ہو زمین
تو آنی لگی سوندی خوشبو وہین
پیاپی کبھی برسی ہے لگاتار
کبھی پھوار پڑتی کبھی بندہی دہار
برسنی مین مِیہ کی جو پہولی شفق
سنہری بنی آسمان کا طبق
زمین پر جب ہووی شفق جلوہ گر
شگفتہ نظر آوین دیوار و در
شفق کا گری عکس جب آنکر
تو آوی زمین زعفرانی نظر
عجب سرخی زردی ہو اوسوقت پر
شگفتہ سب ہو جاوین دیوار و در
بنا کر رنگا رنگ کے آن بان
شفق کی نظارہ کو نکلے کمان

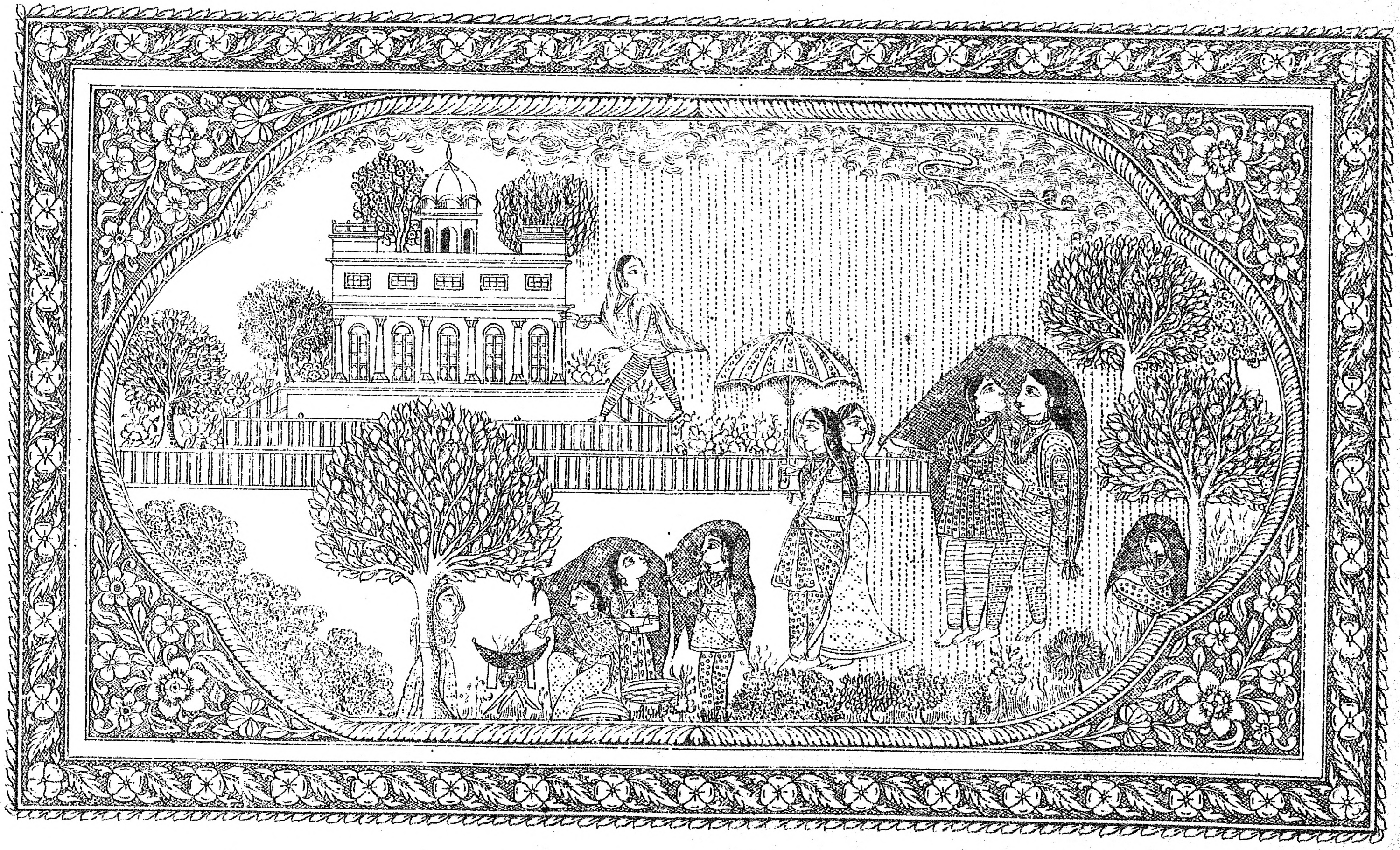

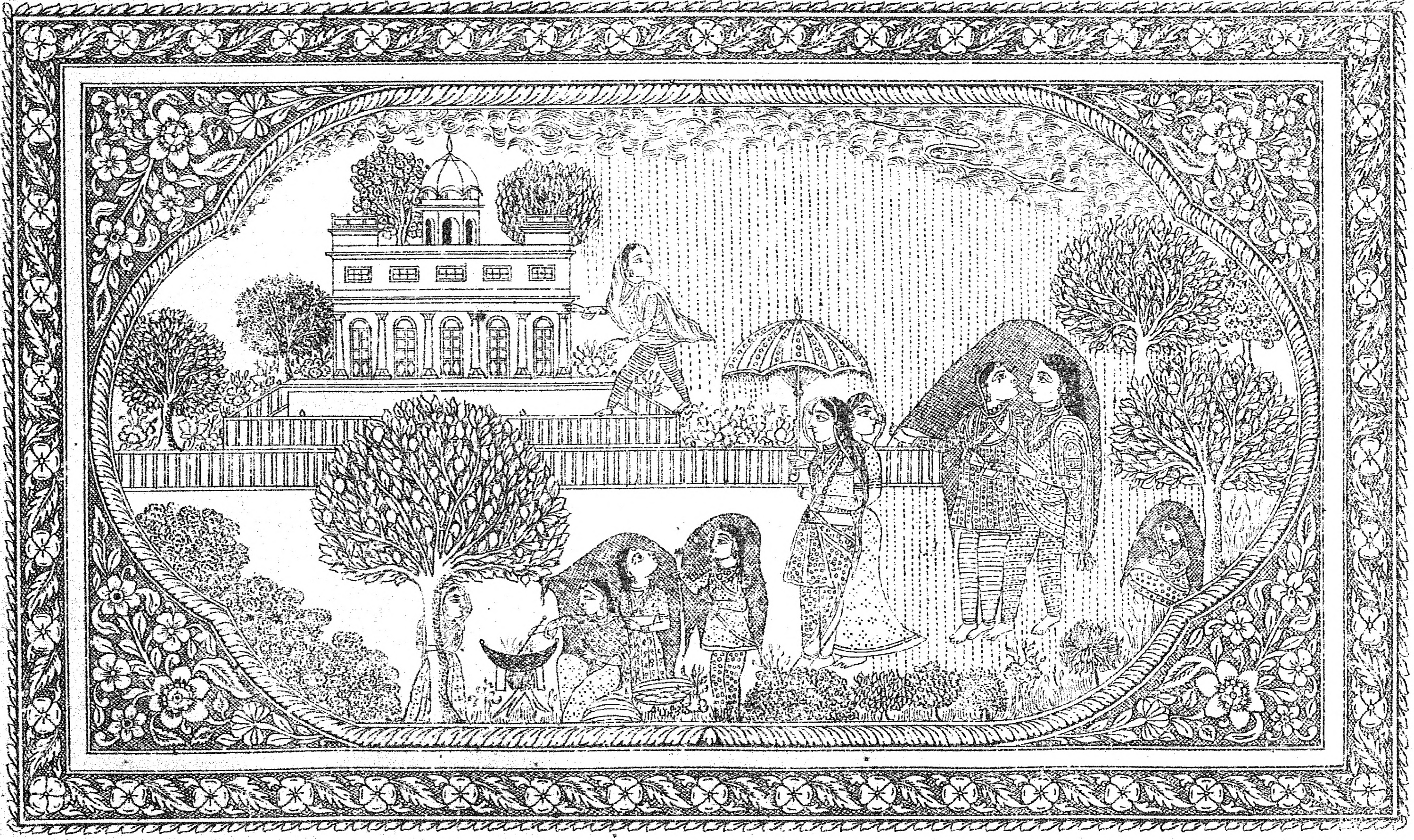

کہکنا وہ مورونکا کویل کی کوک   یہ دی عاشقونکی بہلا پیاسی ہوک
پپہی کی پی پی کی سُنکر صدا   کرین دلکو دل بستگان ہین غذا
وہ جہینگر کی جہنکار دادر کا شور   جگا خواب شیرین سی دین ہین زور
عجب رُوپ جوبن دکہاوی زمین   وہ نوخیز سبزہ جب ہو ہمنشین
وہ جسوقت پوشاک پہنے ہری   نہ چوتھی کی دولہن سی ہو ہمسری
یہ نزہت فضا دیکھ برسات کی   کرین سیر سب جا بجا باخوشی
کوئی کوہ پر کوئی گلشن ہین جا   کرین ملکی گوٹین ہین سب جا بجا
پکاتا کوئی عمدہ پکوان ہے   کوئی کرتا دم پخت حلوان ہی
کوئی کانکڑین اور بہرتا بناے   کوئی بہاجی سیمونکی ہانڈی چڑہای

منگا کر کوئی نکتیان سیو ڈال خریدی کھجورین کوئی لال لال
کوئی قیمہ روٹی پراٹھی بنای کباب اور سموسہ کوی تل کی لای
اسیطرح برسات مین روز و شب کیا کرتے ہین گوٹین ملجل کی سب
پھر آتا ہے ہر گاہ ساون کا ماہ عجب لطف ہوتا ہی پیش نگاہ
کہ بھرتا ہے اک میلہ ہر پیر کو پہاڑون کے اوپر بطرز نکو
عجب طرح کی اُسمین ہوتی ہی دہوم خلایق کا ہوتا ہے ہر سو ہجوم
ہر اک قسم کی لگتی ہی وان دُکان بکین ہین مزیدار چیزین وہان
ہنڈولی بہت جا بجا گڑتی ہین ہر اک سمت جھولی بھی وان پڑتی ہین
تماشائی گرد اونکی کر کے ہجوم اڑی رہتے ہین اور کہتی ہین دہوم

زن و مرد اطفال اور خاص و عام پھرین ہین باہم چہلین کرتی تمام
پہنکر وہ آتی ہین نگین لباس وہان پھرتی ہین سبزے مین بی ہراس
گلی مین پہنکر چنبیلی کے ہار دکھاتی ہین سج دھج کی اپنی بہار
غرض ہو کی ہر رنگ سے جلوہ گر پھری ہی نظارہ کنان ہر بشر
ہین کرتی دم شام تک سیر سب گھرونکو ہین پھرتی جب آتی ہی شب
اسیطرح رہتا ہی تا چار پیر یہ ہنگامۂ طفل و برنا و پیر
رقم ہو چکا چارون فصلونکا حال دکھا خامہ اب تو کوئی اور چال
ہی منظور اک اور لکھنا بیان ہو لطفِ دگر جس سی کسیر عیان

چلی ساقیا جلد تر جام مل
کھلی جس سی تازہ بہیان اور گل

ہنودون مین ہوتی ہین تہوار جو
کچھہ اونکا بہی احوال مجھسے سُنو

بہت یون تو تہوار خرد و کلان
وہ کرتی ہین اس ہند کی درمیان

ولی یان ہی اُنمین سی اُنکا بیان
کہ ہندو سمجھتے ہین جنکو کلان

بس اب حال ہوتا ہی اونکا رقم
کہ کرتی ہین کیا کیا وہ محوِ صنم

ہین اس ہند مین جتنی ہندو تمام
ہین سب مذہبی رسمین کرتی مدام

ہنودونکی تہوارونکی ابتدا
ہی بارش کی ایام کی انتہا

سدا کنوار کاتک مین کرتی ہین سب
دیوالی دسہرہ بفرطِ طرب

یہ تہوار بہی ہندونکے یہان
بہت لطف سے ہوتی ہین بیگمان

ہنود اِسمین دل کہولکر بیخطر
کیا کرتی ہین صرف بس سیم وزر

سفیدی پہرا کر گہرون پر تمام
بناتی ہین گل بوٹی کا اون پہ کام

وہ رنگتی ہین اسطرح دیوار در
کہ آتی ہین گلدستہ آسا نظر

کوئی منڈہتا ہی ازرہ لطفِ خو
زر اور پنّی پیتل سے دروزونکو

وہ ہوتے ہین فارغ سجاوٹ سے جب
ادا کرتے ہین مذہبی رسمین سب

* * *

بیان دسیرہ کا

بہت جلد اک جام تو ساقیا
پلادے مجھی بادہ مشک کا

رکھا فصل سرمانی ہی اب قدم
کرون ہند کی رسم پہلی رقم

ہو جب کنوار کا ماہ نزدیک ختم
وہ کرتی ہین اسمین دسیرکی رسم

بہت راجپوت اسمین کرتی ہین دہوم
ہر اک سمت ہوتا ہے اُنکا ہجوم

بہت ہند کی راجہ ہین مانتے
اوسے روز فرخندہ ہین جانتی

تجمل سواری کا اور دہوم دہام
تکلف نئے اوسمین اور اژدہام

ہر اک فیل کی سونڈ کو فیلبان
بناتا ہے رنگین مثال کمان

سنوارین ہین یون مستکین سربسر
جڑاو ہین گویا کہ شمس و قمر

وہ دانتون پہ چوڑی چڑہی ہین زرنگار کہ ہو برق جنکی چمک پر نثار
دکھاتا ہے یہ روز جب اپنا زور تماشے کا پڑتا ہی ہر سمت شور
دسہری کی دن راجہ ہر ایک سال ہین صحرا کو جاتی پی نیک فال
سواری کا ہوتا ہے ساز اسقدر کہ رہرو کا رہتا نہین ہے گذر
بیابان مین پہر آکے باین نوا[لہ] شگون اپنے کرتی ہین سب وہ ادا
جہان ہوتا ہے دشت وسعت نشان اُتر کر سواری سے راجہ وہان
کرے رسم جھٹکے کی تا وہ ادا اُڑاتا ہی سر تیغ سی بھینسے کا
چڑیمار صیاد صدہا ہزار لیے نیلکنٹھ آتے ہین بیشمار
پہونچکر سواری سے وان پیشتر ٹھہرتے ہین جا کر سر راہ پر

لہ نوا
یعنی
سامان ۱۲

وہ بڑہ بڑے بکے سب راجہ کی روبرو
اُڑا دیتے ہین اُنکو بس چار سو
اُڑاتے ہین جب وہ ادہر اور اُدہر
تو پاتے ہین انعام مین سیم و زر
گوالو انکا بھی ہوتا ہے ازدحام
وہ ہین پوجتے گائی بھینسے تمام
اور اُن گای بھینسونکی سینگونکو سب
ہین رنگین کرتے بجشن عجب
پلا کر شراب اُنکو کرتی ہین مست
کہ تا جنگ کرنی مین ہووین نہ سست
یہ اتواپ و اسپ اور ہتیار بھی
ہین اُس روز سجتے بلطف و خوشی
لگا رورے سیندو ہتیارون پہ
جھکاتی ہین ڈنڈوت کو اپنا سر
وہ توپونکی پوجا کی بکری کٹین
اور اسپونکی ماتھونپہ صندل لگین
سمون پر لگاتی ہین رورے کا رنگ
رہے سال بھر خوب تب اُنکا ڈہنگ

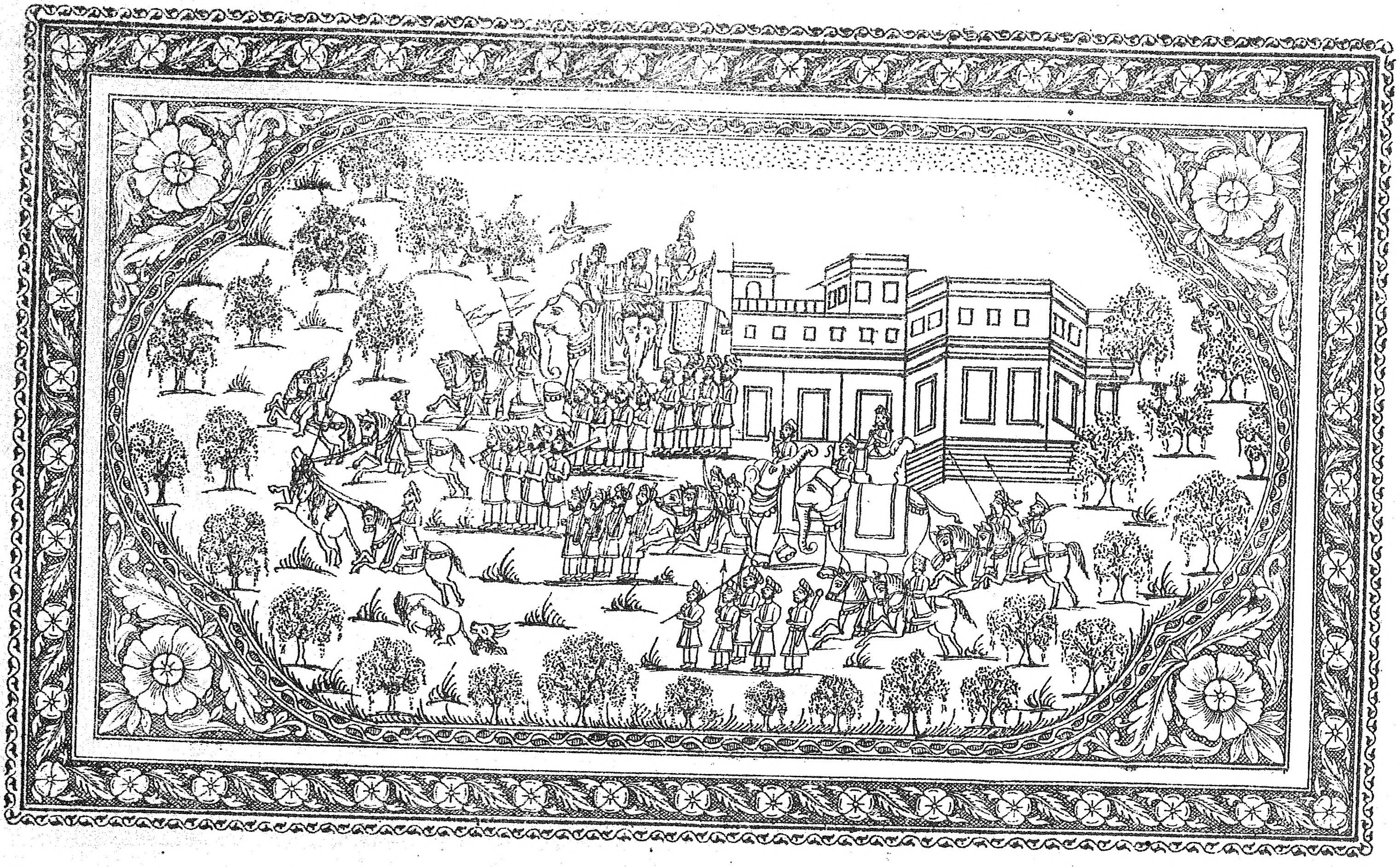

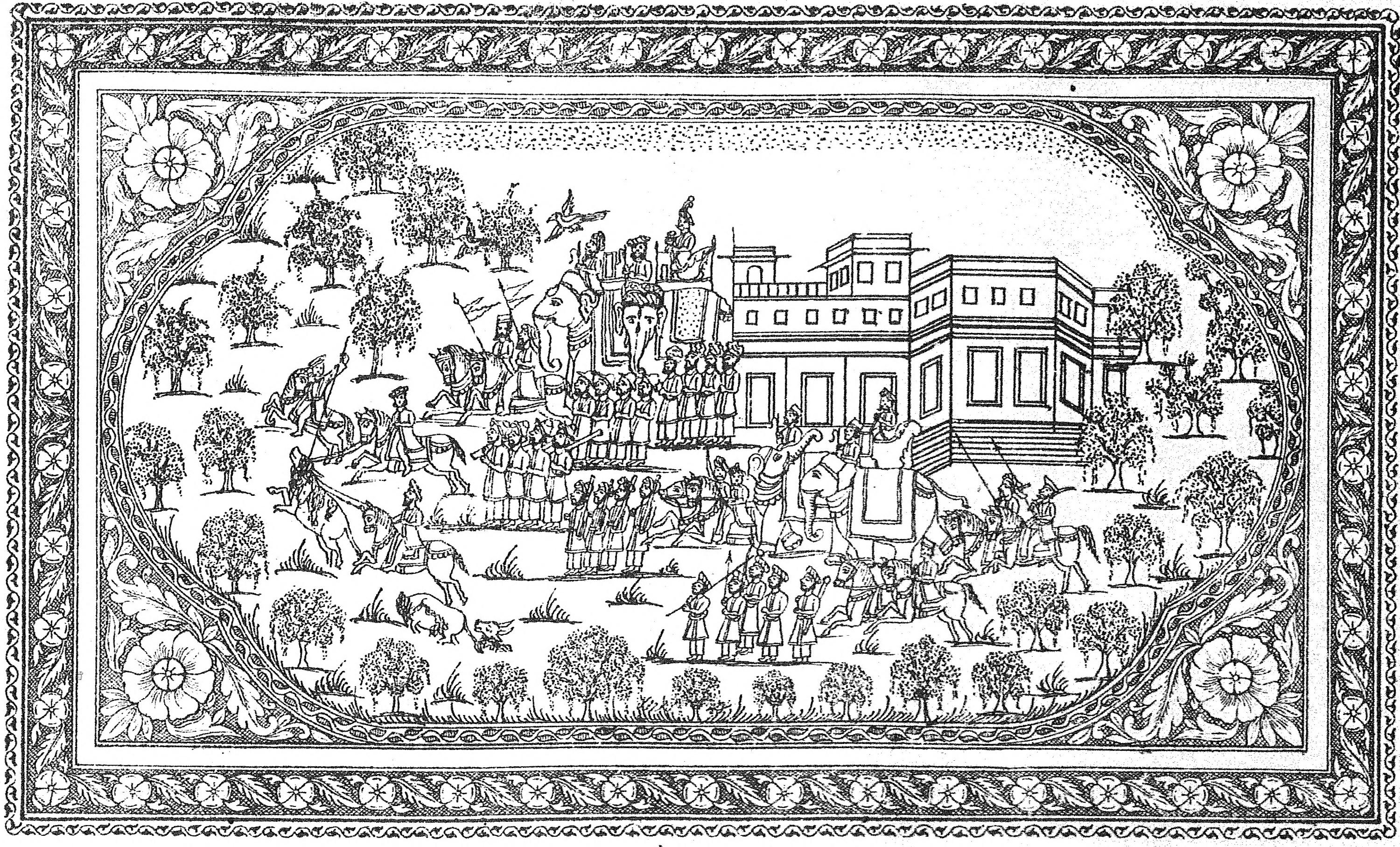

رہے ہے یعنی رفتار مین خوب دم
چلین چہار تنگ یا کہ پلٹہ قدم
وہ محلون کی قلعونکی اور شہر کی
ہجین نامی دروازے اسطور سے
کہ ہر در پہ ہو ایک بکرا حلال
کواڑونپہ دین سُرخ پنجی اُچھال
اُنہین گیر و صندل سی پھر چھاپکر
ادا کرکے بھینٹ اونکی پھر جائین گھر
نشانون کی پوجا بھی ہو جابجا
وہان پر بھی بکرونکا خون دین بہا
ادا کر چکین مذہبی رسمین جب
گذارین بلہو و لعب روز و شب
اور اسمین ہین رکھتی عجب دہوم دہام
جدہر دیکھو کھیلونکا ہی ازدحام
کہین گوالونکی گائین کھیلین ہین وان
کہین اڑتے ہین بھینسے مستی کنان
کہین رام لیلا کا ہوتا ہی سانگ
تماشائی ہارین ہین کیا کیا چھلانگ
ہے مشہور جو رام لیلا یہان
لڑائی کا لنکا کی وہ ہی سمان

لڑا اس ساتھ راون کی جسطرح رام
بناتے ہین سانگ اُسکا ہندو تمام

کہین جنگ فیلانکی ہوتی ہی دہوم
تماشائی کرتی ہین وان پر ہجوم

سرِ عرصہ آکر بشان و شکوہ
وہ لڑتی ہین ایسے کہ لرزان ہو کوہ

عجب شان سی اُنکی ہوتی ہی جنگ
جسے کہتی ہین جنگ دیوانکا ڈہنگ

وہ باہم جو ضربین لگاتی ہین وان
تو ہوتی ہی کیا خلق غوغا کنان

دکھاتی ہی جنگ اُنکی شانِ عجیب
ہین خوش ہوتی جس سی امیر و غریب

رئیس و امیر و غنی نامور
سرِ بام محلونکی سب بیٹھکر

بلطف و خوشی و بآرام و خیر
بہم جنگ فیلونکی دیکھین ہین سیر

غرض اسطرح سے بلہو و لعب
وہ مشغول رہتی ہین اک روز و شب

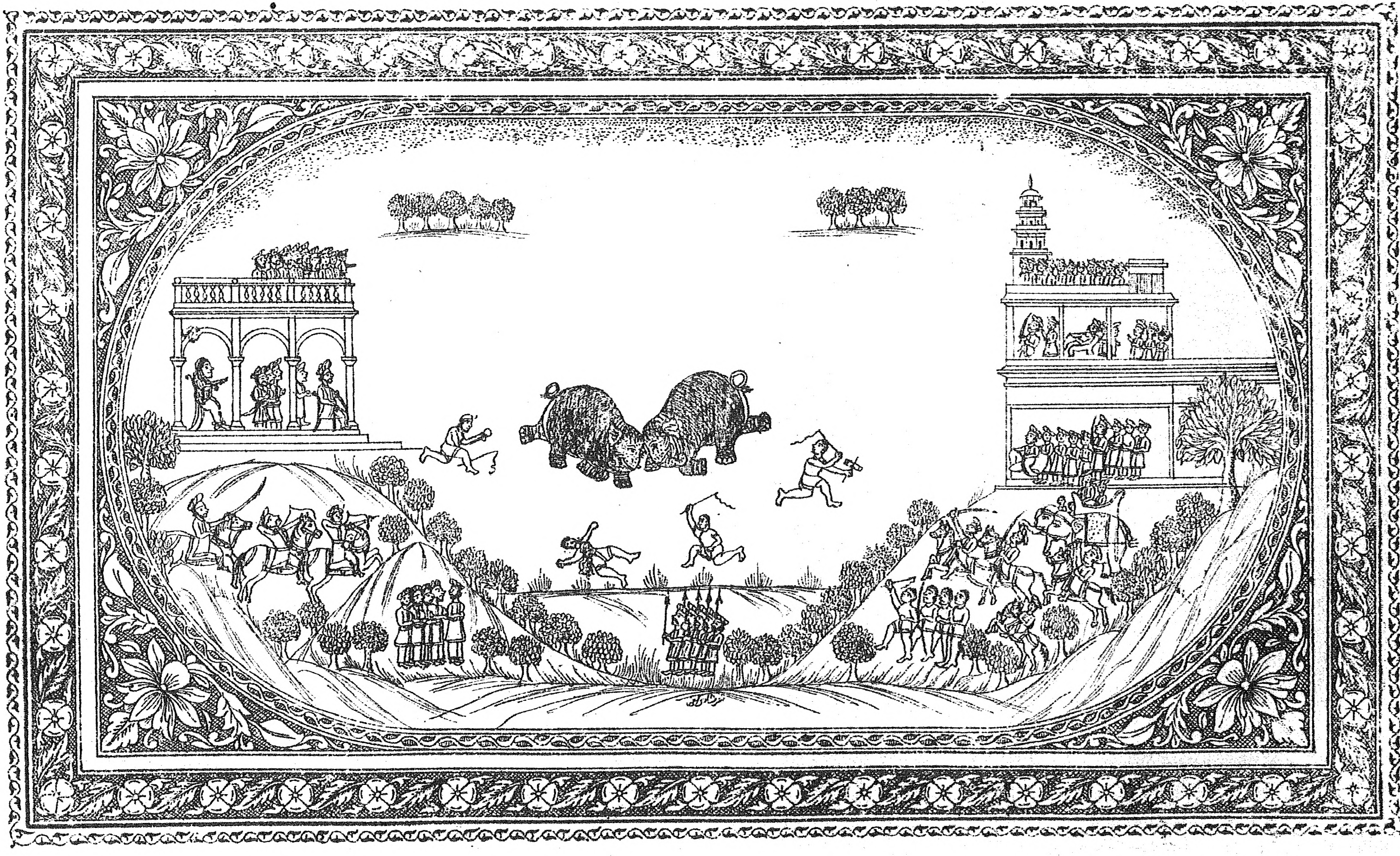

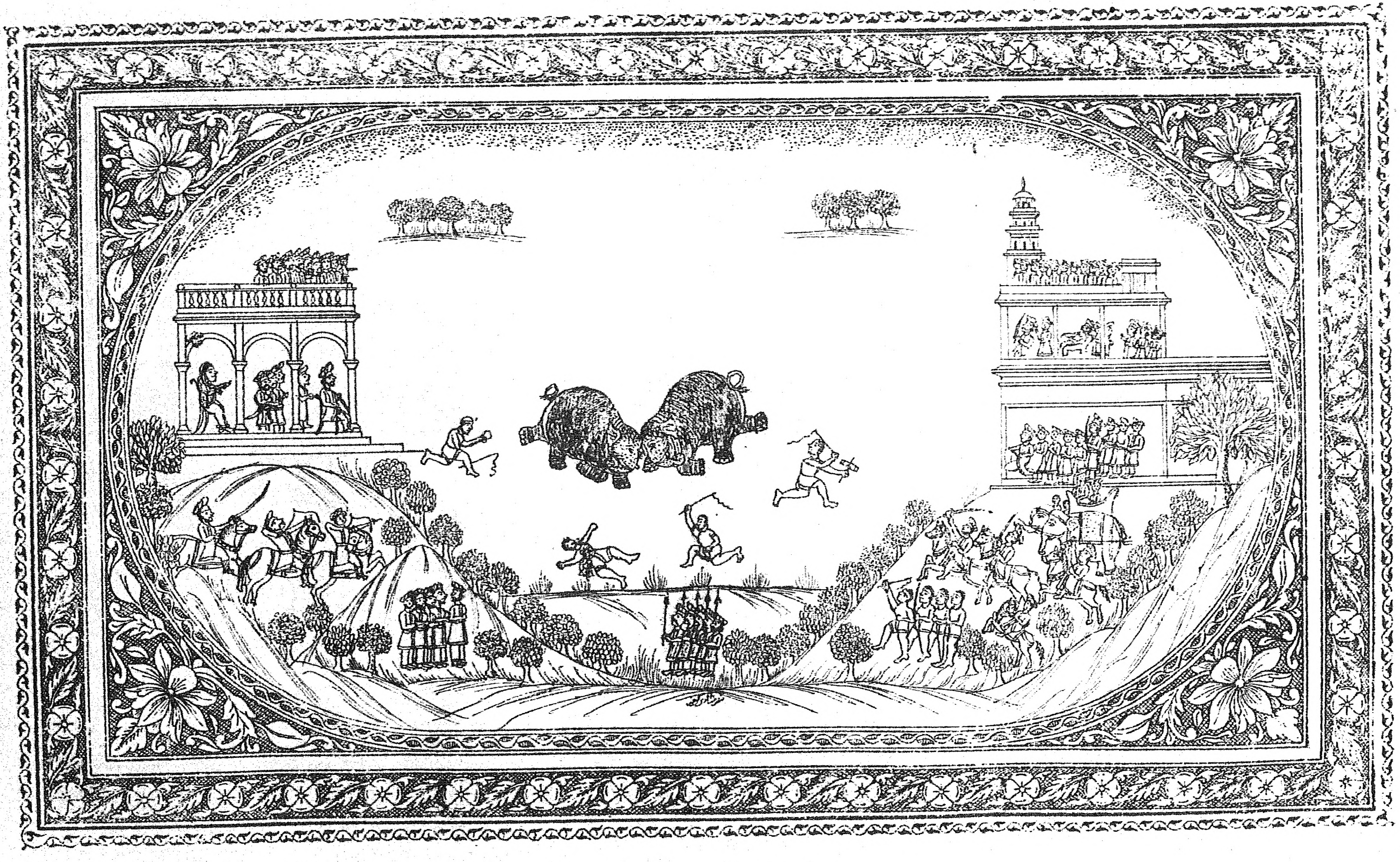

سحر کو دسہرے کے راجہ تمام
ہین کرتی جلوس اور دربار عام

امیر و وزیر و اراکین تمام
معِ نذر با شوکت و احتشام

ہون دربار مین آکی سب جلوہ گر
کرین نذر راجہ کی پیش نظر

وہ سب پیشکش کر چکین نذرین جب
پھرین مجرا کر کے پھر باادب

نشست اپنے کی پھر جگہ دیکھکر
قرینی سی ہوتی ہین سب جلوہ گر

قرینے سی جب بیٹھین وہ شاد شاد
جمی بزم عشرت کے حسب المراد

ہو پھر رقص و نغمہ وہان خوب تر
ملی سب کو انعام مین سیم و زر

کوئی پاکی خلعت کو ہو کامران
کوئی تمغی کو پاکی ہو شادمان

بٹین ہار اور عطر اور پاندان
ہون بعد اسکی رخصت بصد عز و شان

اقارب اراکین امیر و وزیر — بحسب مراتب صغیر و کبیر
جلوس اپنے بی بی کی باحتشام — پھرین اپنی قصرونکی جانب تمام
گداہو وین خیرات سے مالا مال — ملازم ہون انعام پاکر نہال
بیان یہ دسہرے کا کرکے رقم — دیوالی کی جانب ہے روی قلم

بیان دیوالی کا

وہ مے جسمین ہو مشک اور زعفران — دے ساغرمین بھر بھر کی پیر مغان
شتابی سے کر دور اسکا شروع — کہ تا کیف سے اسکی ہو کر رجوع
سناؤن مین تا اور تہوار کا — بشائستگی حال اور ماجرا
دیوالی لقب اسکا ہی مشتہر — اٹھاتی ہین ہندو بہت اسمین زر

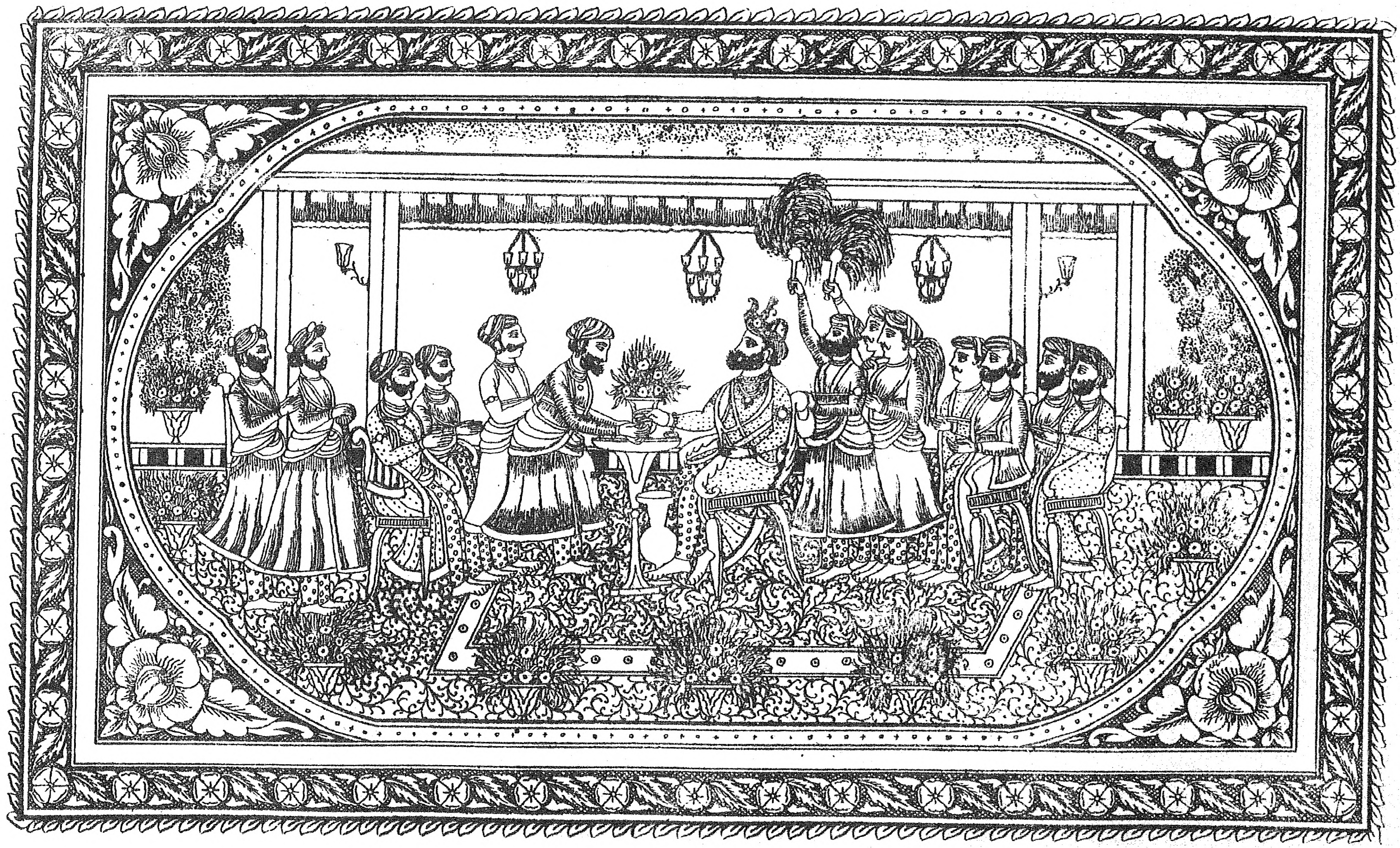

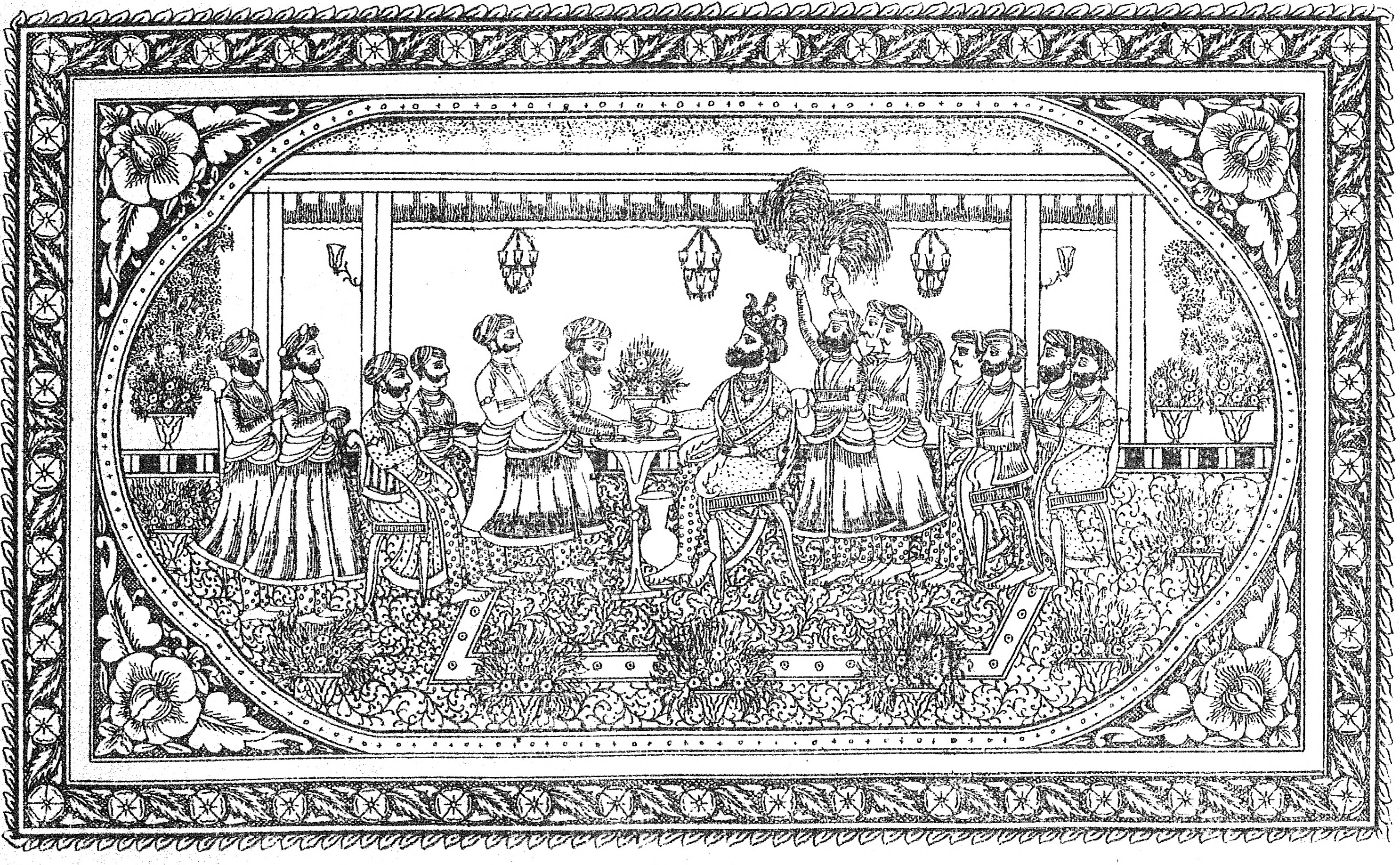

دسیری کی بعد اُسکی ہوتی ہی دھوم
ادا ہوتی ہین اُسکی ساری رسوم

دسیری پہ جاتے ہین جب بیس روز
دیوالی کی ہی وہ شب دلفروز

وہ کرتی ہی پھر تین دن تک مقام
ہنود اسمین کرتے ہین خوب ازدحام

وے تیسری شب بفرطِ خوشی
وہ کرتی ہین بازارون مین روشنی

بصد جوش سے بنئے مہاجن تمام
دیوالی کی دن کرتے ہین اہتمام

دکھانیکو وہ اپنی دولت کی شان
چراغان سی کرتی ہین روشن مکان

جو ہر سال دولت سی پاتی ہین سود
چراغونکی ضو سی ہین کرتی نمود

مکانون کے دیوار و در اور بام
وہ کرتی ہین تابان و رخشان تمام

لگاتی ہین فانوس جھاڑ اور گلاس
ہر اک جا قرینے سے دور اور پاس

لگین لمپ چھجے بمونڈیرونپہ کل
ہوا سے نہو روشنی تا کہ گل

سرِ راہ کٹکر بند ہین جالدار
دو طرفہ نظر آئے جسکی بہار

وہ کٹکر کے بانس اور کھم سبز
مٹڈ ہین پنی سے تا کہ ہون خوب تر

دیے جسگھڑی کٹکرونمین جلین
تماشائی پروانہ آسا گرین

ہو سڑکون پہ وہ روشنی رات بھر
کہ کہیئی جسبی رشک شمس و قمر

چکا چوند سے اوسکی ہر دم نگاہ
جھپکتے رہے شام سے تا پگاہ

گذر کرتی ہے جسطرف کو نظر
چراغ آتی ہین مثل انجم نظر

دُکانون پہ وہ روشنی کی بہاؔ
جسی کہیئی ہی شمس نصف النہاؔ

وہ شب روز کی طرح ہو جلوہ گر
گری سوئی بھی گر تو آوی نظر

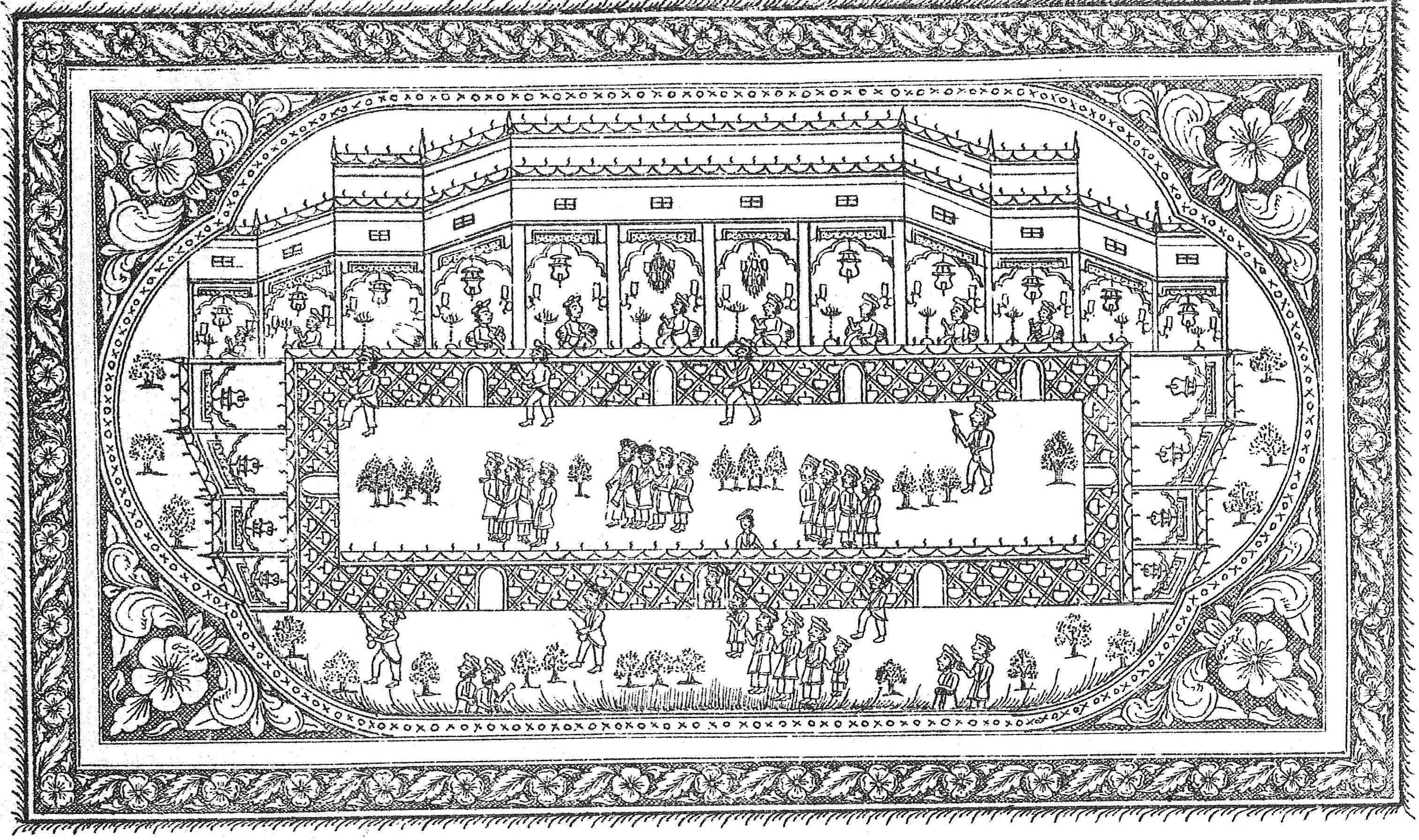

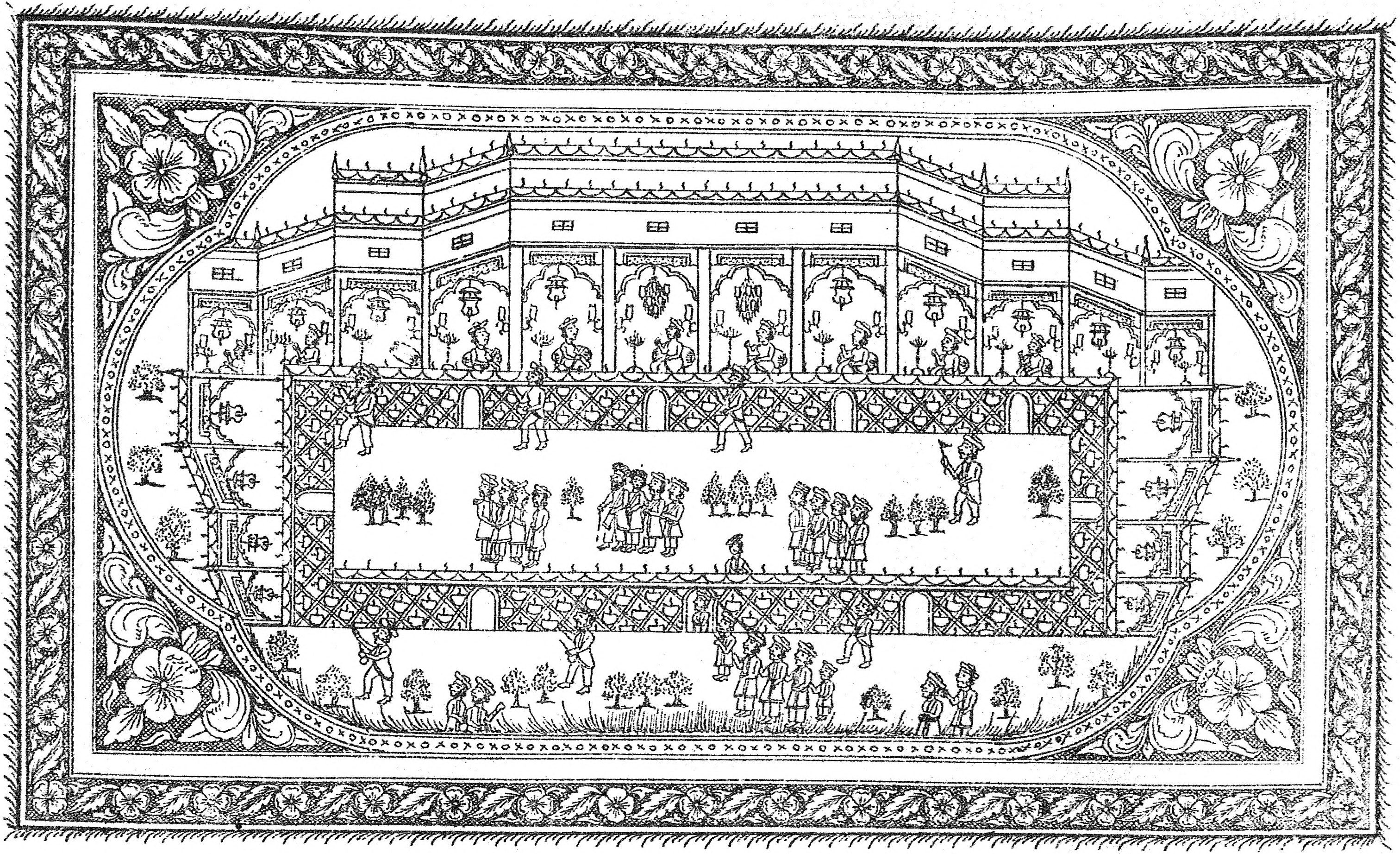

غرض جسطرف دیکھین بازار کو
ستارے نظر آئین انظار کو

دکانون کے کمرون پہ با اہتمام
مکلف بساطین بچھا کر تمام

مہاجن کہین اور کہین جوہرے
کہین ہو صراف اور چودھرے

لگا کر پسِ پشت تکئے تمام
ہر اک بیٹھے مسند پہ با احتشام

بہی کھاتے اپنی وہ سب کھولکر
ہر اک مد کو دیکھین بغور نظر

منیبون کو اپنی بلا کر شتاب
وصول اور باقی کا لیوین حساب

ملا کر برس دن کا سودا و مول
لکھین اپنی کھاتونین تا ہو نہ بھول

سمجھکر حساب اپنی گھر کا تمام
کرین مذہبی پوجے کا انتظام

وہ لچھمی کی پوجا کا کرکے خیال
نکالین زر و زیور و سیم و مال

جو ہو اشرفی روپیہ وہ بھی سب
برائی پرستش کرین ہین طلب

جواہر کے صندوقچے کھولکر
رکھین پوجا کے واسطے بیخطر

غرض جو جو شی قسم دولت سے ہی
دیوالی کی شب کو وہ سب پوجتے ہی

وہ لی لی کی اُس شی پہ لچھمی کا نام
کرین اوسکو ڈنڈوٹ سجدہ سلام

مکانونکی دروازے بھی رات بھر
کھُلے رکھتی ہین بس یہی سوچکر

کہ شاید کرے لچھمی یان پر گذر
تو دروازی کھر کے کُھلی دیکھکر

وہ ہو جلوہ گر لمحہ بھر گر یہان
نہ دولت کا ہو اُس برس کچھ زیان

رکھین سیٹھ جن لوگون سے لین دین
بیاج اونسی لی لی کی کرتی ہین چین

بُلا کر اُنھین کرتی ہین یون سوال
کہ ہی آج کی شب بہت نیک فال

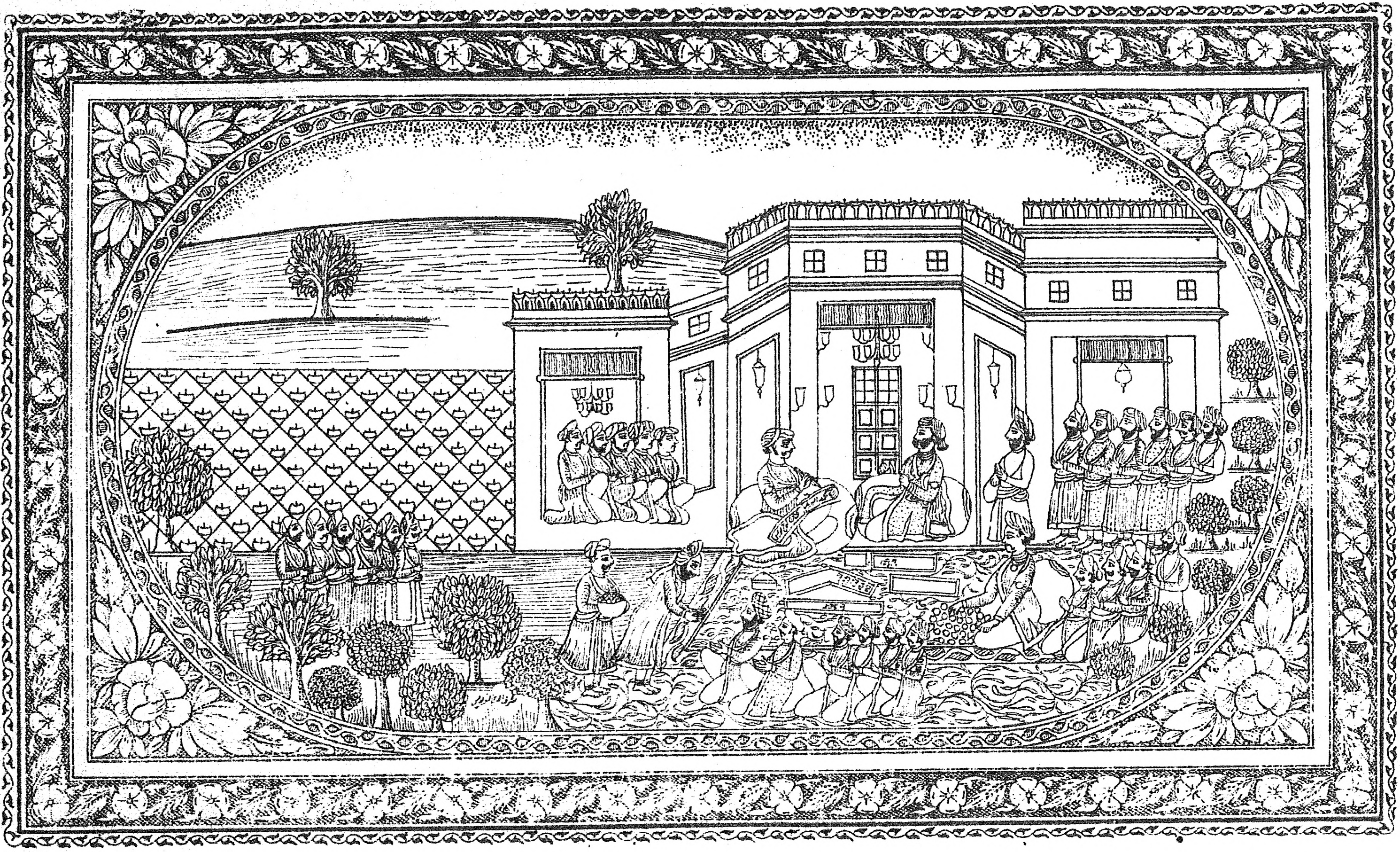

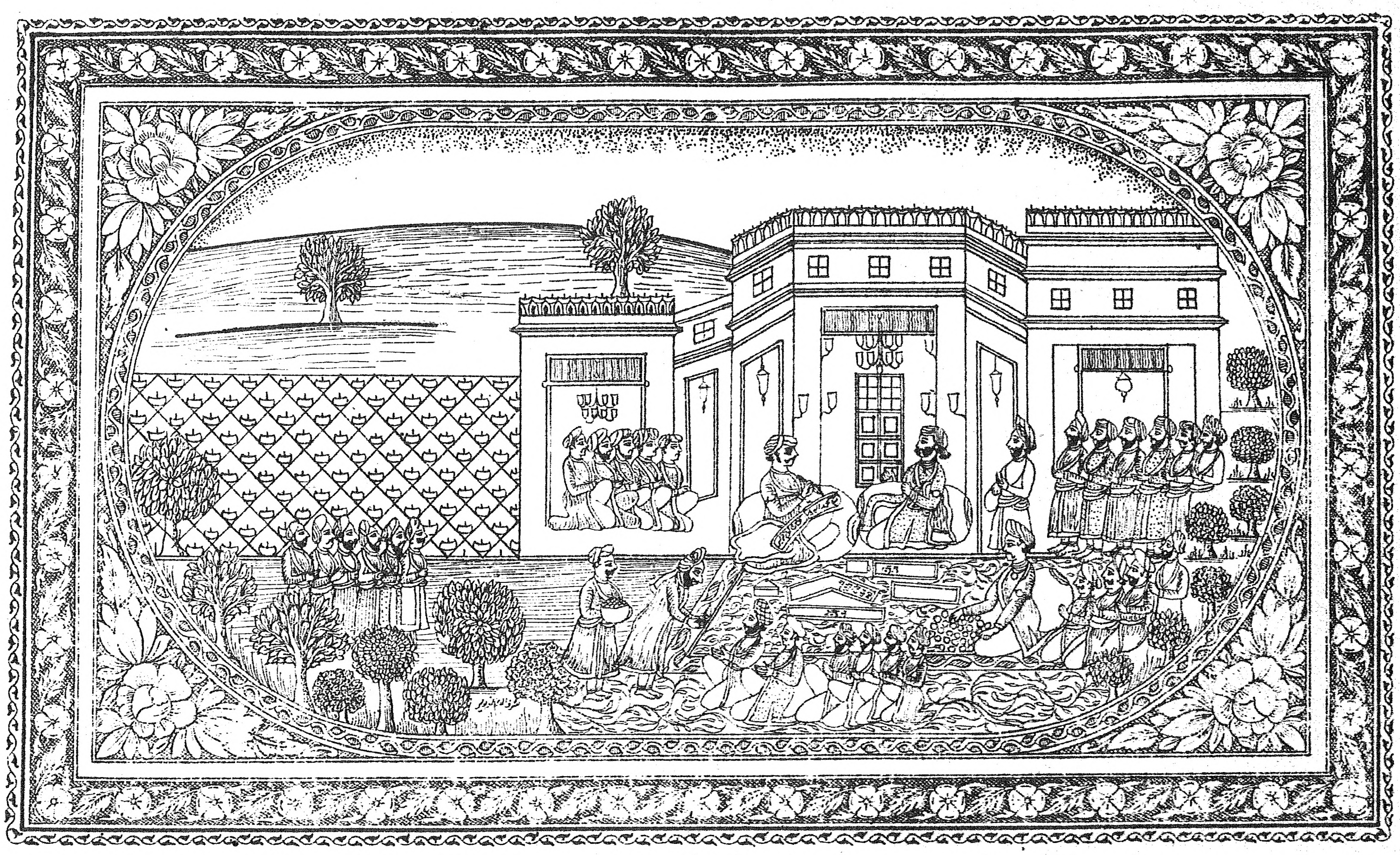

دُکانونمین اس شب کو کچھ سیم و زر
کرے لاکے داخل ہر اِک نامور

بہی کھاتے مین تا کہ ہو وہ رقم
سمجھ لینگے وقتِ حساب اُسکو ہم

غرض آج کی رات کچھ دیجیے
نہ ہمسے سوالِ طلب کیجیے

دیوالی دن الغرض ساہوکار
نہ اِک حبہ دیوین کسی کو اُدھار

جواری بھی ہووین دیوالی مین شاد
جوا کھیل کر پاوین اپنے مراد

کوئی جیت کر خوب ہوتا ہی شاد
کوئی ہار کر بنتا ہے خانہ زاد

گھرون گھر بٹین ہین مٹھائی کی تھال
ہو پوری کچوری کا کھانا محال

وہ دھانونکی کھیلونکی انبار ہون
شکر گٹّے بھی ذائقہ دار ہون

گھرونمین ہنودونکی کل لڑکیان
منگا کر بہت مٹّی کی گُجیان

رکھین روشنی کی اُنہون پر چراغ
ضیا دیکھکر اُنکی ہون باغ باغ

بھرین دہان کی کھیلو نسی چوگھڑی
بتاسی بھی تھوڑیسی اُسمین بھری

وہ گنّے سنگھاڑی شریفے تمام
منگا کر یہ سب مول ہون شادکام

بیابان سے بیر انمین آمیز کر
اُنہین چوگھڑون مین یہ ساری ثمر

رکھین دو دو ایک ایک حصّہ رسد
انہین بانٹین گھر گھر بہوش و خرد

غرض ہند کی ہندو کل ہو کی شاد
یہ تہوار بھی کرتے ہین بامراد

سمان یہ بھی ہی ہند مین بیمثال
ہنودونکی یان ہو شروع اس سے سال

ہی رخصت دیوالی کی اب ہند سے
بہار اور تازہ صبا لاتی ہے

بعیش و طرب گذری یہ روز و شب
ہی مدِ نظر تیسرا جشن اب

گئی شب ہوئی صبح اب آشکار
کھلا اور گل ہند مین پر بہار

بیان بسنت کا

پلا ساقیا بادۂ جانفزا
کہ تحریر ہوتا سمان دوسرا

مگر ہو وہ سب زعفرانی شراب
اُٹھاتی بسنت اپنا اب بے نقاب

وہ ہوتا ہی اس ہند مین دھوم سے
سمان اُسکا سب قابلِ دید ہے

مہینا جو جاڑون مین ہی ماگھ کا
بسنت اُسمین ہوتا ہی جلوہ نما

ہی اس مہین جو پنچمین آخری
ہنود اُسمین کرتی ہین کیا کیا خوشی

انہین روزون مین اُسکا دورِ مدام
رہا کرتا ہے بانشاطِ تمام

یہ موسم جو ہی خوب اور دلربا
ہنودون کا تہوار یہ ہو گیا

بسنت آتی ہی جبکہ عشرت فشان
تو ہوتا ہے پیدا بسنتی سمان
دکھاتی ہی جلوہ بسنت اپنا جب
پہنتی ہین پوشاکین زرد اسمین سب
خوشی سی زن و مرد کر کی سنگار
بسنتی سمان کرتے ہین آشکار
لباسون کو سب جنپئی اور زرد
رنگا کر پہنتے ہین زن اور مرد
پھر احباب کو اپنی کرکے طلب
اور آراستہ کر کی بزم طرب
ضیافت کی ہوتی ہی بس دہوم دہام
مزےدار کھانون کا ہوکر نظام
کوئی توکری ہی بسنت اپنی گہر
کوئی گلستان مین کری ہی مقر
کوئی میہمانونکو کرکے طلب
خود اپنی مکان پر ہی کرتا طرب
بسنتی جو کرتی ہین بزم سرور
بسنتی بچہونی ہین بچہتی ضرور

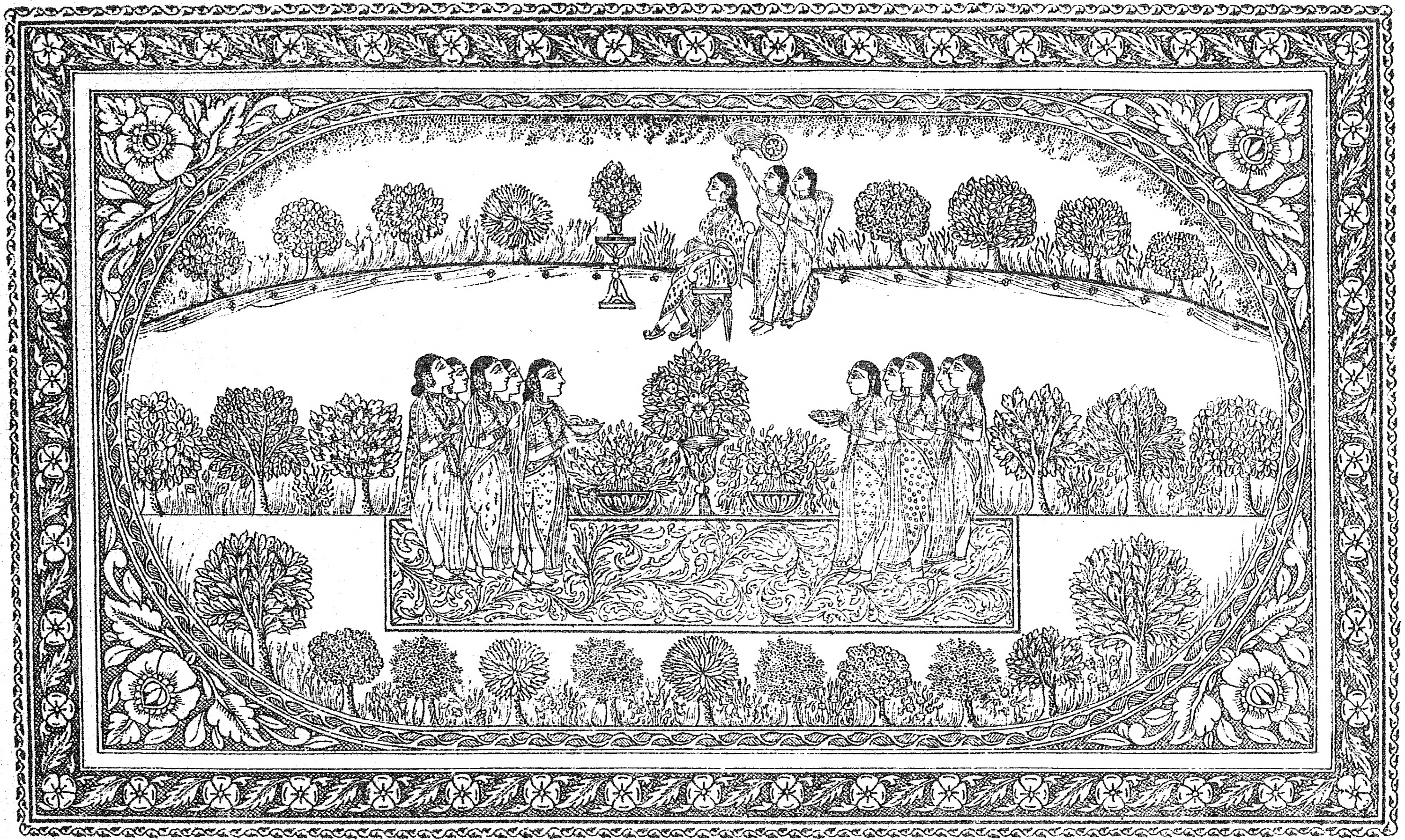

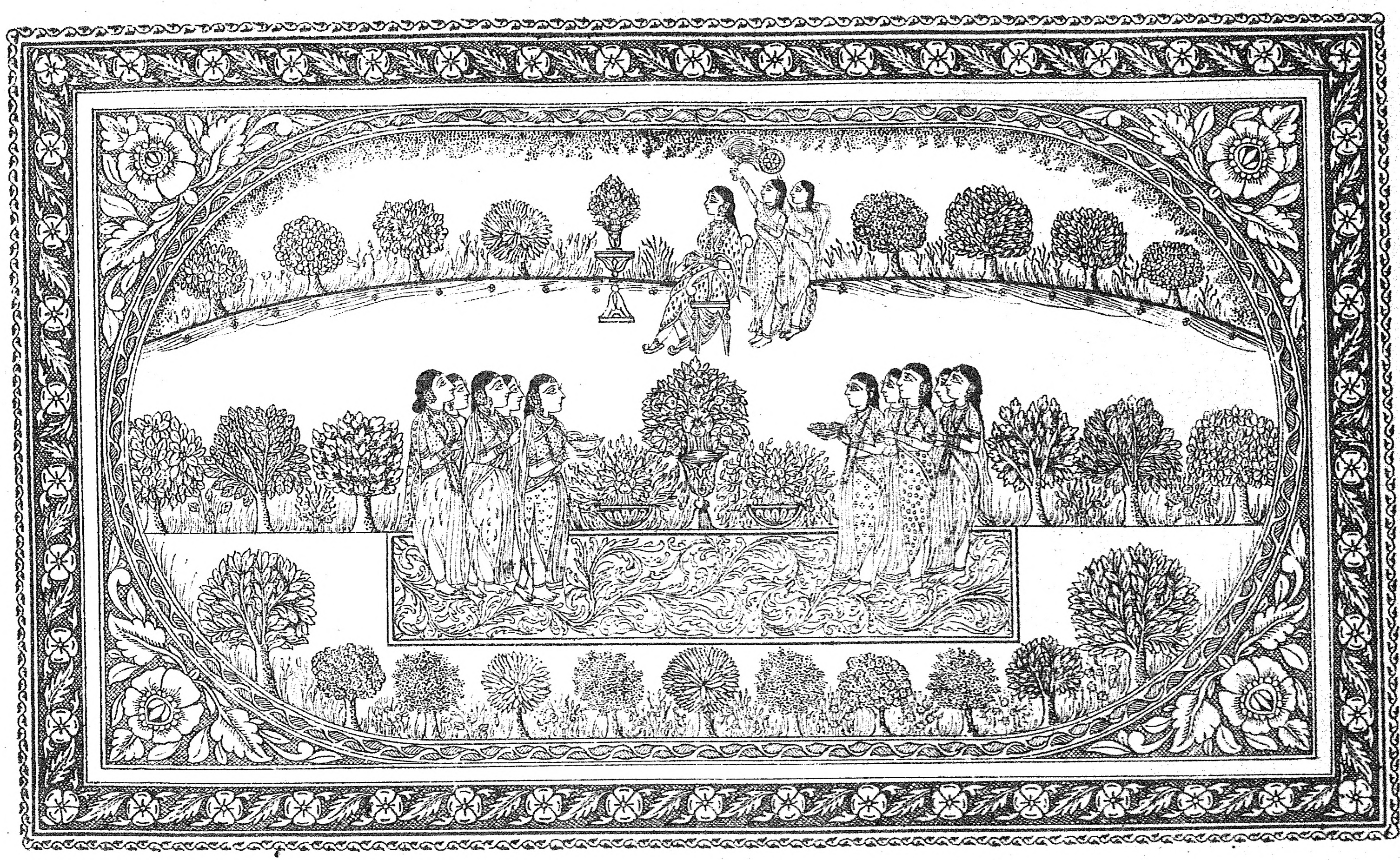

بچھاتی ہین جس جا بسنتی بساط   جماتے ہین وان بزم عیش و نشاط
پھر اوس بزم کو کرکے رشک بہار   بہم پیتے ہین بادۂ خوشگوار
وہ می پی کی سرمست ہوتی ہین جب   برقص و نغم میل کرتے ہین تب
وہان مجتمع ہوکے اہلِ نشاط   عیان کرتے ہین محفلِ انبساط
جو ہین نرتکارون مین چالاک و چست   وہ گروی بسنتی کرین ہین درست
ہی گروا بسنتے جو مشہور عام   سنو اصل اوسکی یہ ہی کسکا نام
وہ سرسونکی پھول اور برگ آم کی   منگا کر معہ بور کے باغ سے
ہری بالین گندم کی بھی تازہ تر   ملا کر بہم اونہین اور باندھکر
رکھین بیلتی چیزون مین ہین یہ سب   ہی گروا بسنتے اسی کا لقب

ہون اسطور سی گروی تیار جب
تو پھر ناچتے گاتی اہل کسب

امیرونکی محلونمین کرکے گذر
یہ گروی رکھین اونکی پیش نظر

وہان رقص و مجرا کرین خوب تر
پھر انعام لیکر پھرین اپنی گہر

ہو باڑونمین راجاؤنکے ازدحام
دسہرہ کی مانند ہو دہوم دہام

ہون قصرونمین اُنکی وہ تیاریان
کہ ہو جشن جم کا سا اوسجا سمان

لگین شامیانے جو ہر ایک جا
وہ ہون گیندئی اور بہت خوشنما

بسنتی ہی ہو فرش سارا وہان
جسی کہتی ہے تختۂ زعفران

عزیز و قریب اور سب خاص و عام
بسنتی ہی ملبوس پہنین تمام

ارا کین دولت بھی کل فرد فرد
کرین زیب تن وردیان زرد زرد

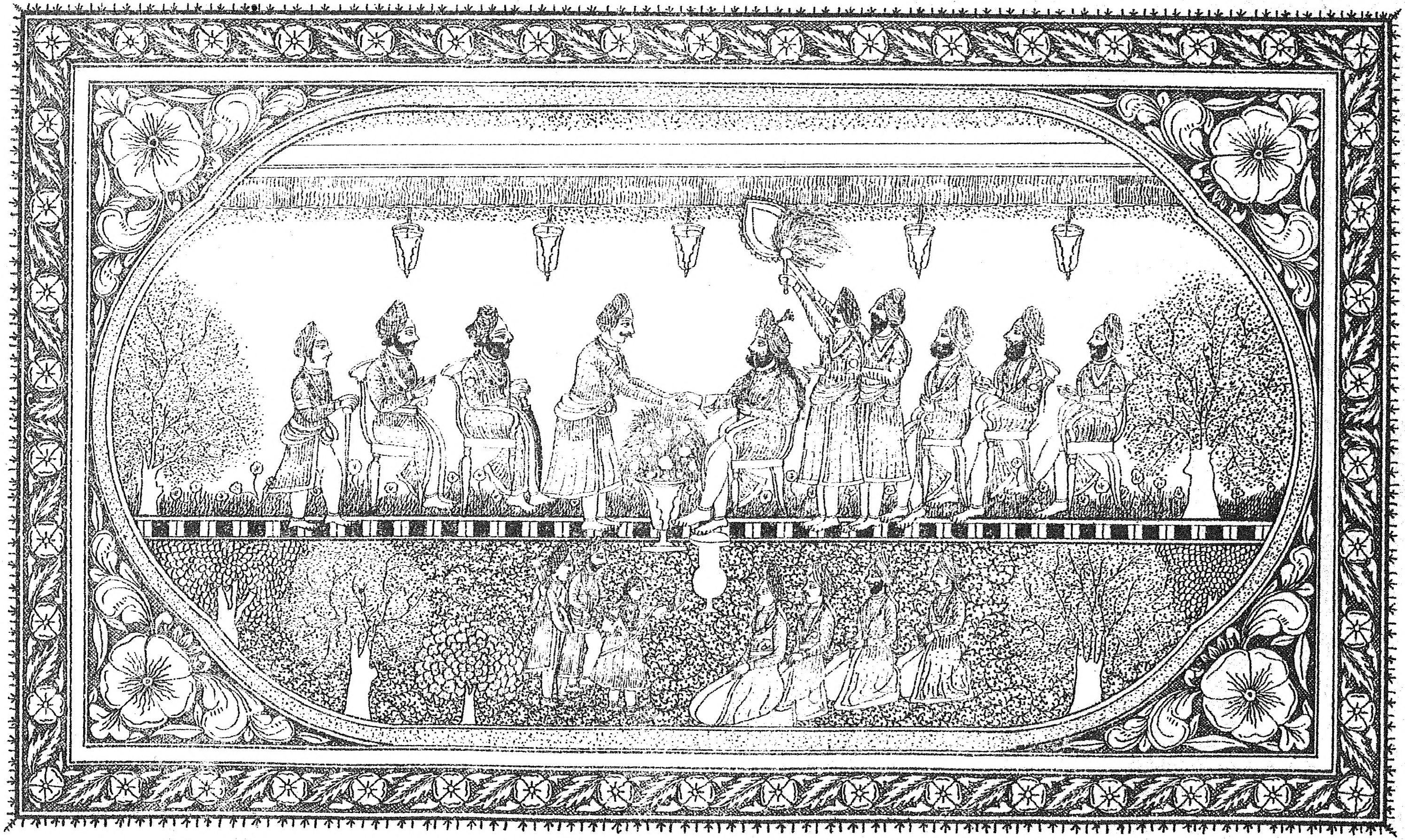

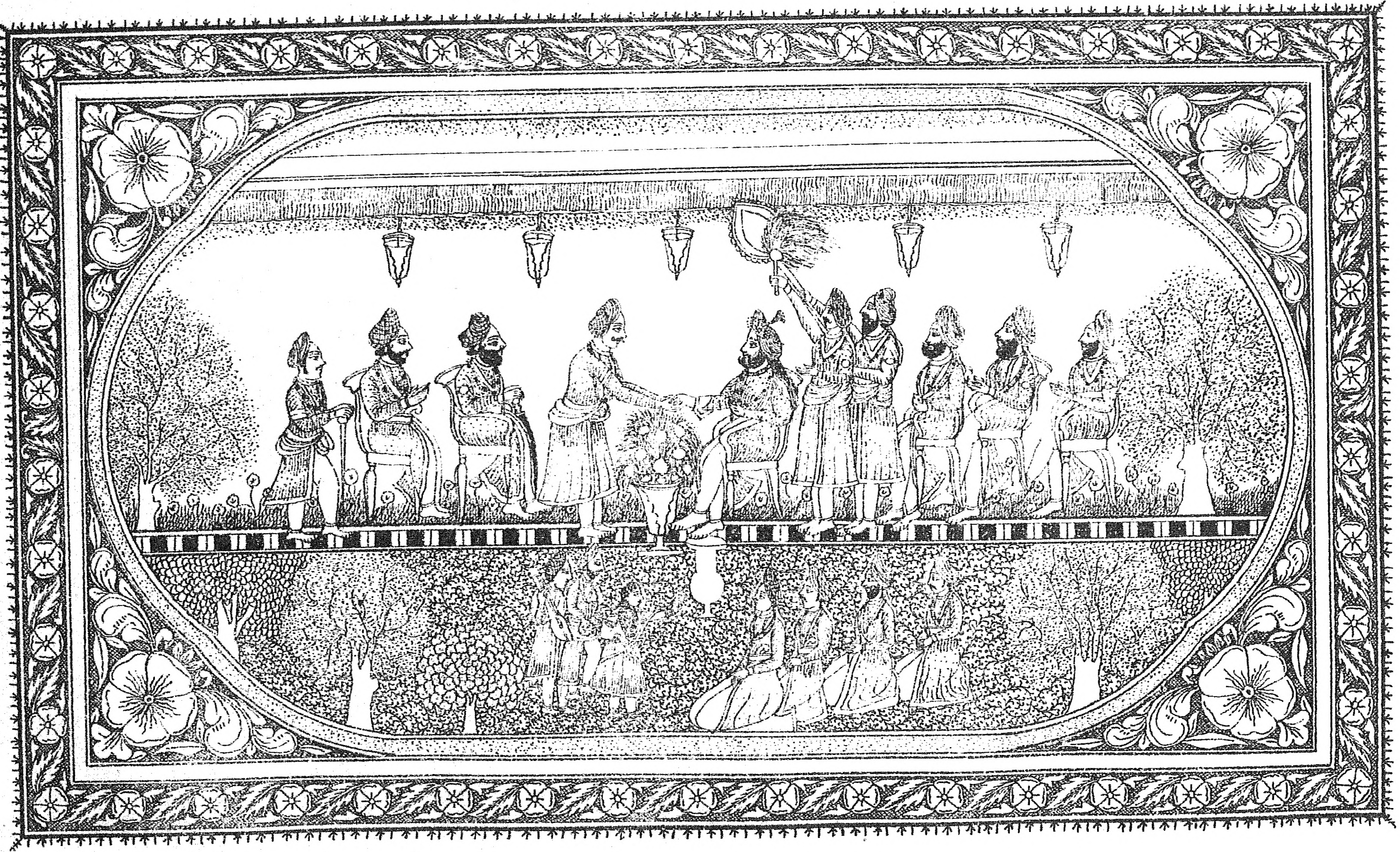

بسنتی ہی کیسونمین بہر بہر کی زر
پئی نذر لاتے ہین سب نامور

ہون حاضر جو دربار مین نامدار
کرین پیش راجہ کی نذر و نثار

ادا ہو چکی نذر کی رسم جب
تو پھر بیٹھین با قاعدہ سب کے سب

بندہی ناچ گانیکا پھر وان سمان
ہون جس سہی سیہ مست اور شادمان

طوائف پری پیکر و گلعذار
بسنت آکی گاوین بہت پُر بہار

مغنّی و رقاص و مطرب تمام
پئی رقص و مجرا کرین ازدحام

بجا کر وہ باجی بسنت ایسی گائین
زر و اشرفی خوب انعام پائین

ہو کچھ رنگ کا بھی وہان رنگ ڈہنگ
برای شگون کھیلین تھوڑا سا رنگ

کھلے زعفران اوآوی گلال
بھرین گاگرین سینیان اوتھال

رکھین سب یہ دربار مین لا کی جب ہوا اوسدم شروع اوس سی لہو و لعب
وہ کھیلین ہین رنگ اور اُڑا وین گلال مسرت کا جس سی عیان ہو کمال
یہ جب حسب معمول رسمین تمام ادا ہو چکین سب بصد اہتمام
تو ہون اہلِ دربار برخاست سب محل مین ہو پھر جلوہ گر راجہ تب
وہان رانیونکا ہو پھر ازدحام بسنتی پہنکر وہ جوڑی تمام
سب آ آ کی راجہ کو پھر گھیر لین وہ پچکاریان رنگ کی مار دین
بناز و ادا پھر وہ سب خوش جمال ملین خوب راجہ کی مُنہ پر گلال
پھر اوسوقت ہو ناچ گانیکی دہوم کرین نغمہ سنج آ کی وان بھی ہجوم
وہ گروی بسنتی لیے کسبیان پئی مجرا حاضر ہون آکر وہان

ملا سازونکو خوب ناچین وہ گت · بسنت اور ہولی کا کرکی نرت
وہ سازونکی سُر مین ملا کر صدا · بسنت ایسی گاوی ہر اک دلربا
کہ سب سیم تن وجد مین آن کر · عطا اونکو بیحد کرین سیم و زر
وہ لی لیکے انعام ہر دلربا · گھرون کو پھرین اپنی دیکر دعا
دکھا کر بسنت اپنی زیب و بہار · اور اک سال کا کرکی قول و قرار
ہوئی یان سی رخصت بصد عز و شان · دکھاتی ہوئی اپنی وہ آن بان
بسنت اب گئی چھوڑ کر دلمین خار · دکھاتی ہی ہولی اب اپنی بہار

بیان ہولی کا

پلا ساقیا جلد جام شراب · کہ مستون کا جلسہ قیم ہو شتاب

بسنت ابتو ہندوستان سی گئی   رہا ہوش مین اب نہ ہندو کوئی
وہ رہتی ہین بس ایک عشرہ خموش   پھر اُٹھتی ہین دن گیارہوین پرخروش
نظر آیا جس دم علم ہولی کا   تو بس سر پہ جن ہندوونکی چڑھا
یہ پھاگن کی پہلی کو تم جان لو   ہنودونمین یون رسم ہولی کی ہو
کہ اِک چوب کا گیڑا موٹا سا لین   اُسی جا کی چوراہی مین گاڑ دین
رکھا اوسکا ہولی کا ڈانڈا ہی نام   گڑا وہ رہے اِک مہینا تمام
ہو جب چیت کی پہلی شب تب ہنود   جلا کرین خاک اُسکا وجود
یہ جب جل چکی ہی تو سب باتپاک   اوڑاتی ہین سر پر بہم دہول خاک
وہ کیچڑ کی لوندی بہی ایک ایک   ہنسی چہل سی مارین ہین تاکر

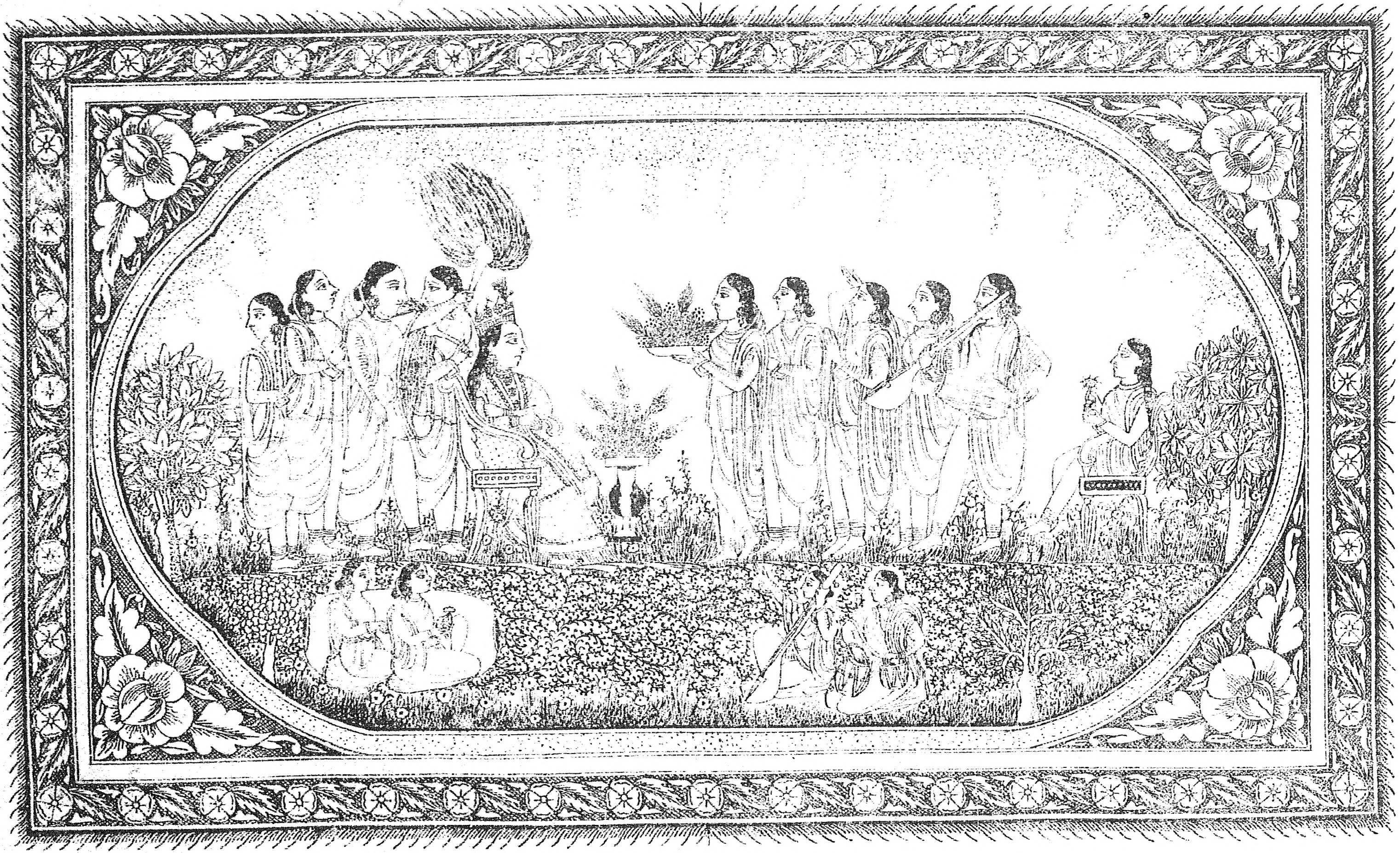

تماشی کا اِک سانگ ایسا بنائین کہ اِک شخص کو روسیہ کرکی لائین
گدہی کی سواری پہ کرکی سوار گلے مین پہناتی ہین جوتونکا ہار
لیی مورچہل گرد ستہرای کی وہ ہر لحظہ سر پر اُڑاتی ہوئی
پس ِپشت کثرت سے لڑکونکی غول بجاتی ہوی تالیان اور ڈہول
اس ہی شکل سی جابجا کو بکو پہراوین اُسی شہر مین چارسو
غرض ہوکی بدست سرشار سب گذارین ہین ہولی کا اک روز و شب
جمی رنگ ہولی کا روز دگر بہرین محفلین جابجا خوب تر
کسم اور ٹیسو تہا اور پتنگ منگا کر ملا کر بناتے ہین رنگ
ہین پُر کرتی گگرو نمین کیسر کا رنگ ہو صندل بہی آمیز کچہہ اوسکی سنگ

[illegible]

بہت سی ہری بانس بہی کاٹکر
بناتے ہین پچکاریان بیشتر
وہ بہر بہر کی پچکاریان سربسر
سرو سینہ کو مارین ہین تاک کر
کرین رنگ کی جنگ وہ ملکی سب
سمان رزم کا ہو بلہو و لعب
گلال ارگجہ قمقمہ اور عبیر
اڑاتی ہین بہم بلطف کثیر
طوایف کرین رقص اوس جای پہ
وہ ہولی کی گت ناچین آن آنکر
بجین ساز اور ہولیان خوب گائین
بتا کر نرت اوسکا اسکو جتائین
ہون جب رقص و نغمی سی مسرور سب
مئی ارغوانی کرین پہر طلب
ہون محفل کی ارباب سرمست جب
بناز و ادا کسبیان ٹہرکی تب
پکڑتی ہین دامن ہر اک شخص کا
طلب بیل کی جس سی ہو مدعا

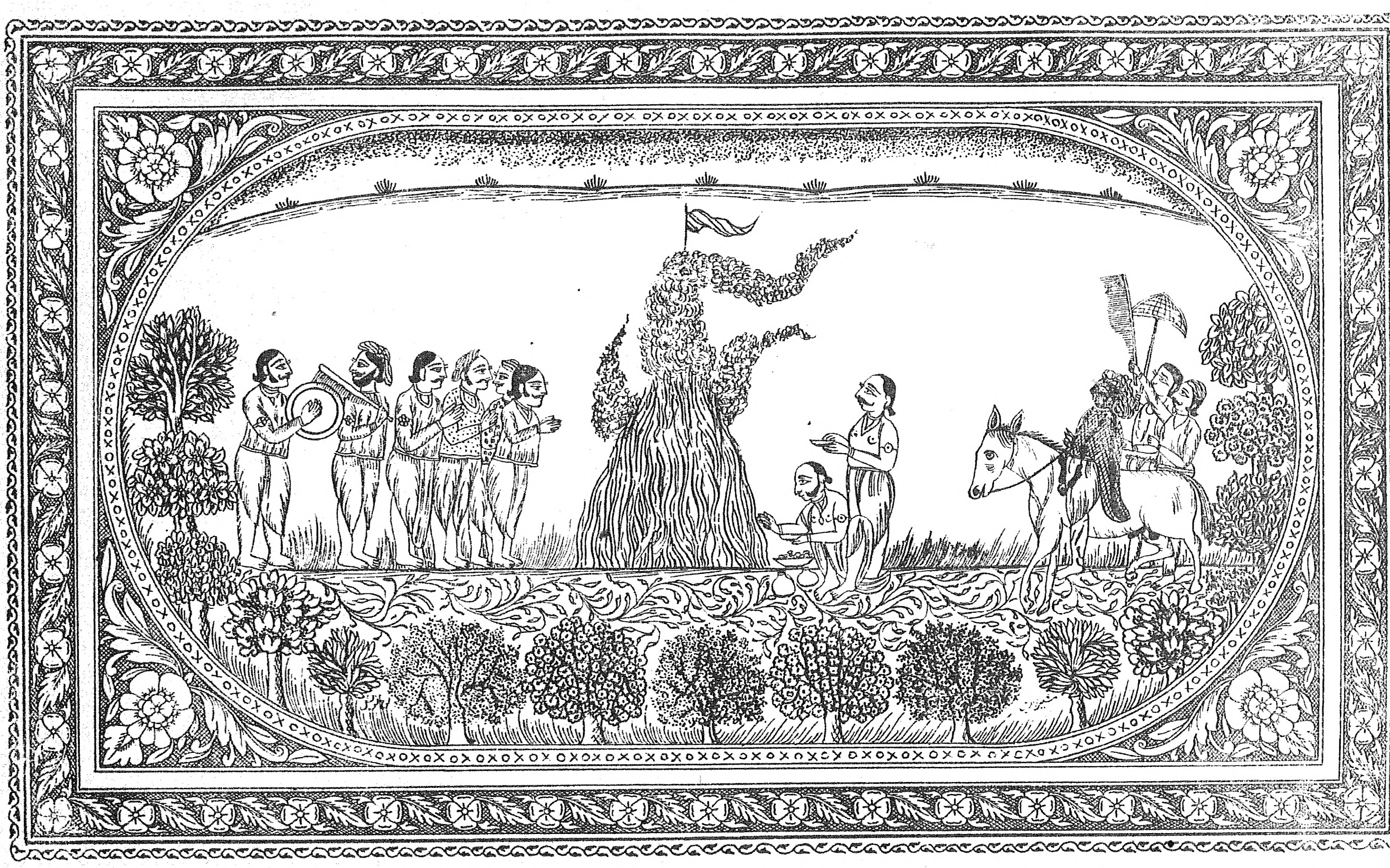

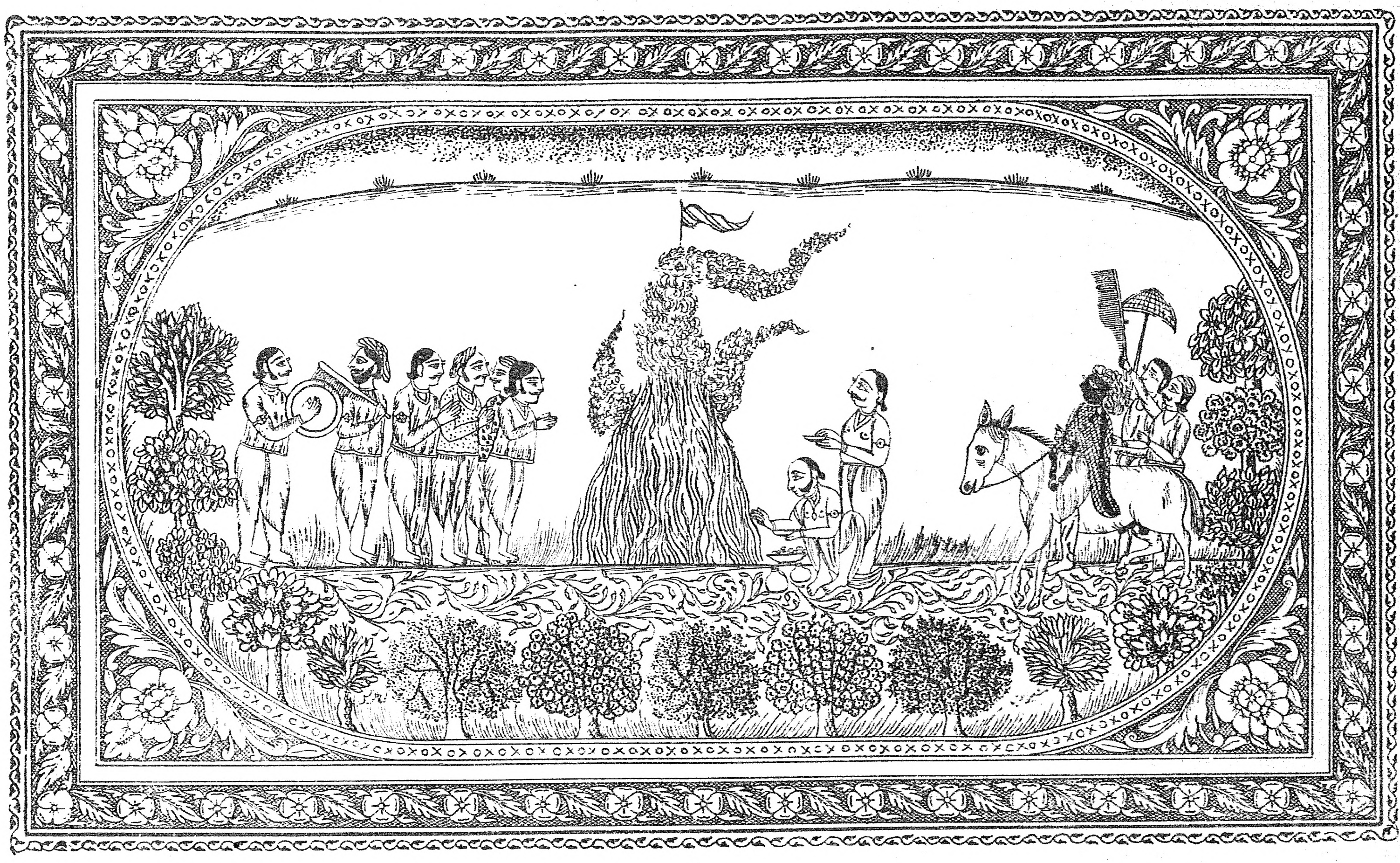

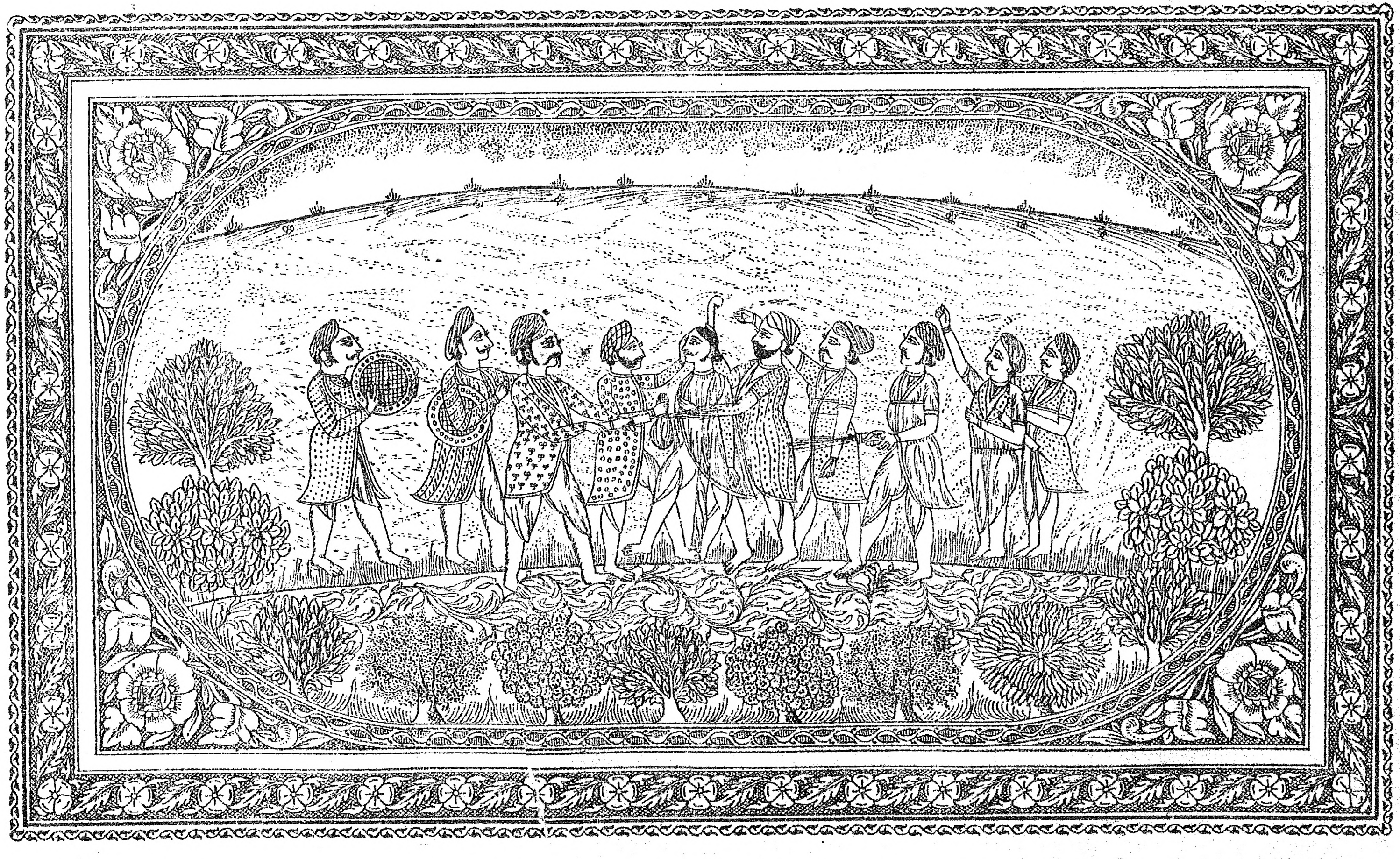

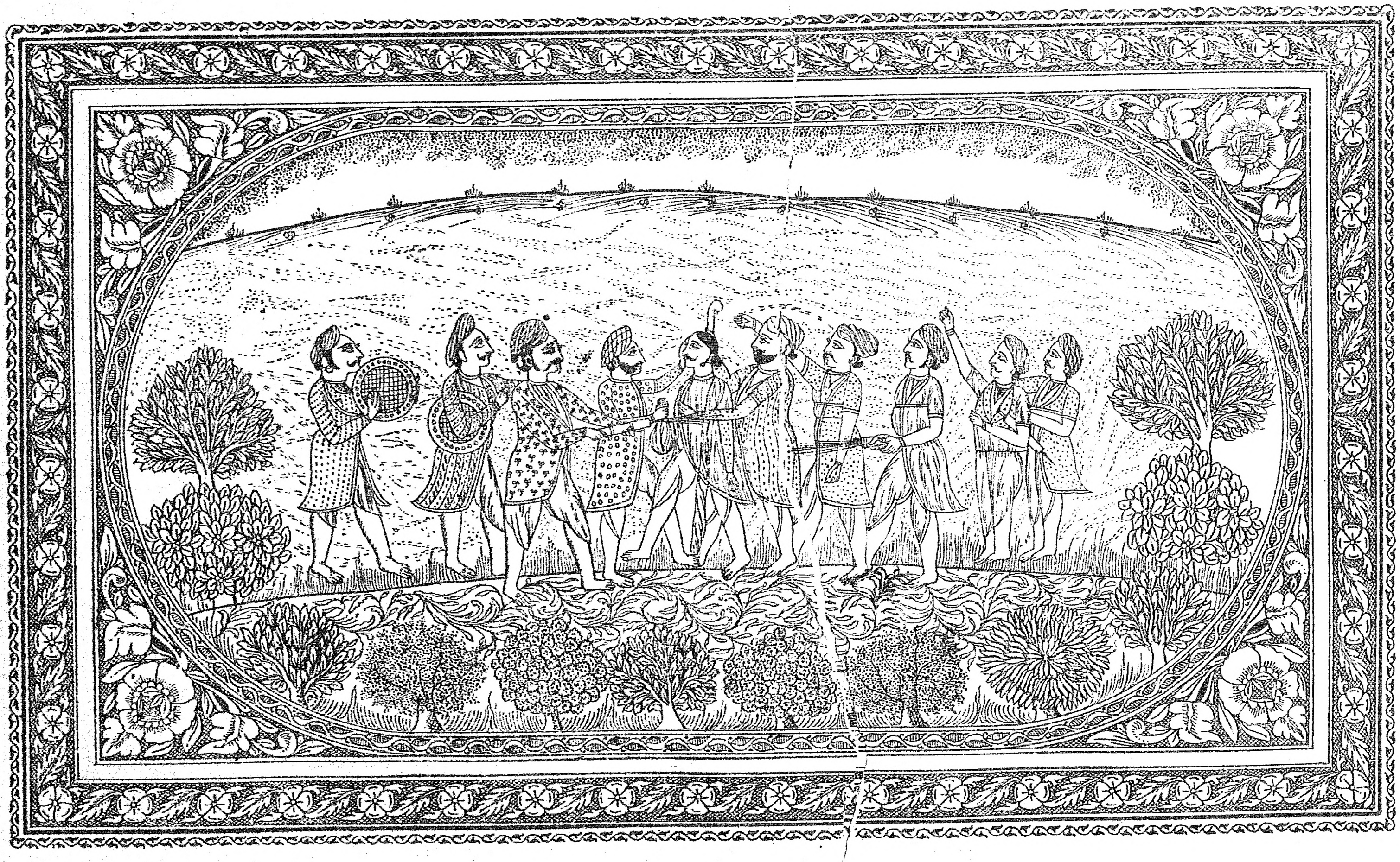

ہر اک شخص اونکو خوشی با خوشی
عطا کرتا ہی روپیہ اشرفی

کوئی مست ہوکر ہی کہتا کبیر
نہ دیکھے امیر اور نہ دیکھی فقیر

ہو راجاونکی باڑون مین ازدحام
فراہم ہون رحمبٹ ارا کین تمام

عزیز واقارب بہی سب ہجے کی سنگ
زبان بہاکا
بلطف وخوشی کھیلین راجہ سی رنگ

وہ راجاون سی رنگ کو کھیل کر
بہت پاتی پہگوی مین ہین سیم و زر

اودہر محلو نمین رانیان بہی تمام
بپا کرتی ہین اک عجب دہوم دہام

بہم رنگ کھیلین ہین وہ گلعذار
عیان ہوتی ہی جس سی طرفہ بہار

کہڑی ہوتی ہین لیکے پچکاریان
مقابل مین ہوتی ہین متواریان

کوئی ماری پچکاری یون تاک کر
کہ دہار اوسکی جا کر پڑی سینی پر

کچون پر لگین قمقمے بیشمار
ہو ہر سمت سے اونکی بہی خوب مار
عبیر ارگجہ اور ابرک گلال
اوڑے اسقدر ہی بجد کمال
کہ چہپ جائی ہی اوس سی وانکی زمین
نظر آئی ہی پہر وہی ھر کہین
بلند اوڑکی ہو کر ہوا سی گلال
تو ہو نیلگون آسمان سارا لال
وہ میراسنین کسبیان دلنواز
ملا کر سر و نین تمام اپنی ساز
خوش آوازی سی جو لیان گاتی ہین
وہ گت تال پر ناچتی آتی ہین
وہ آوازین اونچی سر و نین لگائین
کہ سنکر اونہین زہرہ کی ہوش جائین
پہونچکر وہ پنچم پہ با آن و بان
ادا کرتی ہین گٹکری پلٹہ تان
لگاتی ہین ٹپہ ایسی انداز ہی
کہ گونجی ہی چرخ اونکی آواز سی

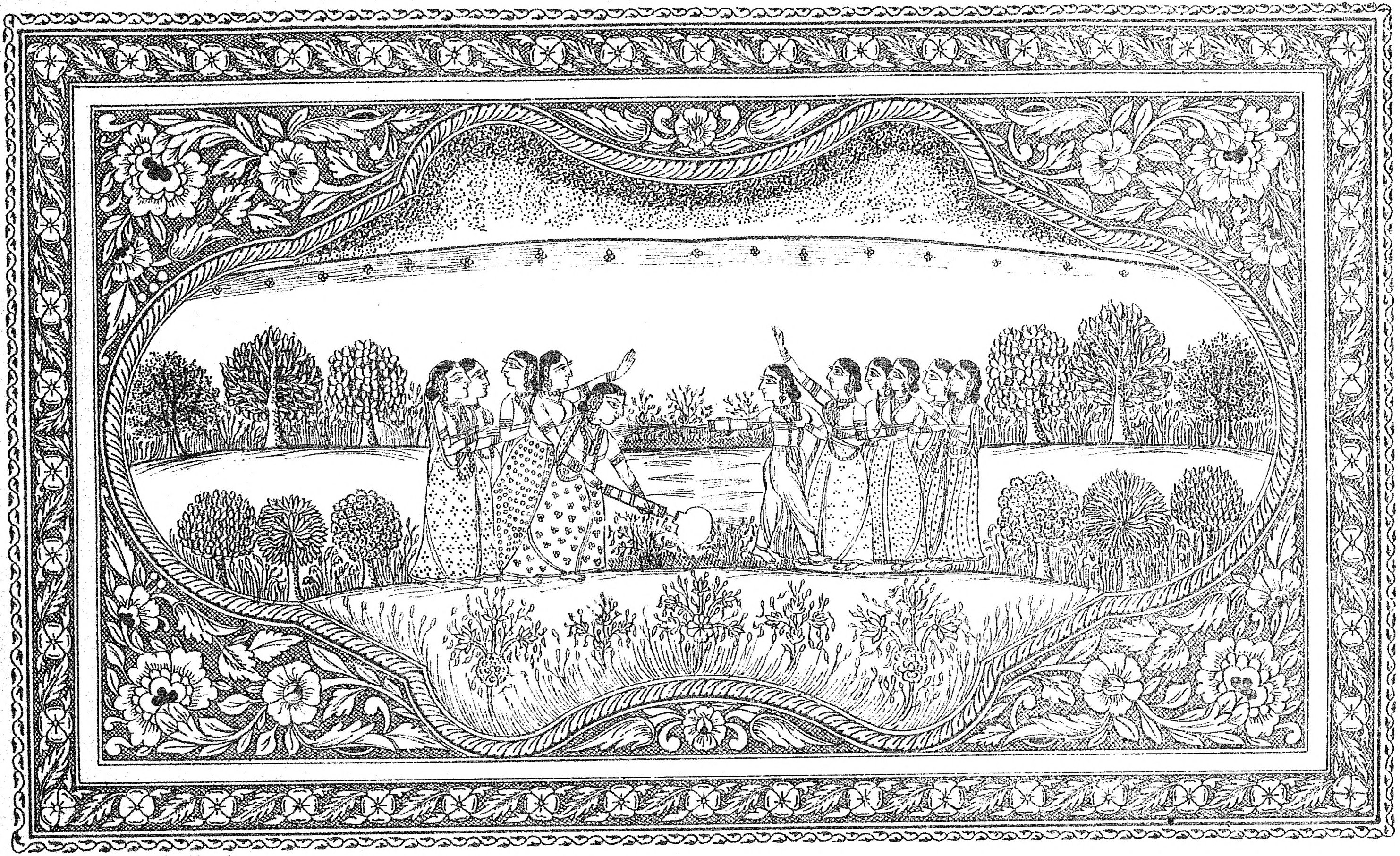

بتا کرتہ اوسکا سبکو رجہائین
ادا ناز و غمزہ کرشمہ دکھائین

بہت ہوکی خوش اپنیان پہراونی ہین
دو شالون سی خلعت عطا کر دی ہین

عنایت سی راجاؤنکی بیشتر
وہ پاتی ہین بالی سراسر گُہر

ہر اک اہلِ محفل سی بہی پاتی ہین
زر و سیم اتنا کہ خوش آتے ہین

رہے تین دن تک بہت ازدحام
ہر اک ہندو کی گہر مین ہو دہوم دہام

غرض تین دن اور بہی تین شب
ہین رہتی کہ و مہ سیہ مست سب

کرین گشت ڈوبی ہوی رنگ مین
نہین فرق کرتی ہین اس ڈہنگ مین

مگر چوتہی دن جو ہین اُنمین نجیب
اُنہین ہوتی ہی ہوشیاری نصیب

اور انیس دن تک رذیلونکی یان
بہنی سوانگ اور ناچین ہین ائیان

بنی بہر تری بہنگیو نکے یہان
نچاتی پہرین ہوئی بہی رائیان

اسیطرح سائیس بہی رات بہر
بجاتی ہوئی دف پہرین دربدر

بہت پی کی دارو وہ سب بدصفات
بسر کرتی گاگا کی ہین ساری رات

بہت دادرے لاونی ہولیان
وہ کثرت سی گاتی ہین خورد وکلان

وہ ہر شب کو دہنا ہر اک در پہ دین
اور انعام لیکر وہان سی ٹلین

جب اسطرح سی ہولی کی رسمین سب
ادا کر چکین ہند مین ہندو سب

ہو بعد اسکے بس میلہ گنگور کا
سمان ہولی کا ختم اسپر ہوا

جو ہونی تہی ہولی وہ سب دہوم دہام
نہین باقی اب کوئی اسمین کلام

نہین ہوتا پنج مہ بالیقین
کوئی میلہ یا اور جلسہ کہین

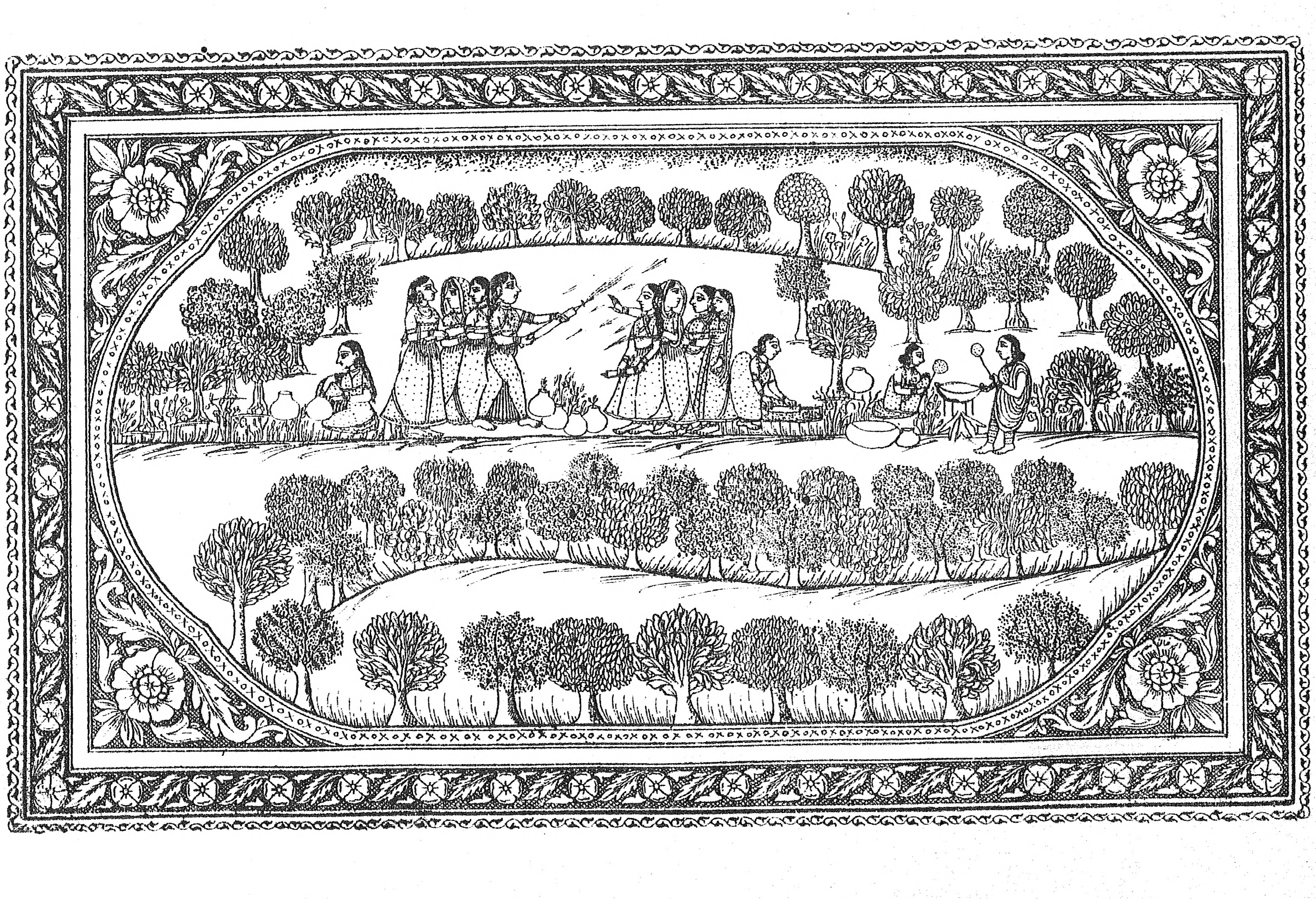

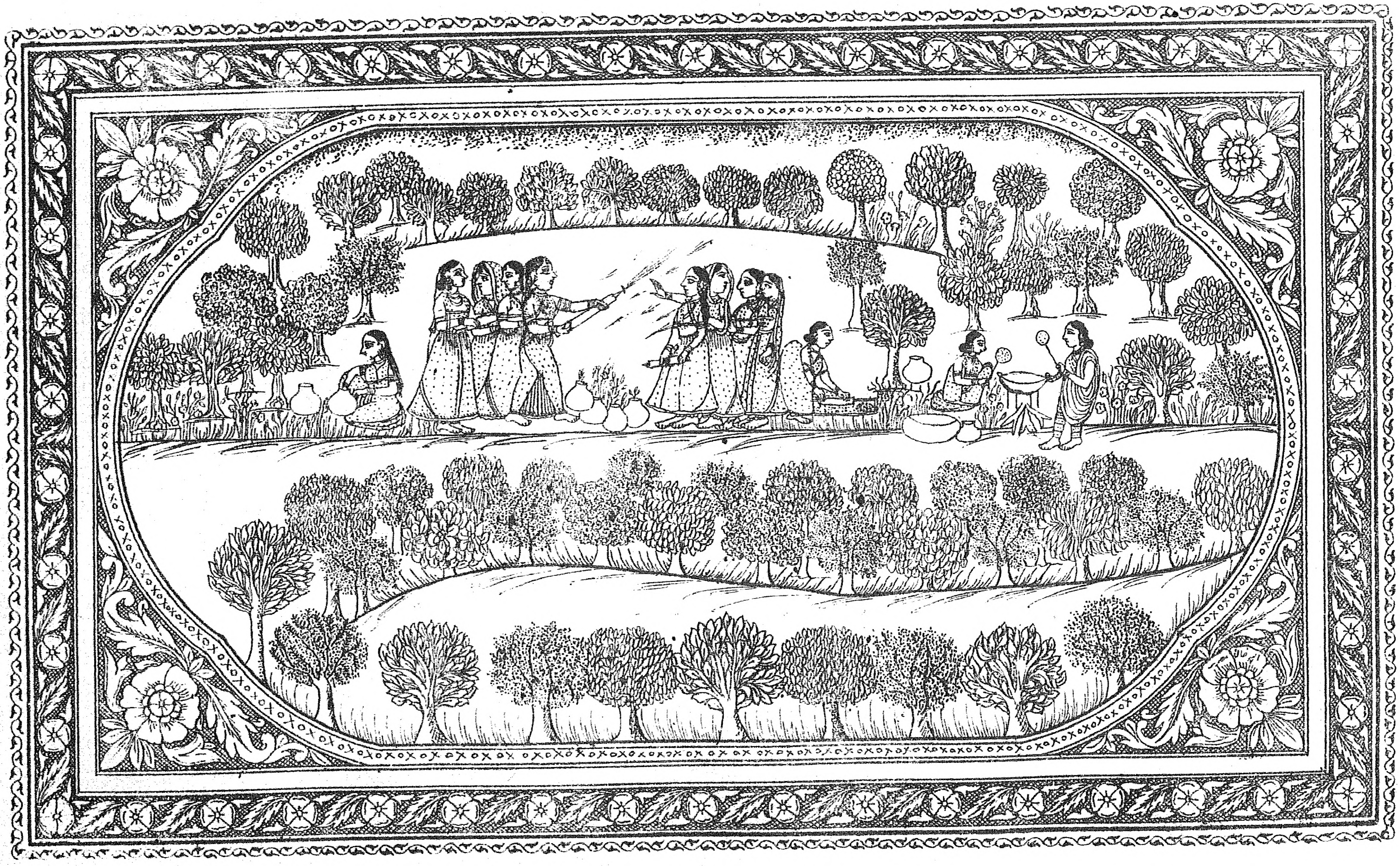

ہوی ختم ہولی کی اب گفتگو
مگر دل کو پیدا ہوئی جستجو
کہ ہو کوئی جلسہ رقسم اور بھی
کہ تا نوع دیگر ہو کچھہ دل لگی
تجسس بہت کر کی حاصل کلام
نکالی بس اک میلی کی دہوم دہام
اسی بھی نہ خالی سمجھہ لطف سے
یہ میلا بھی ہی قابل دید کے

سمان ساون کا

چلے آخری دور سے ساقیا
کہ تہوار اک اور باقی رہا
سناؤن تجھی اوسکا بھی کچھہ بیان
کہ ہوتا ہی اسمین بھی جیا سمان
کرین ہین ہنود اسمین مجمع کثیر
وہ ساونکا ہوتا ہی روز اخیر
گذرتی ہین وان صغیر و کبیر
شریف و رذیل اور امیر و فقیر

وہ ہاتونمین ہین باندہتی راکھیان
سمجھکر اوسی بہترے کا نشان

بیان اسکا بہی مجہسی اب تم سنو
کہ یہ نام کسکا ہی ای دوستو

کسی کہتی ہین راکہی کیا چیز ہی
وہ کس شی سی اور کسطرح سی بنی

یہ ترکیب رکہی ہی اوسکے لئی
کہ ہون تاگی ریشم کی یا سوت کے

ہر اک رنگ کا تاگا باہم ملائین
وہ باریک بل دیکی ڈوری بنائین

وہ مقیش وریشم کی بہی چند تار
ملا کر اوسی کرتے ہین تابدار

سلیقہ شعار اور باریک بین
پرو دیتی ہین موتی بہی تین تین

ہر اک دانے پر پہندہنا مقیش کا
بندہی خوشنما اور بہت جگمگا

جو پٹوون کا رکہتی ہین پیشہ یہان
بناتی ہین سانون مین یہین راکہیان

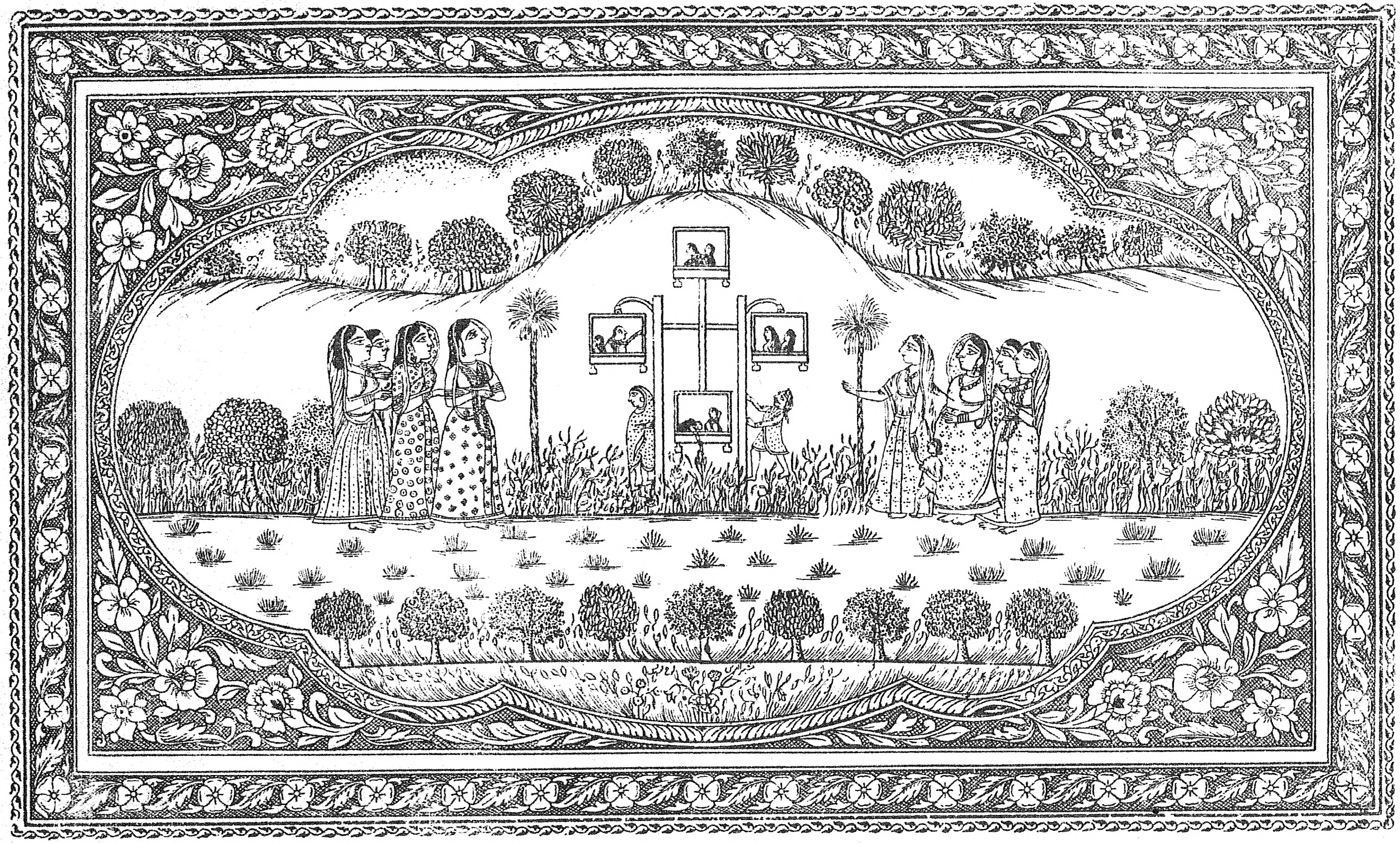

وہ ہی دستبند اصل مین تابدار
ولی راکہی کہتی ہین اوسکو گنوار
سنو رسم سالونکی تفصیل اب
کہ پونونکی دن ہند کی ہندو سب
خوشی سی کرین راکہیان زیب دست
کرین بعد ازان دان پُن بت پرست
برہمن پہرین باندہتے راکہیان
بہت پیسہ غلہ ہی ملتا وہان
دکانون پہ پٹونکی ہو خوب دہوم
خریدارون کا ہو نہایت ہجوم
پہرین مول لیکر وہ جب راکہیان
تو تیاریان پہر کرین ہندنیان
وہ شیرین پکوان اور پہینیان
رکہین ہین یہ سب تہالونکی درمیان
اونہین تہالونمین رکہکی سب راکہیان
گروہ اپنی بس باندہکر ہندنیان
بہن بہانجی بہائی مامونکی یان
وہ جاتی ہین لیکے سب راکہیان

بہن بہائی کی راکہی باندہی ہی جب
اوڑہاتا ہی چنری اوسی بہائی تب

زر و سیم بہی کچہہ سوا چنری کی
جہگڑ کرہی لیتی بہن بہائی سے

وہ راکہی کی بندہوائی کا نینگ جب
بہن بہائی سی لیچکے خوب تب

تو پہر ناچ گانی کی ہوتی ہی دہوم
ہر اک گہر پہ ہو ہندنیون کا ہجوم

وہ ساونکی گیت اور ملہارین تمام
ہون ڈہولک پہ گاکی سب شاد کام

کوئی جہولکر جہولا بنجارہ گائی
کوئی منگا دو کہانڈا گا کر سنائی

اسیطرح رہکر چُہل رات بہر
ہو سامان میلی کا وقت سحر

نکالین ہین اس میلی کی درمیان
ہری پیلی اور خوشنما بہجریان

سنو بہجریونکی بہی شرح وجود
کہ سانون سی اک ہفتہ پہلی ہنود

وہ دونون بہربہر کی مٹی سیاہ
ہین گندم کو بوتی جہالت پناہ
وہ دانی ہون روئیدہ جب خوب تر
ہو سرسبزی شادابی بہی جلوہ گر
اونہین کہتی ہین ہندین بہجریان
نکلتی ہین یہ دہوم سی خوب یان
یہ ساون کا تہوار بس ہند مین
بڑی جوش سی کرتی ہین عورتین
ہو آراستہ میلی کے درمیان
فراہم بہت ہوتی ہین ہندنیان
وہ سب سُرخ اوڑہکر چنریان
سرون پر بہی رکہی ہوئی بہجریان
مٹکتے چٹکتے ہر اک دلربا
وہ گہونگٹ کی پٹ سی دکہاتی ادا
دکہاتی ہوئی وہ کمر کی لچک
چلی آتی ہین میلی مین بیدہڑک
وہ میدان مین باندہکر اپنی غُول
وہ گاتی ہین منگا دو کہانڈی کی گُول

رکھین درمیان اپنی پہر بھجریان
پہرین گرد اوسکی ہین سب ہندنیان

بجا چٹکیان تالیان ناز سے
دین راچہاڑی گرد اونکی انداز سی

ہون فارغ وہ جب ناچ گانی سی تب
تو دریا کی جانب چلی جائین سب

پہونچکر وہان پر وہ سب ہندنیان
ڈبو دین ہین پانی مین کل بھجریان

پہر اونکو ڈبو کر پہرین رات کو
اوسی وقت میلہ بہی برخاست ہو

یہ تہوار بہی ہو چکا سب تمام
تمہین شاد رکہی خدای انام

بیان خوبی کی ساتھ آئین و رسم
ہوا کشورِ ہند کا جملہ ختم

ہوئین یعنی اس ہند کی خوبیان
باآئینِ شایستہ زیب بیان

اب اوصاف شاہانِ ہندوستان
رقم کرتا ہی خامۂ دو زبان

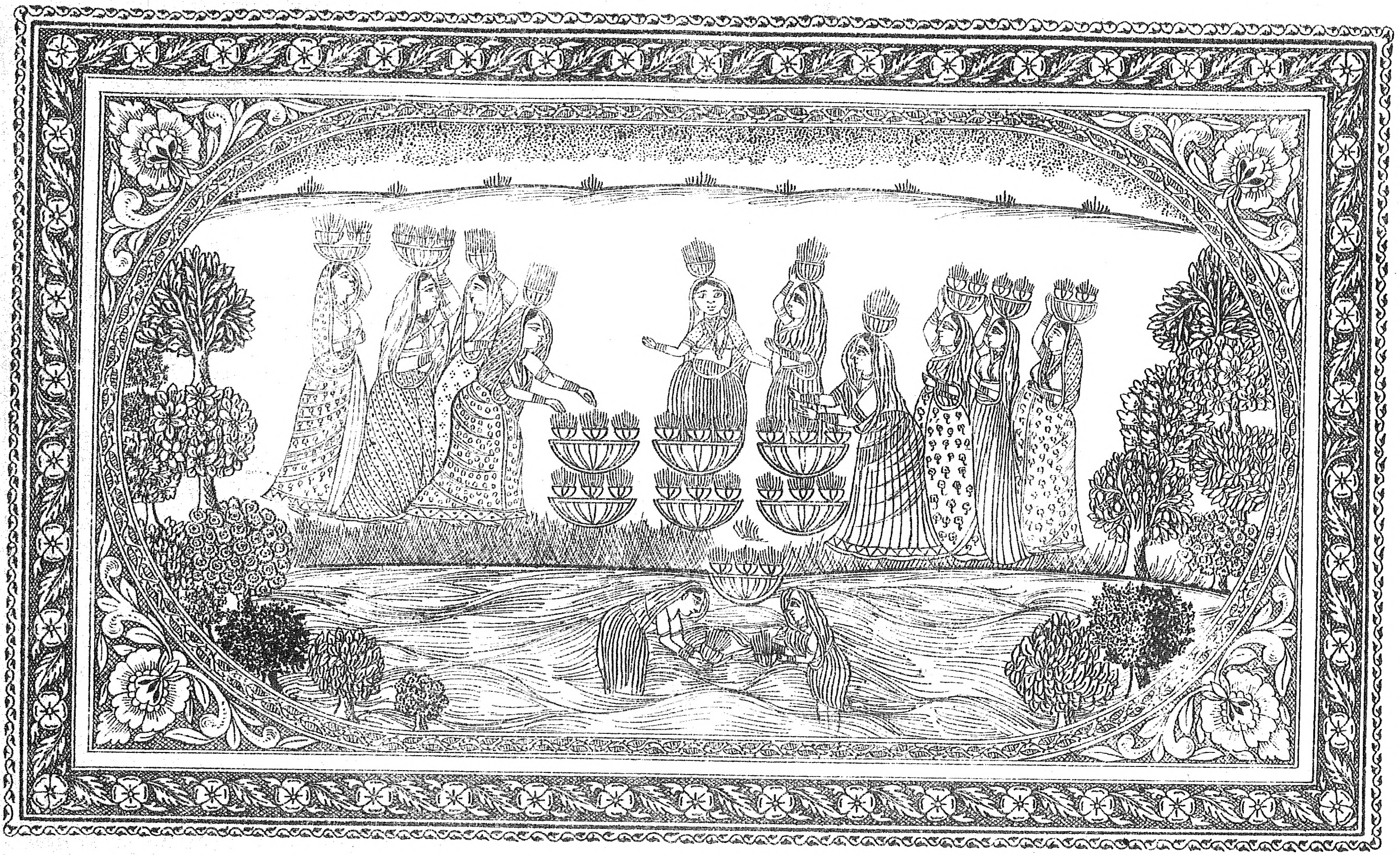

مثل یہ سنی سب نے ہی بالیقین   کہ ہوتا ہی حسن المکان بالمکین
کیا اسکی مضمون نی یہ اقتضا   کہ تاریخی احوال صدق انتما
لکھا جای اون شہریارونکا اب   رہا ہند زیر نگین جنکے سب
غرض اب سمندِ قلم کی عنان   مڑی جانبِ ملک وصفِ شہان
ہی لازم کہ کچھہ عظمت وعزوشان   تگ توسنِ خامہ سی ہو عیان

توصیف شاہان ہندوستان

مجھی ساقیا دی بس اب جامِ جم   کہ شاہونکی محفل مین رکھون قدم
ہی خوبی مین مشہور ہندوستان   یہان پہلی تھی حکمران ہندوان
جگا کشور ہند کا جب کہ بخت   ہوا اہل اسلام کا جای تخت

بجا اوسمین ڈنکا جب اسلام کا — تو ہمسر ہوا روم اور شام کا
عیان ہی ہر اک شخص پر اسکا حال — کریگا نہ اسمین کوئی قیل و قال
ہین آگاہ اس سی صغیر و کبیر — امیر و فقیر اور برنا و پیر
کہ ہی شہر دہلی جو عظمت نشان — وہ ہی وسط اقلیم ہندوستان
تھی اوسمین جہان ہند کی تخت گاہ — ہوئی وان پہ تیمور کے بارگاہ
فلک مرتبت اوسکی تھی بارگاہ — کلس اوسکا شوکت مین تہا رشک ماہ
قناتین کہچین تہین کئی میل تک — نظر وان پہنچتی نہ تھی یک بیک
وہ خیمی تھی اور شامیانی بروج — بروج فلک پر تہا جنکو عروج
کہچا اور تنا صاف ہر ایک تھا — کوئی مخملی کوئی بانات کا

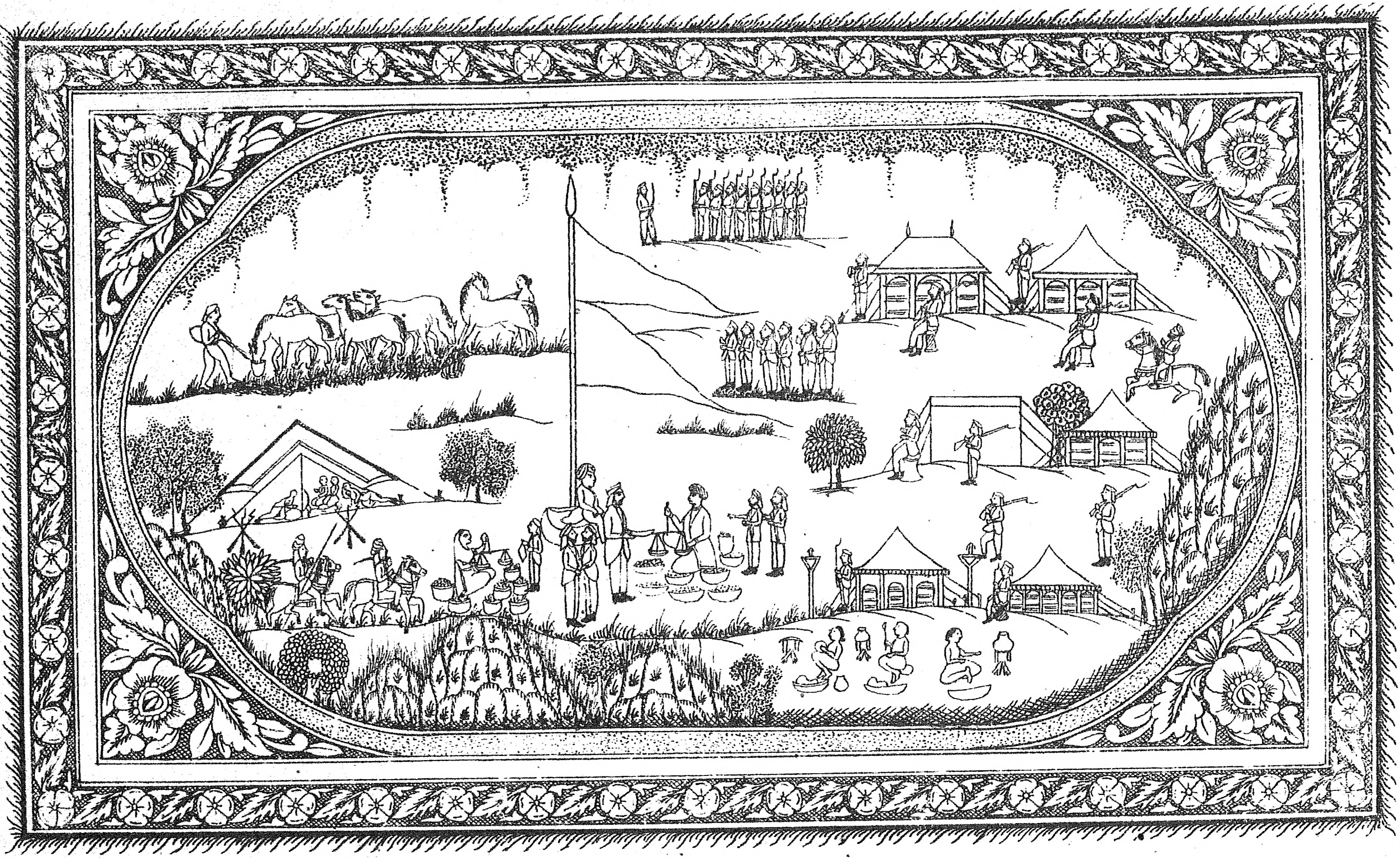

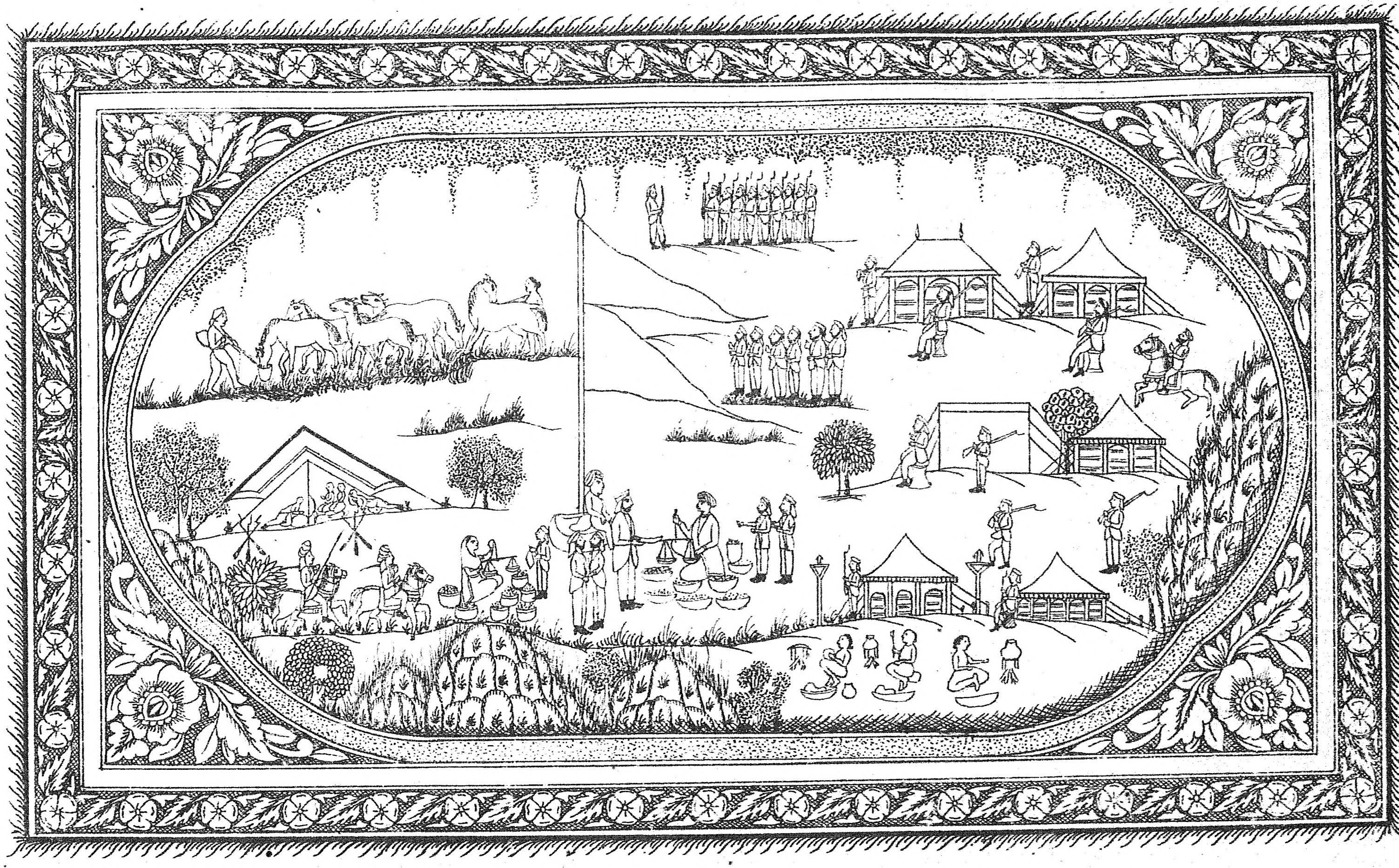

صدق البیان از ناصر

22983

حشم اور خدم کا جہان تہا مقام   لگین پلٹنین راوٹی تہین تمام
ہوی ڈیری اور خیمی استادہ جب   لگی چین سی لشکری رہنی تب
تہا بازار بہی ایک جانب لگا   لگا اوسمین انبار ہر جنس کا
ہو جس چیز کی خواہش اور آرزو   ملی حسب دلخواہ بی جستجو
اِس آئین سی جب ہوا اہتمام   اور اوترا قرینی سی لشکر تمام
بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ   ہوا رونق افروز تیمور شاہ
جو تہا عازمِ ملک گیری وہ شاہ   تہی کثرت سے ہمراہ فوج و سپاہ
لڑائی کا سامان سب تہا درست   جوانان لشکر تہی چالاک و چست
جو تہین رجمٹین پلٹنین بیشمار   پریٹ اور قواعد مین سب ہوشیار

۱۳/ ۵ ۱۹۸
ن ا ص

بہت بڑی جنگی اسی شانکی تھی توران اور ملک ایرانکی
پیادہ ہر اک ایسی رکہتا تہا شان کہ لرزندہ تہی جس سے رستم کی جان
وہ پلٹن تلنگونکی جو کہی کہڑ عجب شان و ہیبت تہی اسمین بہری
جب آئی وہ ترکونکی پلٹن نظر ڈرا ترک گردون جسے چرخ پر
جو جرار تہی پلٹنون مین جوان وہ توپونکی تہی ساتہہ بافرو شان
وہ تہا توپ خانہ جو ہمراہ فوج روانی مین تہا جیسی دریا کی موج
ڈہلی اور برنجی تہین توپین تمام بنی روس و لندن کی تہین لاکلام
گرانبار تہا ساتہہ وہ میگزین تہی جنبش مین صدمی سی جسکی زمین
سواران رجمنٹ تہی سب باوقار شرافت شجاعت مین سب نامدار

دلیر و شجاع و تہور شعار
جری اور بہادر تھا ہر عہدہ دار
جو کپتان و جرنیل و کرنیل تھی
شجاعت شعار اونکی ہم سیل تھی
زرہ اور دستانہ خود و سپر
تھی زیبندہ ہر اک کے جسم پر
تہمتن صفت تھے قوی پہلوان
پھکیت اور پٹے باز بنّوٹ دان
تھا جو رنگ مین اونکا وہ صاف ہاتھ
کہ کٹجاتا مرکب تہا راکب کے ساتھ
فراغ ز سہراب و اسفندیار
جو ہوتی مقابل تو ہوتی فرار
ہر اک زور مین رستم روزگار
نبرد آزمائی مین سب ہوشیار
مثال کواکب جو تھی فوج شاہ
تھی سردار سب اوسکی ذیشان وجاہ
لئی فوج ساری باعزاز و جاہ
ہوی بستہ صف حاضر بارگاہ

اونہین دیکھکر با سرو برگ وجاہ
ہوا زیب اورنگ تیمور شاہ

سر تخت شہ ہو کی بس جلوہ گر
ہوا مایلِ مشورت تاجور

وزیران دانا کو کر کے طلب
کہا جنگ مطلوب خاطر ہے اب

دکھاؤن ذرا زور تلوار کا
نرکھون یہان دخل کفار کا

ہی کافر یہانکا جو راجہ کبیر
وہ ہو کشتۂ تیغ دینِ منیر

ملی دولت و حشمت و تخت و تاج
ہوا اسلام کا ہند مین خوب راج

ترقی یہ ہو مال و ملک اور دین
ہو ہر طرح سی بہتری بالیقین

سُنا دو یہ فرمان اب فوج کو
کہ ہان عرصۂ جنگ کے راہ لو

لقب جس زمین کا ہی یان رزمگاہ
پُہنچ جای وان جلد جنگی سپاہ

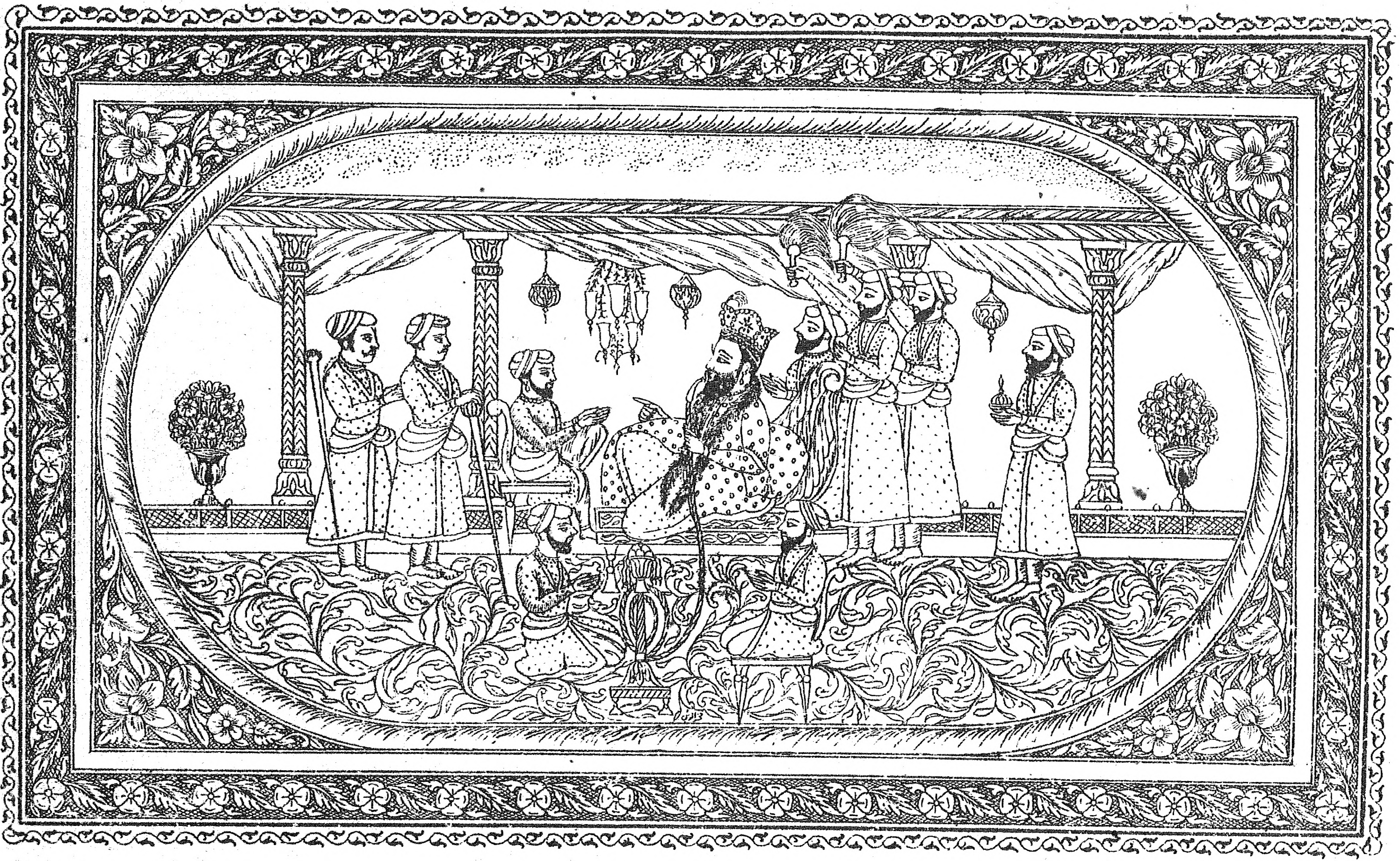

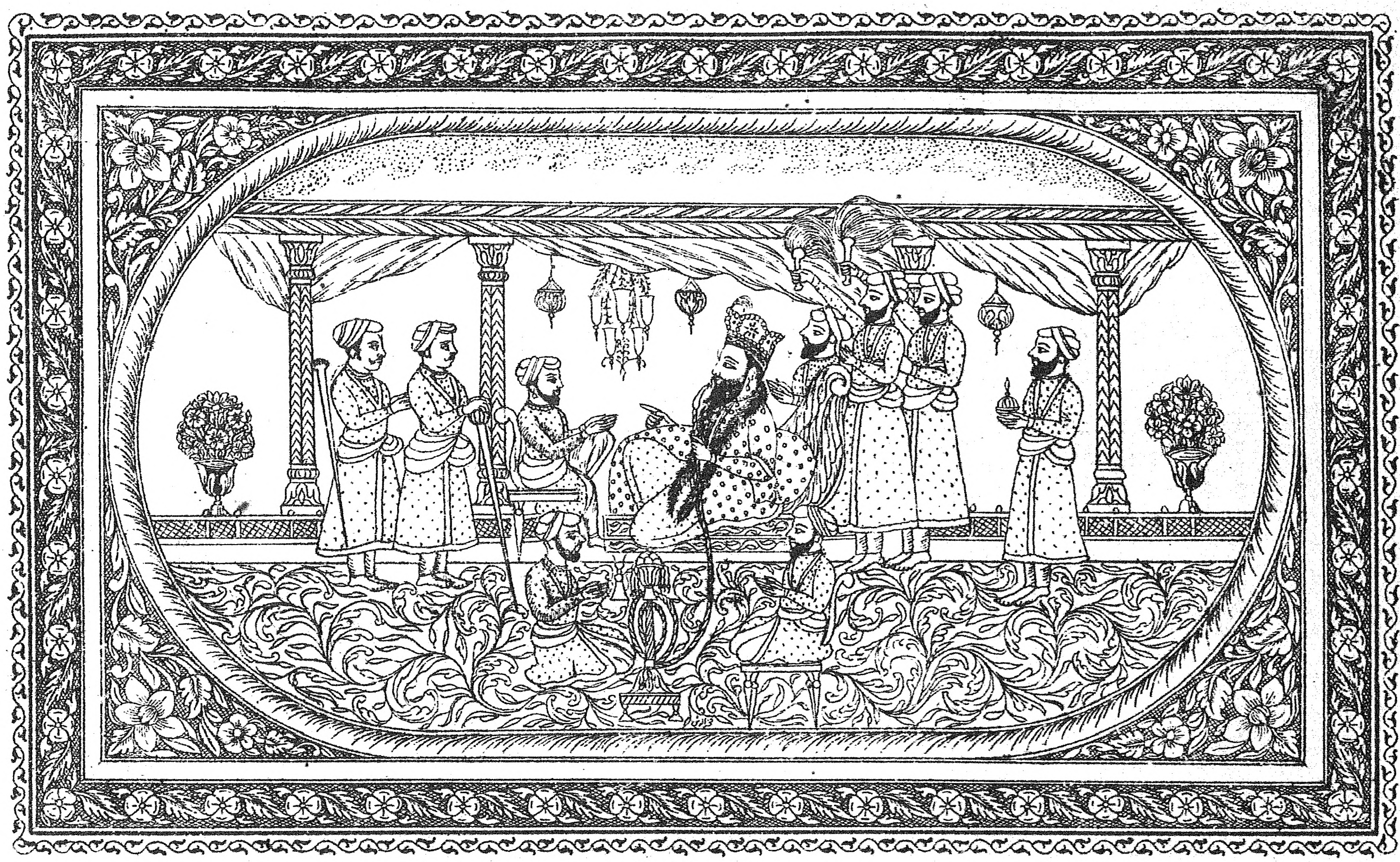

غرض جو جو منظور تھا سب کہا جتایا اونھین دل کا ہر مدعا
یہ ارشاد سُنکر وزیر کبیر جسی کہتی تھی سب ارسطو نظیر
اوٹھا اور آداب لایا بجا ثنا خوان ہوا اور دیکر دعا
گذارش یہ کی پھر کہ ای تاجدار تو ہو زور اقبال سے کامگار
تو عمر خضر پاوے اور جاہ جم ترقی ہو اقبال کی دم بدم
ہی انسب وہ جو شاہ کی ہی رضا بسر و چشم سبھی لائین اوسکو بجا
ہی گر رزم پر مستعد شہریار تو آمادہ ہم بھی ہین سب جان نثار
ولی راے ناقص مین جو آتا ہی گذارش وہ بندہ سی کیا جاتا ہے
سلف سے ہی شاہان اسلام کا یہ دستور و آئین نصفت پناہ

کہ جب کی چڑہائی کسی ملک پر مجاہد سپہ لے کی باکروفر
تو دایم رہا اون کا یہ اہتمام کہ کی پہلی بس دین کی دعوت تمام
لہذا یہ ہی عرض اہی بادشاہ کہ ہو رسم سابق کا یکسر نباہ
ہی اسلام کی پہلی دعوت ضرور ہو بعد اسکی جنگ و جدل کا ظہور
روانہ معہ نامہ ہوا اک سفیر کری جا کی جو درک مافی الضمیر
پہنچکر وہ یعنی کہ راجہ کی پاس بیان حکم شاہی کری بی ہراس
وہ اسلام کی شرط کر کی ادا لڑائی کا مضمون دیوی سُنا
مضامین سفارت کی کر کی تمام وہ راجہ کو دی حرب کا پہر پیام
سمجھہ لی وہ خوب اپنا سود و ضرر ارادی سی ہو شاہ کی باخبر

پھرے گفتگو کر کی جب نامہ بر تو پہر جنگ اور صلح پر ہو نظر
سوالونکی گر ہون مخالف جواب تو ٹھہری مخالف سزای عقاب
ہوئی ختم جسوقت یہ گفتگو تو کہنے لگا شاہ فرخندہ خو
یہ تونی جو کی عرض ای خیرخواہ ہوئی دلنشین میری بی اشتباہ
عیان ہر سخن سی ہی فہم و ذکا ہر اک نکتہ ہے لایق مرحبا
گذارش ہی تیری بہت خوب تر پذیرفتۂ عقل ہی سربسر
جو ہی مصلحت تیری با آب و تاب ہی بہتر وہ ہو جائی یکسو شتاب
شتابی سی اب نامہ تحریر ہو بہت پُر شکوہ اوسمین تقریر ہو
نہ خالی ہو شوکت سی کوئی کلام بہرا دبدبے سی ہو مضمون تمام

مری حشمت و شوکت با جلال   ہو راجہ کو ظاہر تمام و کمال
روانہ یہان سے جو ہوی سفیر   وہ فہم و دلیری مین ہو بی نظیر
ہی پر خشم نامہ جو یہ سر بسر   سُنا دی وہ راجہ کو سب بخیظ
جتا کر یہ ارشاد صولت پناہ   گیا خیمۂ خاص مین بادشاہ
بس اوسکو سمجھکر وزیرون نی سب   کیا میر منشی کو فوراً طلب

نامہ لکہنا شاہ کا راجہ کو

عطارد رقم میر منشی جو تہا   وہ حسب الطلب آکی حاضر ہوا
پہر آداب جب عرض وہ کر چکا   وزیر معظم نی اوس سی کہا
کہ ہی حکم شاہی یہ ای ہوشیار   ہو مرقوم ایک نامۂ ذی وقار

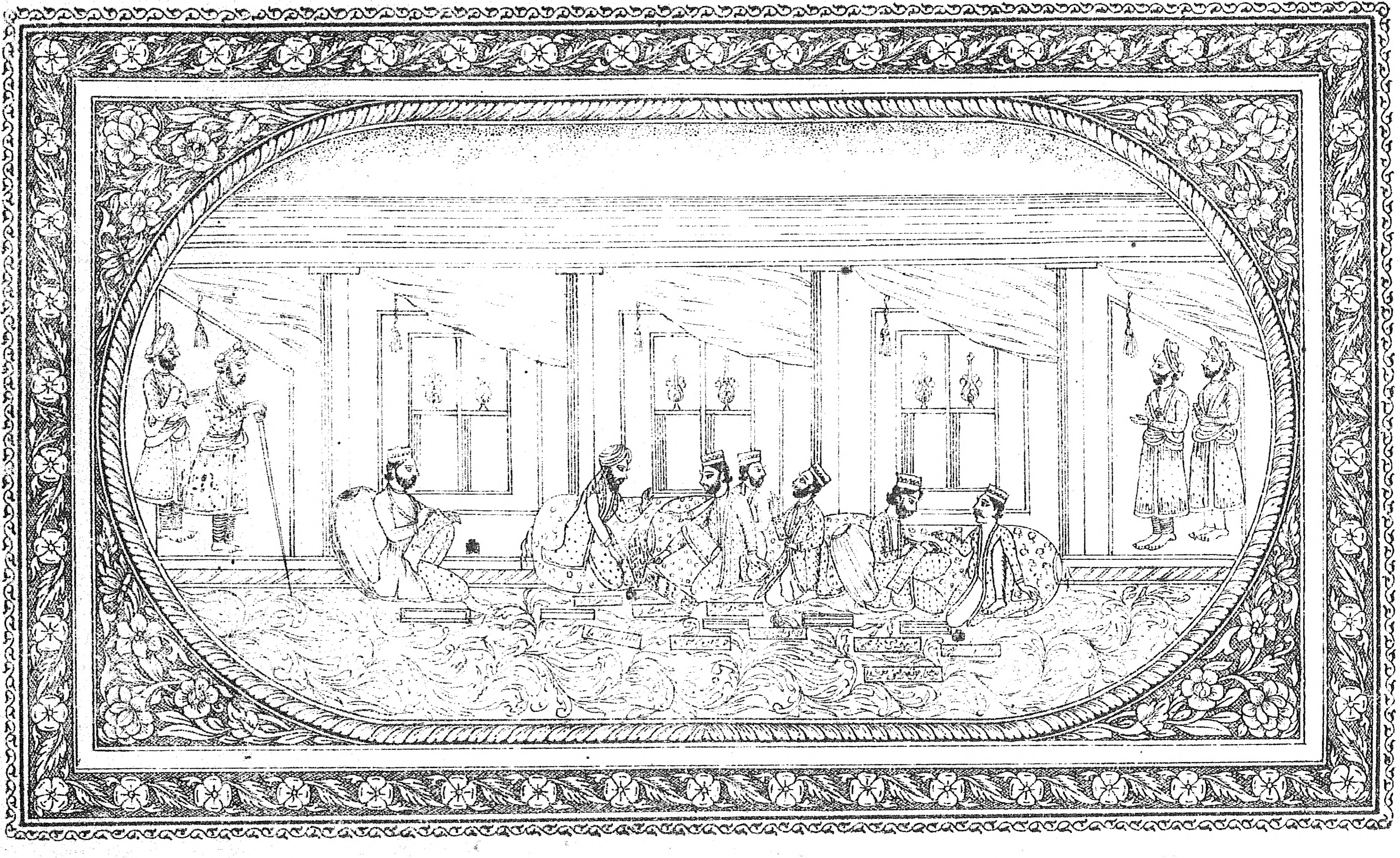

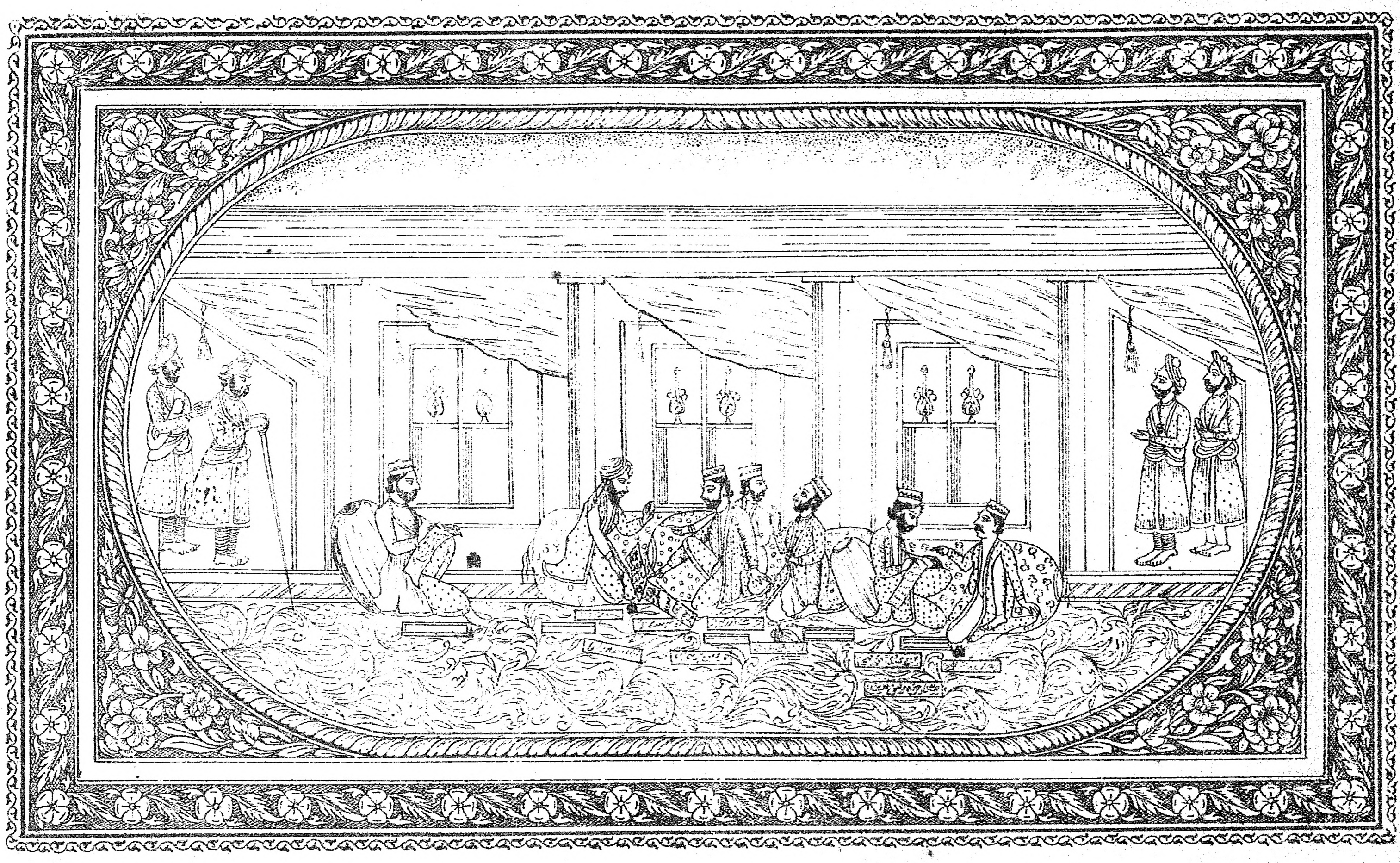

یہانکا جو راجہ ہی ذی ہوش رای
خریطہ اطاعت طلب اسکو جای
یہ مضمون عالی ہوا اسمین رقم
کہ آمادۂ رزم ہین تمسے ہم
مگر فرض پہلی ہی تلقین دین
کہ ہی رکن اسلام یہ اولین
منور ہی اس دین سی سارا جہان
فروغ اسکا بڑھکر ہی خور سی عیان
یہان ظلمت کفر ہے سربسر
اوسی شمع اسلام سی دور کر
جو چاہی ہی بہبود ای بدسیر
مشرف باسلام ہو جلد تر
ہی منظور گر تجکو اپنی حیات
اسی دین سی پائیگا تو نجات
یہ ہی دین برحق قبول اسکو کر
وگرنہ ہے موجود تیغ و تبر
یہان فوج اسلام ہی جلوہ گر
کری گی تجھے دم مین زیر و زبر

ہی ادنا پیادہ بھی ایسا دلیر   کہ ہی مارتا اک تپانچی سی شیر
ہین رومی و تاتاری وہ شہسوار   کہ کہیل اونکا طفلی مین تہا کارزار
جوانمرد و ذی جرأت و پلتین   نبرد آزما صف شکن تیغ زن
زرا بہی ہون مایل بجولان اگر   ابھی ملک تیرا ہو زیر و زبر
یہ ہی توپخانہ کی شان و شکوہ   کہ ہر گولہ اوسکا ہی ہموزن کوہ
جو زد اوسکی لائین قرین قیاس   اوڑین روس و جرمن کی یکسر حواس
غرض یون بیان کرکی جاہ و جلال   جتایا تزک اور تجمل کا حال
خریطہ مین لکھکر یہ مضمون تمام   کیا جنگ کا درج آخر کلام
کہ اے راجۂ کافر زشت خو   سوی دین اسلام راغب ہو تو

وگرنہ گیا تیرا سب ملک و مال
تری جان کا ہوگا بچنا محال

سمجھ پھر کہ یہ حکم شرع شریف
کریگا جو تو رد تو ہون مین حریف

ہوا ہی مجھی ملک گیریکا شوق
یہی شوق لایا مجھی یان بذوق

اولوالعزم شاہون نی رکھا مدام
یہ قانون جاری بڑا جس سی نام

بس اب نیک و بد اپنا تو سوچکر
دلی مدعا کر عیان سر بسر

ہی منظور کیا جنگ سے تجکو طول
اطاعت ہے یا بادشہ کی قبول

جواب اسکا دی جلد تر صاف صاف
عیان جس سی ہو عزم صلح و مصاف

رقم ہو چکا یہ غضب نامہ جب
مزیّن ہوا دستخط شہ سی تب

دیا نامہ قاصد کو اور یہ کہا
اسی پاس راجہ کے تو لیکی جا

پہنچکر وہان تو یہ کیجو بیان
پئی رزم آیا ہے شاہِ زمان

یہ اوس شہ کا فرمان ہی تیری نام
کئی ہین رقم اسمین ساری پیام

جو تحریر ہین اسمین سربستہ راز
سمجھہ لی تو اونکی نشیب و فراز

ہر اک نیک و بد اپنا بس سوچکر
جواب اوسکا دی تو مجھی جلد تر

غرض نامہ بر کو وہ نامہ دیا
اور اوسکی مطالب سے واقف کیا

مضامین جو اوسمین مرقوم تھے
وہ سب دلنشین نامہ بر کی کئی

کری تا بخوبی ادا اے پیام
پہنچکر ہو جب راجہ سے ہمکلام

غرض کرکی سب راز خاطر نشان
کہا اوس سی لی نامہ اور ہو روان

اودھر نامہ بر کو روانہ کیا
ادہر عزم ظاہر کیا جنگ کا

بلا کر نقیبون کو پہر روبرو   کہا جتنی ہی فوج یان جنگ جو
اور افسر ہین ذیشان جو اس فوج کے   بہت مرتبے اور بڑی اوج کے
کرو لاکی اب تم جمع اونکو وان   ہی دربار کا دیرہ عالی جہان
وہ ہو جائین جب مجتمع آنکر   تو فی الفور دینا ہمین تم خبر
سُنا حکم محکم نقیبون نی جب   جہکا کر سرونکو بفرط ادب
ادب سے بجا لائی مجرا سلام   کئی ختم آداب شاہی تمام
گئی پہر وہ نزدیک شاہی سریر   ہوئی پایۂ تخت کے بوسہ گیر
وہ تسلیم پہر عرض کرتے ہوی   پس پا پہرے سر جہکای ہوی
نکلکر وہ پہر خیمۂ شاہ سی   امیرونکی خدمت مین حاضر ہوی

جو تھی کارکُن فوج کے نامور
کہا اون سے ہوجاؤ سب باخبر

ہوا ایسا صادر یہ حکم وزیر
کہ حاضر ہوں یاں فوج کی سب امیر

سپہدار لشکر تھی جتنی وہ سب
یہ ارشاد سُنکر ہوی پر طرب

وہ دربار کا سج کی تن پہ لباس
گئی سوی دربار سب بے ہراس

فراہم ہوی جب یہ سب آنکر
وزیر خردمند کو دی خبر

ہوا جب خبردار اس سی وزیر
کہ اب ہوچکی مجتمع سب امیر

وزارت کی کرسی جو تھی زرنگار
ہوا زیب بخش اوسپہ وہ باوقار

جو معمولی تعظیم و تکریم تھی
ادا حسب دستور وہ سب ہوئی

چپ و راست جب نامور بیٹھی وان
وزیر معظم نی کھولی زبان

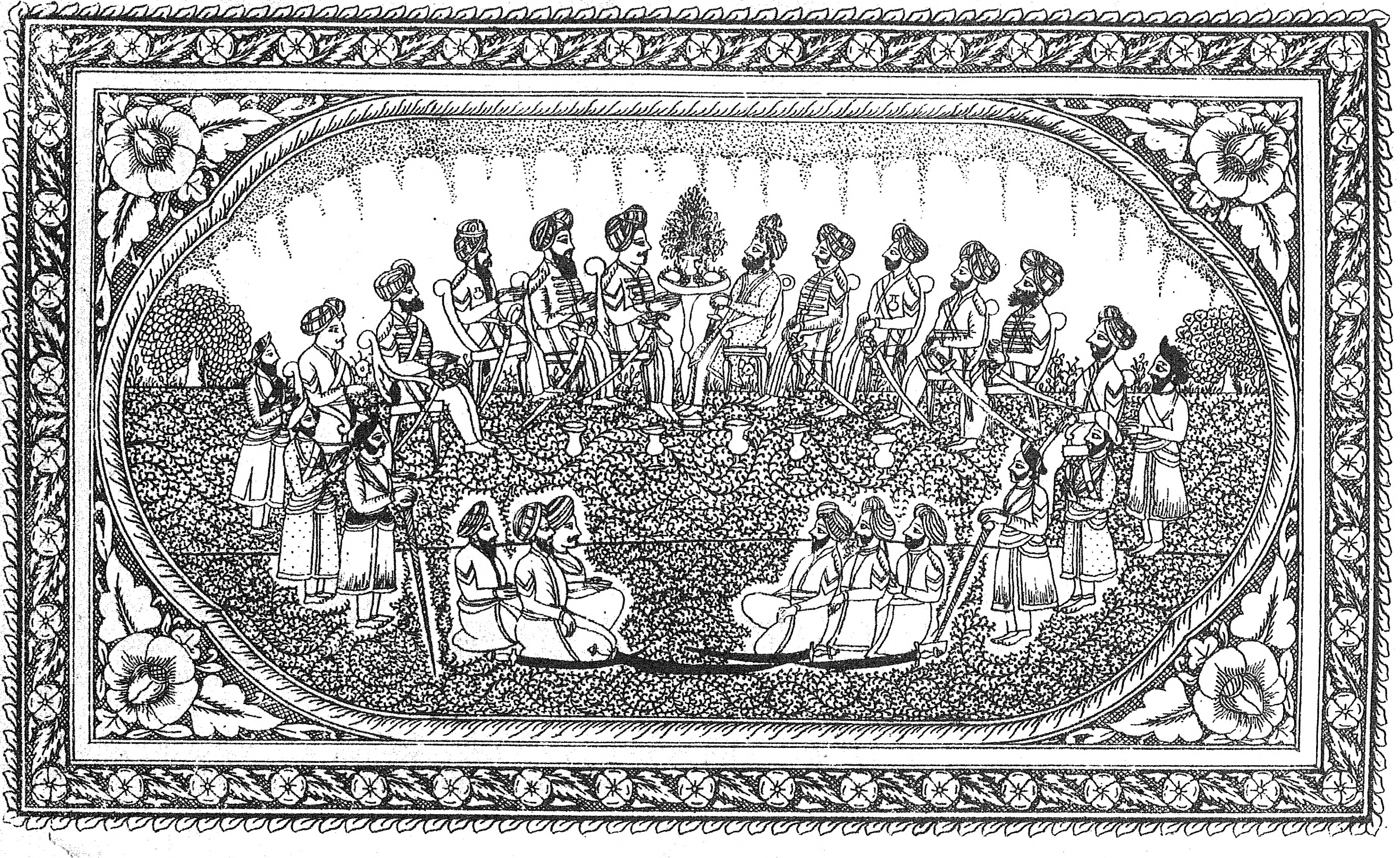

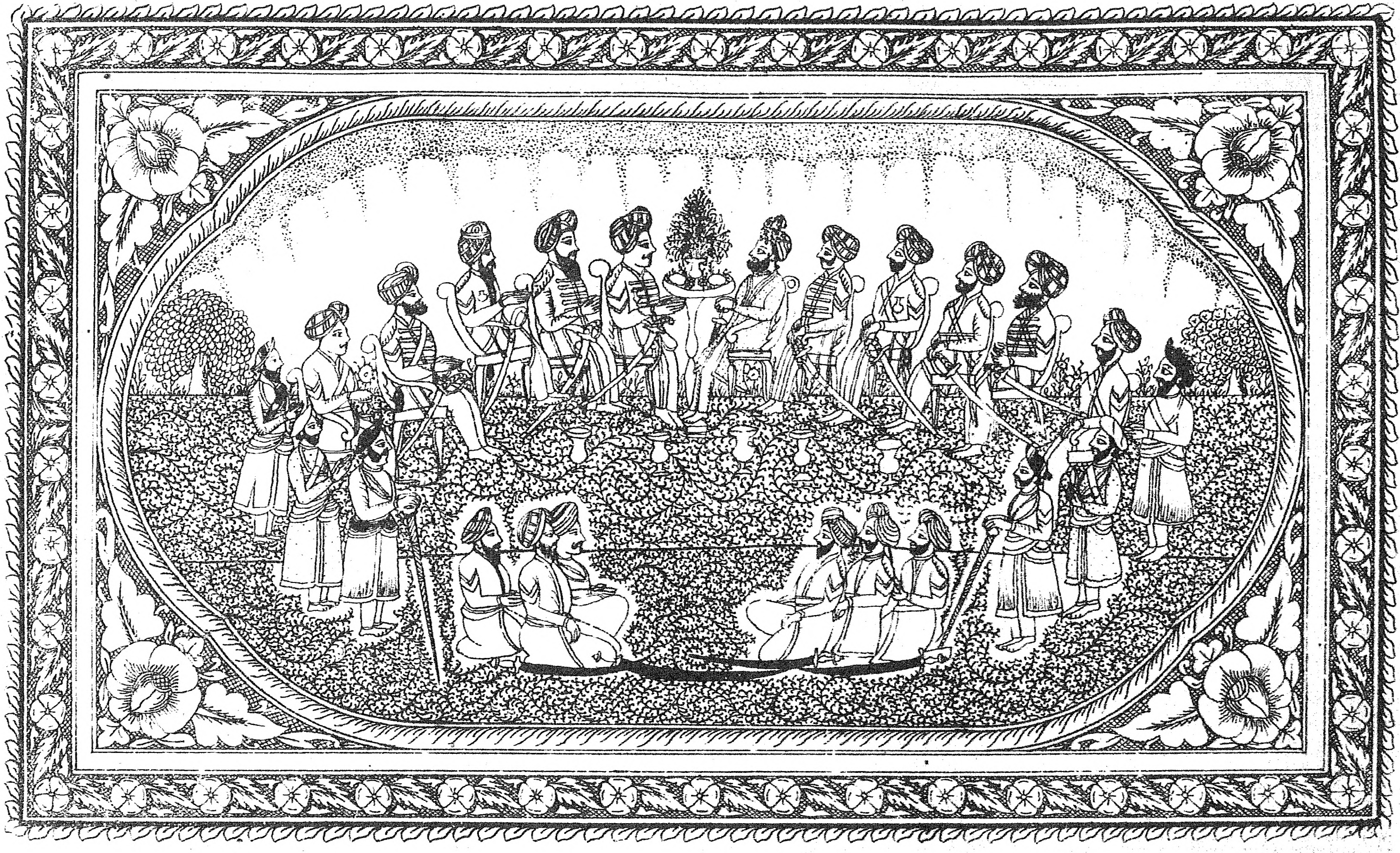

مخاطب اونہین کر کے بولا وزیر کہ اب حکم شاہی سُنین سب امیر
یہان جنگ کرنیکو آیا ہی شاہ کہ تا ہند ہو جاے اسلامگاہ
نمکخوار جتنے ہین اور جان نثار وہ ہو جائین سب مائل کارزار
تہور کی جوہر کرین سب عیان لڑین لی کی ہاتہونمین تیغ و سنان
ہو جب گرم ہنگامۂ کارزار کمال شجاعت کرین آشکار
نبرد آزمایان جرات نشان کرین دم مین تسخیر ہندوستان
کرین اسطرح حرب سب دو بدو کہ مسمار ہو جای فوج عدو
ہوا گوش زد حکم عالی یہ جب گذارش لگی کرنی سردار سب
ہمین کچھہ نہین خوف ہے جانکا یہی ہے ہمارا فن اور مدعا

یہی ہے طمع اور یہی آرزو
رہین روبرو شاہ کی سرخرو

ہی سر تن پہ اور تن مین جبتک ہے دم
فدا جان کرنیکو حاضر ہین ہم

ہی شاہی نمک کا بڑا ہمپہ حق
کرای ادا اسکو کچھہ ہمسے حق

لیا با حلف اون سی عہد و قرار
کہ جسوقت جائین پی کارزار

لڑین فوج دشمن سی سب بیخطر
عدو کا کرین پیشکش لاکی سر

کرے حکم گر خسرو نامور
تو سر کاٹ ڈالی پدر کا پسر

عرق ریزی کا جب کری حکم شاہ
بہادی وہین خون اپنا سپاہ

غرض ہو چکا جب یہ قول و قسم
ہوئی وان سی برخاست اہل علم

برآمد ہوی پھر وہ دربار سی
دکھاتی ہوی عزم رفتار سی

نکل آئے باہر بعز و وقار
گئے اپنی خیمونمین سب نامدار
وزیر الممالک نے پھر بعد ازین
منگا کر قلمدان اپنا وہین
لکھا جلد اک رقعۂ دلپذیر
بنام ظفر جنگ جنگی وزیر
کیا اوسمین تحریر اول سلام
کیا بعد اوسکے رقم یہ پیام
کہ تکلیف کرکی زرا مہربان
قدم رنجہ فرماؤ بندی کے یان
کہ ہے شاہ عازم بکار اہم
کرین مشورت اوسمین تم اور ہم
بیکجائی ہو فکر انجام کار
پس مشورت راز ہو آشکار
خود ہی آتا خیمے مین مین آپکے
نہ تکلیف دہ ہوتا ہرگز ولے
تردد بہت دلمین ہی جاگزین
ہی اب سانس لینی کی فرصت نہین

رقم ہو چکا جب یہ مضمون سب   دیا رقعہ ناظر کو کر کے طلب
کہا اوس سی جا جلد مانند تیر   وہ ہین خانخانان جو جنگی وزی
اونہین جا کی دی یہ رقیمہ شتاب   اور اسکا بہت جلد لا تو جواب
غرض جا کی ناظر نی وان زود تر   کیا اوس رقیمہ کو پیش نظر
اوسی پڑہتی ہی بس اوٹہا نامدار   نہ پکڑا پہر اپنی جگہہ پر قرار
بسرعت وہ شبدیز پر بیٹہکر   ہوا جاے مقصد سی نزدیک تر
سنا جب وزیر الممالک نے غل   تو وہ چہوڑ کر کاروبار اپنا کل
پئی پیشواے بصد کروفر   برآمد ہوا خیمہ سے جلد تر
جب اوترا سواری سی وہ شہسوا   بغلگیر دونون ہوی نامدار

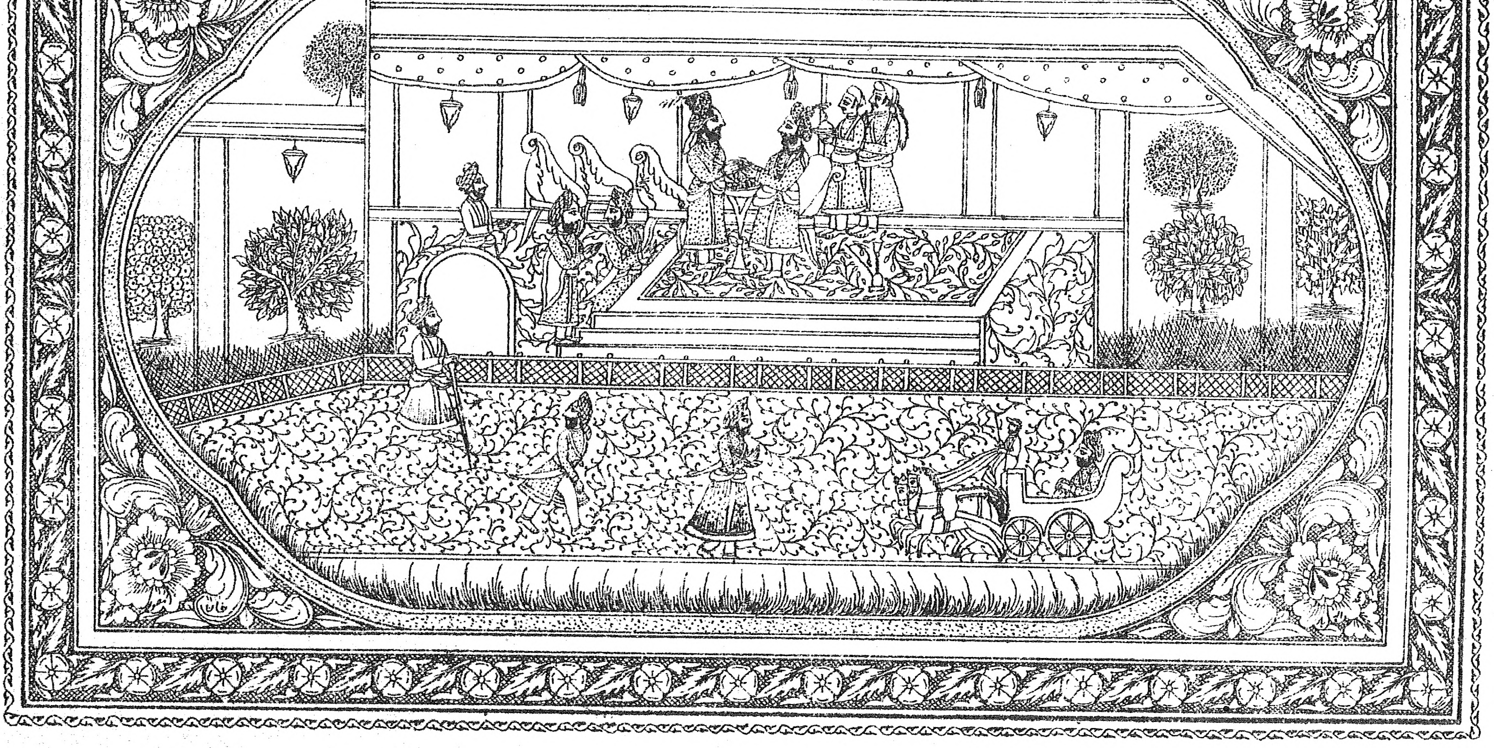

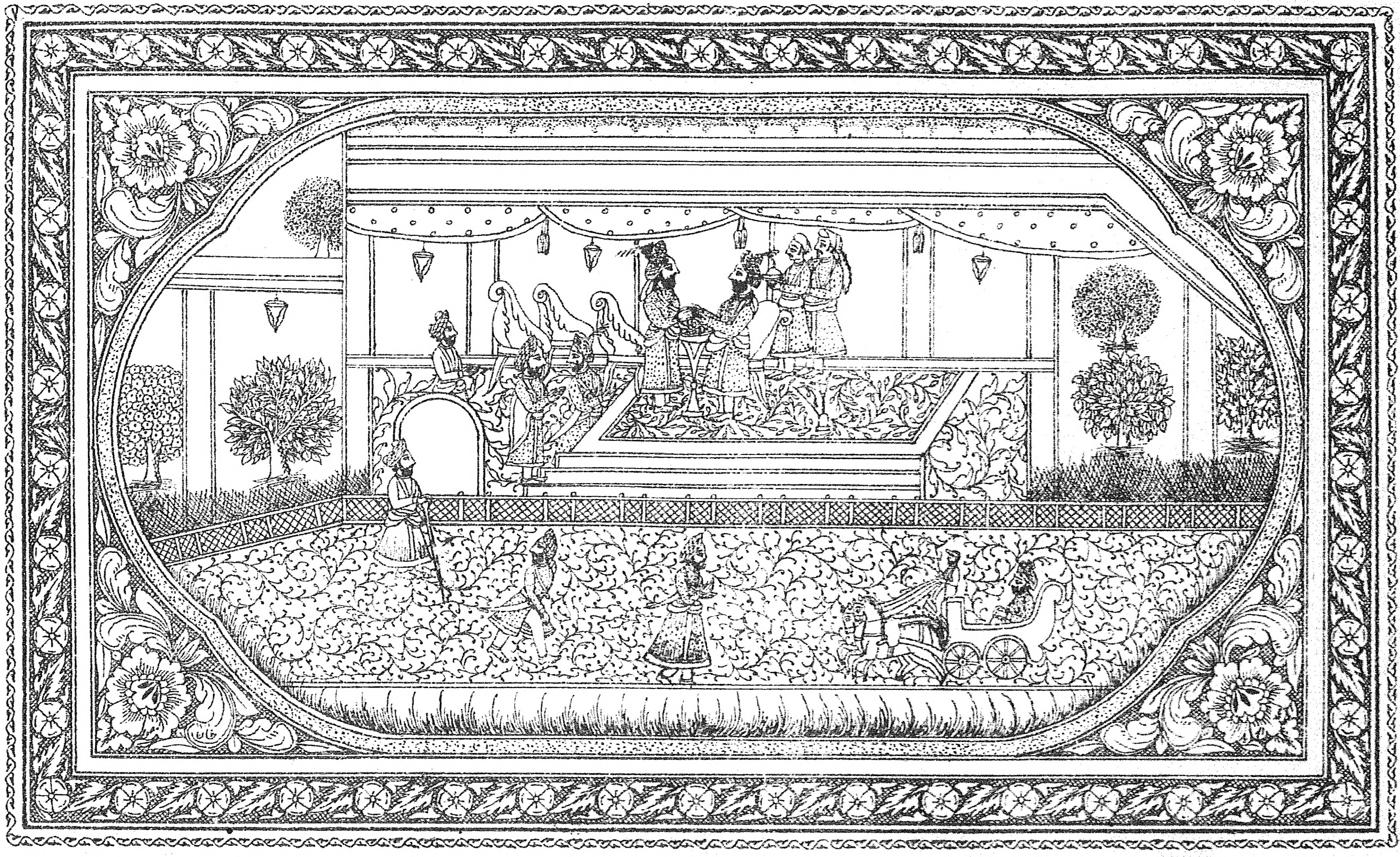

گرفتہ بہم دست ہو کر رواں　ہوی داخل خیمہ با عز و شان

ہوی زیب مسند بشوکت وہ جب　دیا حکم خلوت کا خیمی مین تب

طبیعت کو بس خوب کر کی رجوع　بہم رزم کی مشورت کی شروع

غرض تخلیہ تین گھنٹے رہا　رہا مشورہ رزم اور نظم کا

سمجھکر مطالب وہ جنگی وزیر　ہوا وان سی راہی بجوشش کثیر

ہوا اپنی خیمہ مین داخل وہ جب　می عزم جنگ آوری پیکی تب

ہوا نشہ سی اوسکی سرشار و مست　پہر اسطرح اوسکا کیا بندوبست

بلا کر ہر اک افسر فوج کو　کہا نظم سامان پیکار ہو

ہر اک پہلو اوسکا سمجھکر تمام　بہت تندہی سی کرو انتظام

سمجھکر ہر اک شے کا سود و ضرر
کرو کام ایسا کہ ہو خوب تر

مراتب یہ ساری جتا کر وزیر
لگا کہنے سن لین صغیر و کبیر

اس ارشاد سے ہوگا سرتاب جو
کریگا وہ معتوب شہ آپ کو

کریگا جو اسمین سرمو بھی فرق
کیا جائیگا خون کی دریا مین غرق

بتاکید اسکو کہا بار بار
کہا سبہ پر کہ ہان ہو سر انجام کار

ہوی نظم کی گفتگو ختم جب
لیا جائزہ سلح خانی کا تب

جو تھے ہمرہ شاہ آلات حرب
قیامت کی رکھتا تھا ہر ایک ضرب

زرہ خود چار آینہ اور سپر
تفنگ و سنان اور تیغ و تبر

قرابین و بم کٹار اور علم
وہ جمدہر وہ برچھی وہ سیف دو دم

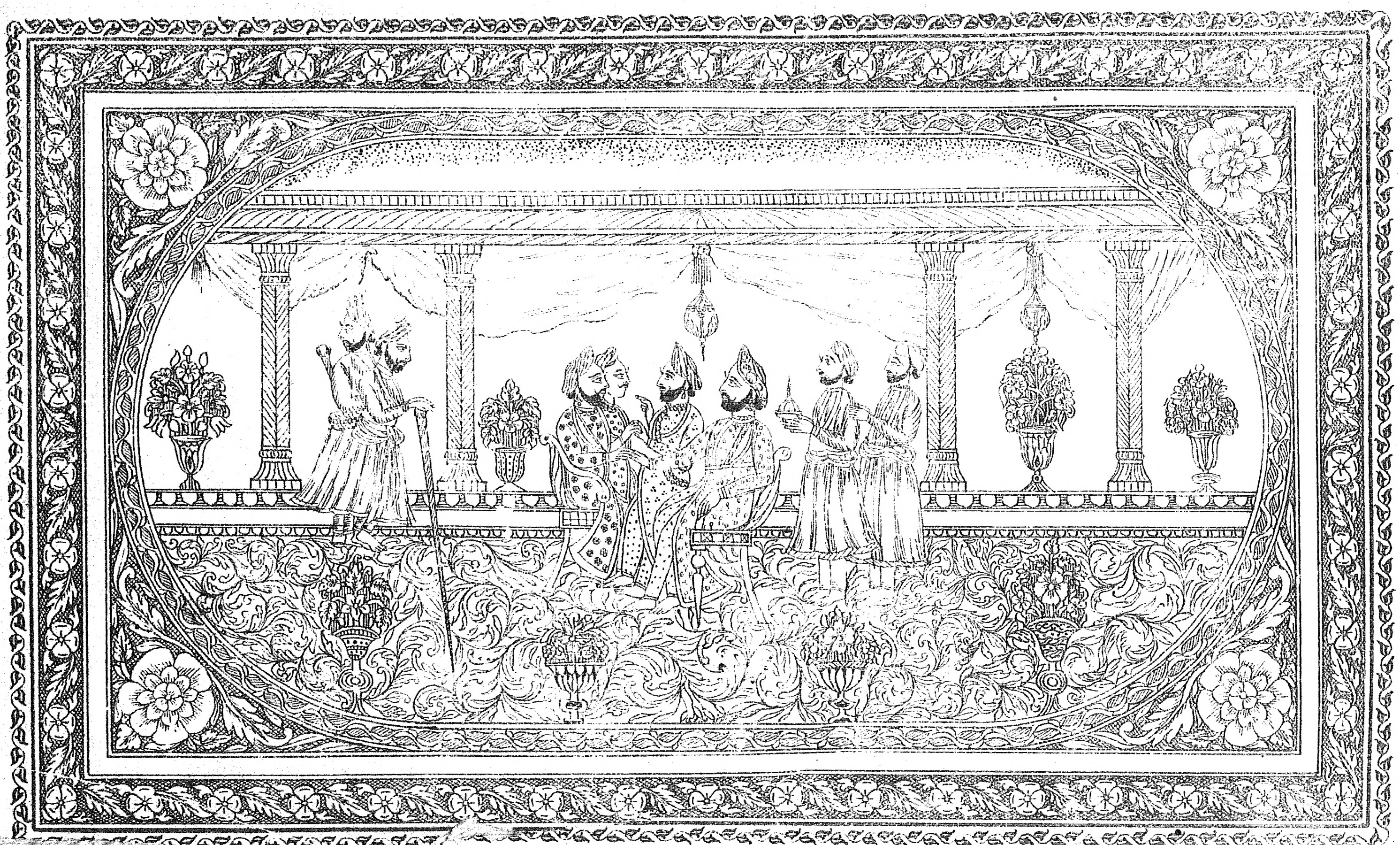

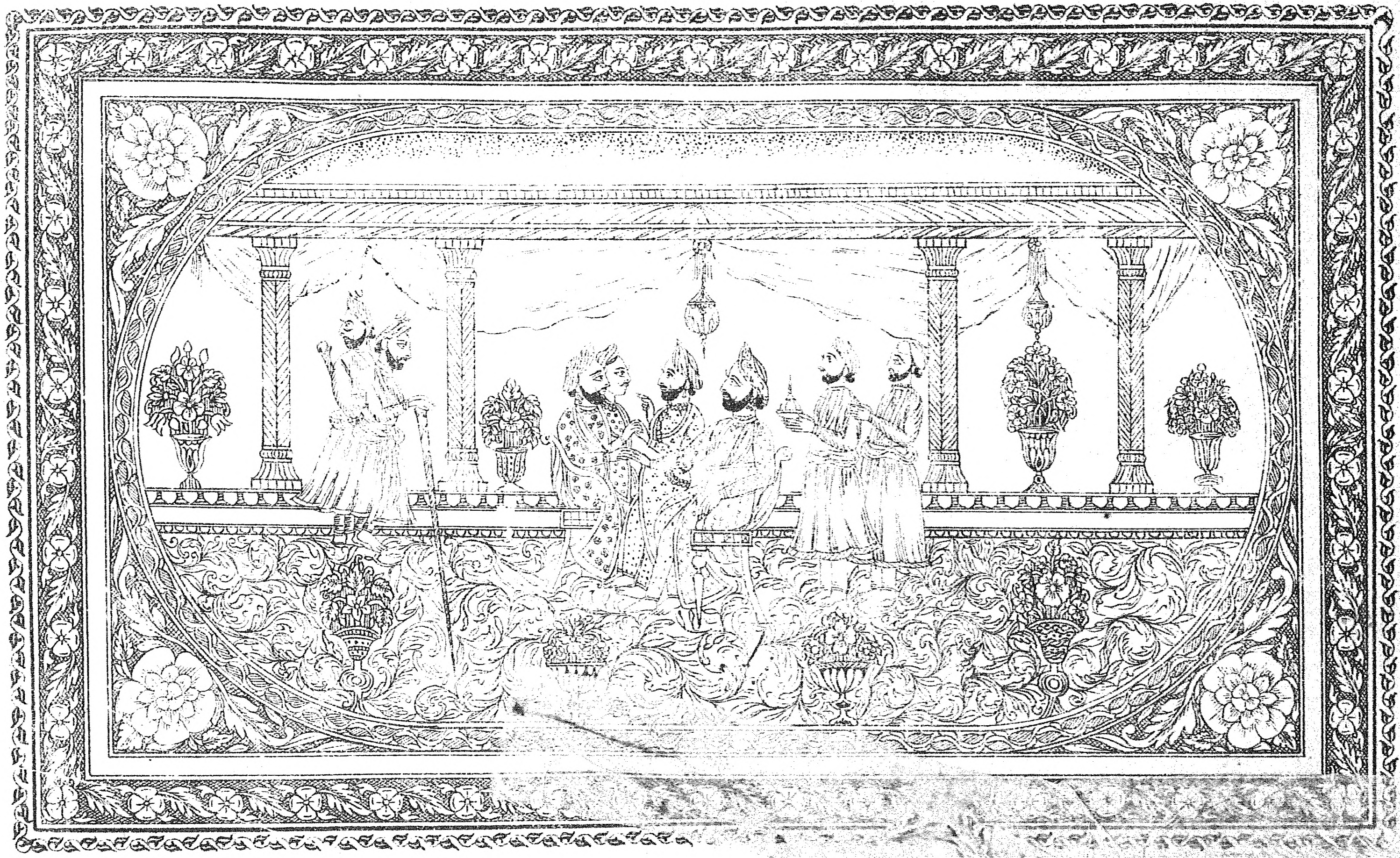

تپنچے رفل گرز خنجر خدنگ عنایت کئی فوج کو بہر جنگ
سپہ کو عطا ہو چکی جب سلاح کہا کُشت و خونِ عدو ہی مباح
مسلح ہوئی فوج جسدم تمام کیا توپخانہ کا پھر انتظام
جو توپین تھین منگوائی میدان مین نگاہِ تعمق سی دیکھا اونہین
ہر اک توپ کو غور سی دیکھکر چنین جو کہ تھین عمدہ اور خوب تر
جو گھوڑی تھی توپونکی وان بیشمار بندہی اونکی بس ایک جانب قطار
ہر اک اسپ کی جب ہوئی دیکھ بھال دیی پیر و کمزور و لاغر نکال
سبکرو و توانا قوی تندرست کئی منتخب رخش چالاک و چست
اونہین ساز و سامان سی کرکی درست نظر کی تو پھر خوب ہی پایا چست

جلو دار اونکی جو حاضر تھے وان
کہا اون سی ٹہلاؤ اب انکو یان

غرض دوڑ سرپٹ قدم او چال
ہر اک اسپ کی دیکھی یہ سب کمال

ہوا مطمئن جب وزیر اس سی بھی
کہا توپین اور گھوڑی جائین سبھی

کہا میر آتش سی پہر بخیطہ
مہیّا رہی میگزین اسقدر

گراب اور بارود اور گولی بان
فراہم رہین سب یہ آفات جان

کسی شئی کی ہرگز نہو کچہہ کمی
لڑائی رہی تا بشوکت جمی

غرض کارخانون کی ہر جنس کا
لیا خانخانان نی خود جائزا

ہوا حاضری لیکی فارغ وہ جب
کیا اہلِ دفتر کو اوسنی طلب

کہا کارپردازون سی بیدرنگ
بتاؤ ہمین سال کا صرف جنگ

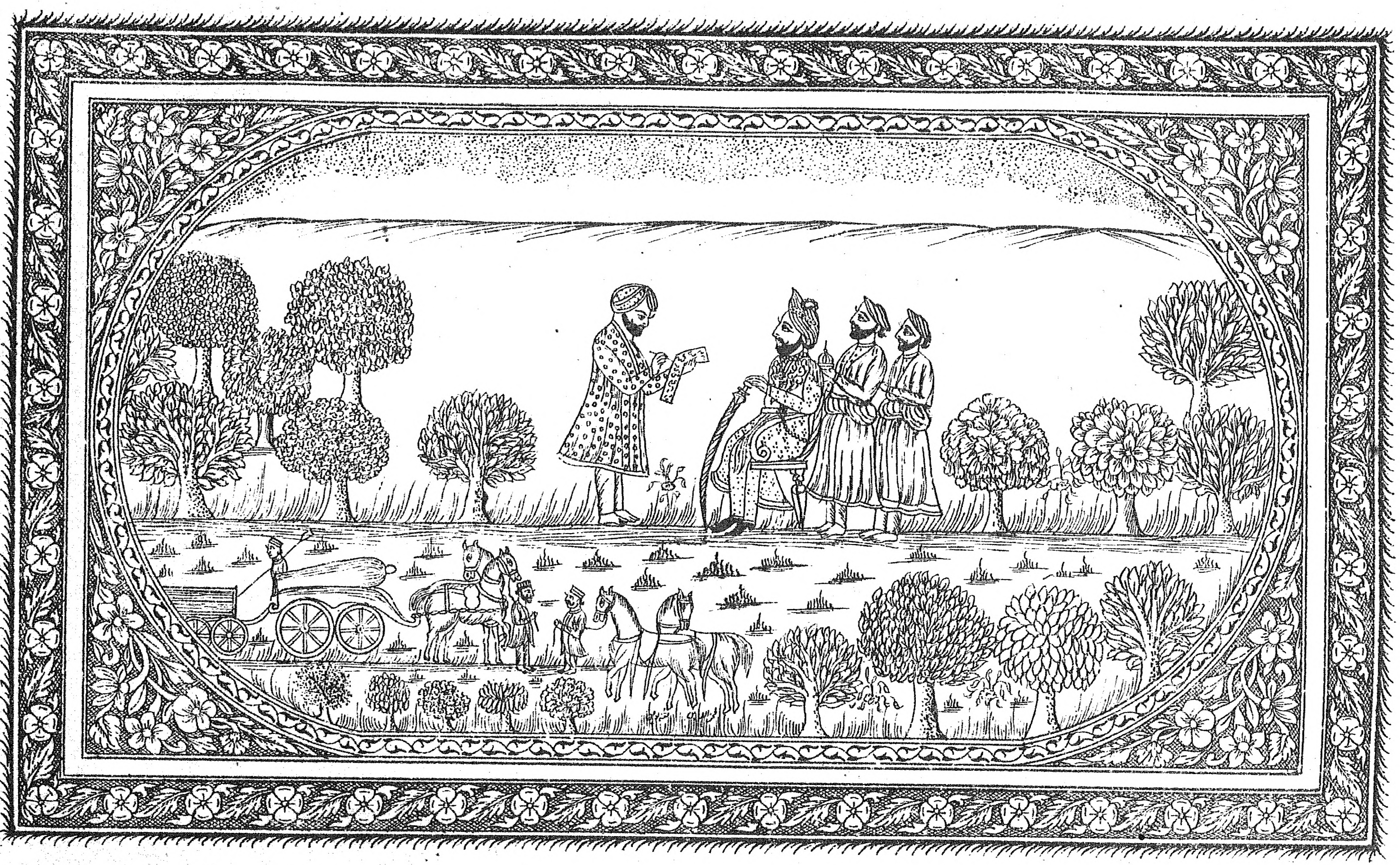

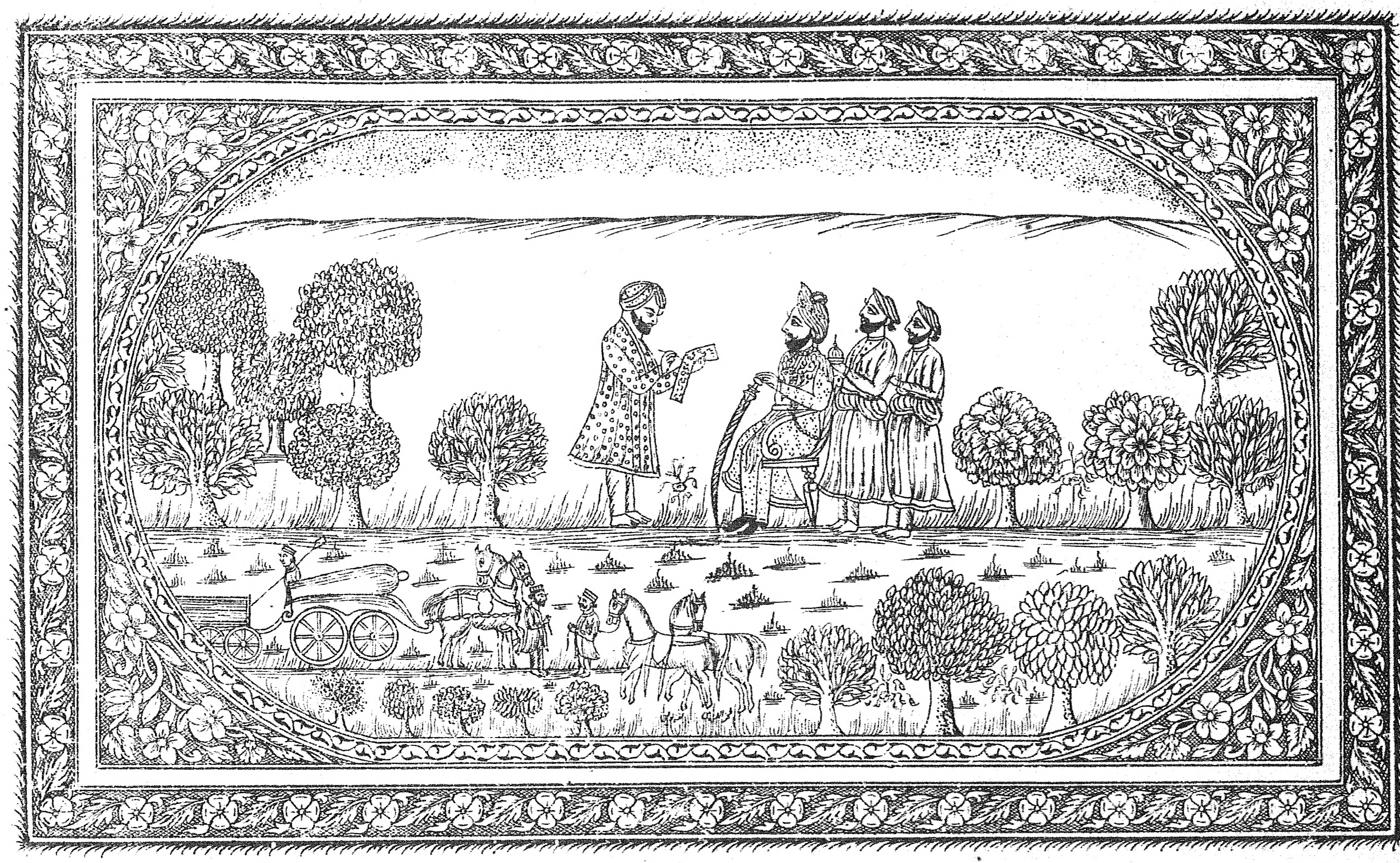

مرتب تم افراد اوسکی کرو
کچھہ اوسمین خلاف درستی نہو
حساب اوسکا سارا بہ تفصیل ہو
اور اس کام مین سخت تعجیل ہو
حساب اگلی جنگونکی بہی صرف کا
باآئین شایان ہی تمنے لکھا
اب اِس جنگ کی خرچ کا بہی حساب
کرو جاکے زیب رقم تم شتاب
خلاف ستانی کو سمجھو قصور
وہ بن جاے ہفتی کی اندر ضرور
اور اوسکو ہر اک منتظم جانچکر
کری مہر اور دستخط فرد پر
یہ سب کام ہوجای جب جلدتر
کرو لاکی پہر سے پیش نظر
غرض خانخانان نی کارزار
بصد تندہی کرچکا سب یہ کار
پہر آیا جو ہفتے کے اندر حساب
تو منشی سی اوسنے کیا یہ خطاب

کہ لکہہ خط وزیر الممالک کے نام
نہتی بہی ہون اوسمین یہ فردین تمام

لکہا اوسنے بس نامۂ دلپذیر
کیا پہر روان سوی ملکے وزیر

اودہر وہ وزیر جلالت مآب
خزانی کا کرتا تہا فہم حساب

سمجہتا تہا اوسکو بغور تمام
کری تا کہ پہر صرف کا انتظام

بقایا کی مدات کل دیکہکر
سمجہکر خزانی کا بہی سیم و زر

مشخص کری صرف اک سال کا
پئی جنگ جسکا سخن بیش تہا

غرض وہ باین نظم مصروف تہا
کہ خط خانخانان کا فایز ہوا

پڑہا اوسکو اور نیز افراد پر
کیا فہم مطلب نظر ڈالکر

ہوا مطمئن اونکو جب جانچکر
کئی دستخط اپنی افراد پر

وہین حکم منظوری اوس خرچ کا　　دیا اور منشی سے لکھوا دیا
خزانی کا تہا جو کہ گنجینہ دار　　وہ رکہتا لقب تہا امانت شعار
دیا حکم یہ اوسکو کر کی طلب　　خزانی کی تم کہولدو قفل سب
زر سرخ و پول سپید و درم　　نکالو خزانی سی سب ایک دم
دو اب توڑونکی توڑ مہر وہان　　کہ ہو جنگ مین خرچ گنج نہان
سپاہا بٹی پیشگی فوج کو　　کہ ہر جنگ جو جس سے آسودہ ہو
بقول سخندان محمود کیش　　کہ مزدور خوشدل کند کار بیش
وہ آسودہ جب ہونگی اور شادمان　　تو بس ہونگی وہ جنگ مین جانفشان
اور امید انعام بہی اونکو دو　　مگر شرط کر کی کہ جب فتح ہو

اوران کامونکا ہی نتیجہ عیان
کہ ہوجائیگا سکۂ دین روان

غرض سب بناکر حساب و کتاب
کہا انصرام اسکا ہو اب شتاب

ہوا مروز فردا مین تعمیل کار
جہان تک ہو ممکن ہو تعجیل کار

نہو جنگ کے خرچ مین دست تنگ
پئی حرب ہو صرف زر بیدرنگ

یہ احکام سنجیدہ سُنکر تمام
اوٹھا مہتمم وان سی کرکی سلام

برآمد ہوا مہتمم وان سی جب
خزاین کی کین کنجیان سب طلب

پہنچکر خزانہ مین پھر زودتر
نکالا صنادیق سی اوسنی زر

وہین کارپردازونکو پھر کیا
طلب اور اون سی یہ مضمون کہا

کہ حکم عنایات ہی جسقدر
وہ افراد مین درج ہی سربسر

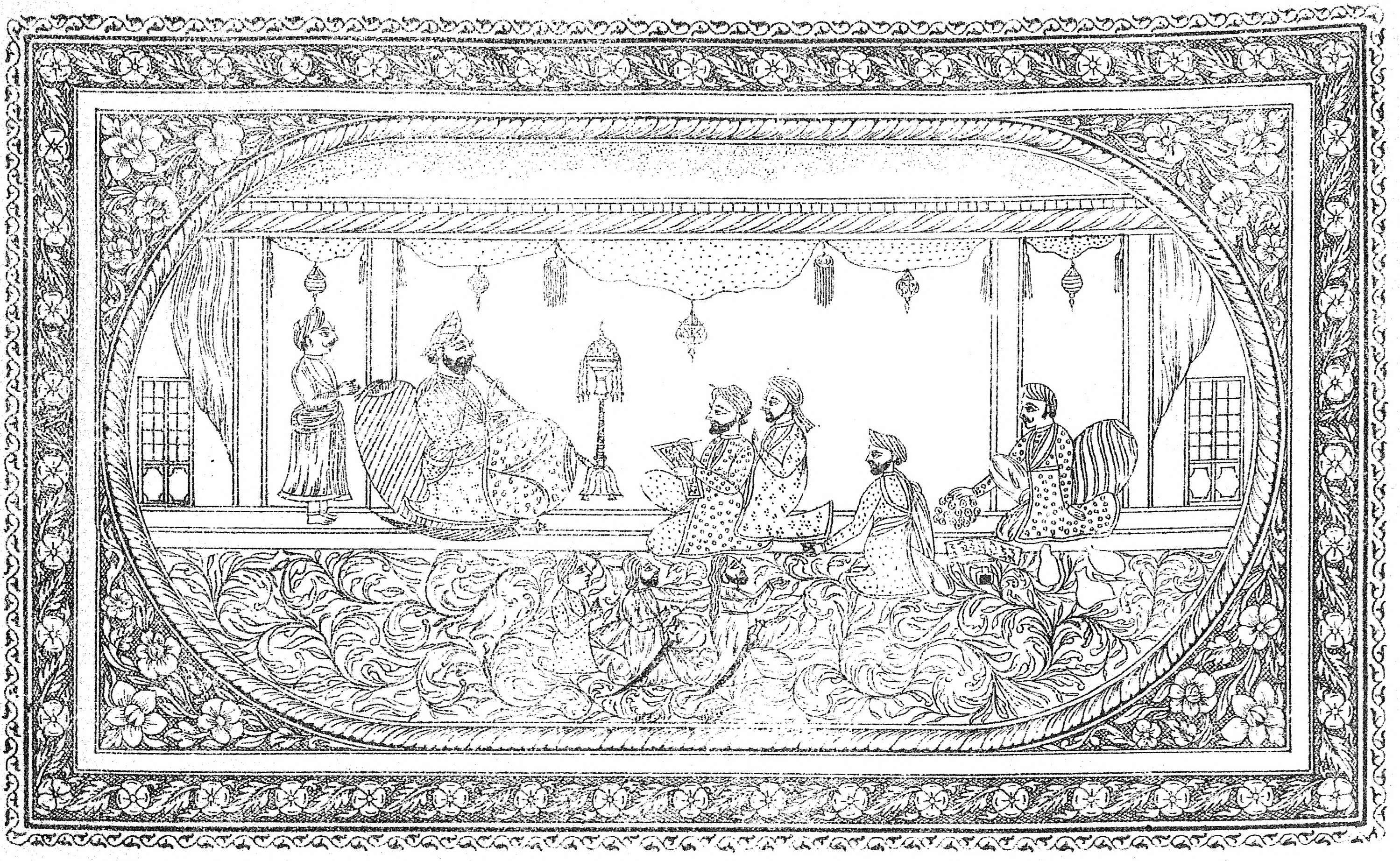

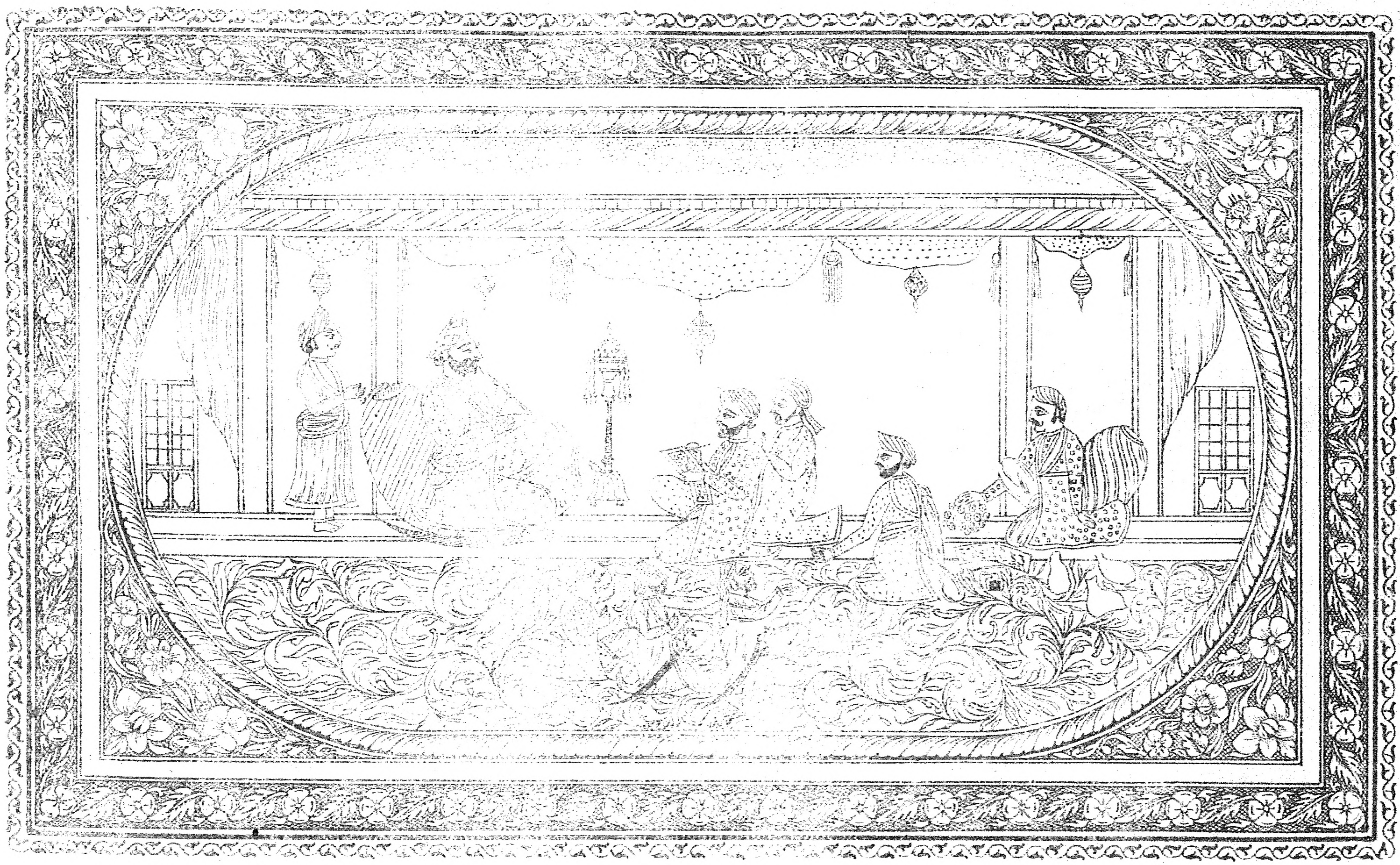

مطابق اون افراد کے تمامی   خزانہ سی لو روپیہ اشرفی
سُنی یہ رپٹ خانخانان نی جب   دیا حکم تقسیم اسطرح تب
کہ آدہا رہے زر پئی رخت جنگ   اور آدہا بٹے فوج کو بیدرنگ
یہی حکم بہر لکہہ کی ہر اک کے نام   مزین ہوا دستخط سی تمام
وہ فرمان جو اسطرح جاری ہوا   زر و سیم تقسیم ہونے لگا
سپہ کو بُلا کر سہ ماہہ دیا   عنایت سے شہ کی اونہین خوش کیا
ہوئی فوج سہ ماہہ پاکر نہال   دل اونکا ہوا اوس سی آسودہ حال
ہوئی حاصل اونکو جب آسودگی   ہوئی دل سی مائل بجنگ آوری
لڑائی کو کہکر وہ لہو و لعب   ہوئی مستعد سرکٹانی کو سب

تھے آمادہ سب الغرض جنگ پر
یہی دیر تھی آوے کب نامہ بر
انہین رزم کی عزم پر چھوڑ کر
خیال عدو پر ہے جاتی نظر
ہوا یان تو اسطرح سامان جنگ
سنو کچھہ مخالف کا بھی رنگ ڈھنگ
پتھورا تھا وہ راجہ اس ہند کا
جو مضمون نامہ کو اوسنے سُنا
خبر سنکے وہ جنگ کی یک بیک
رہا فکر و اندیشہ مین دیر تک
بلایا گیا پھر وزیر کبیر
ہوی جمع ارکان اور سب مشیر
کئی روز تک مشورت یہ رہی
کہ ہی رای کیا جنگ یا صلح کی
مگر تھی جو طینت مین اوسکی کجی
نہ مائل ہوا جانب راستی
ہوا ہر طرح طالب کارزار
نہ راضی ہوا صلح پر زینہار

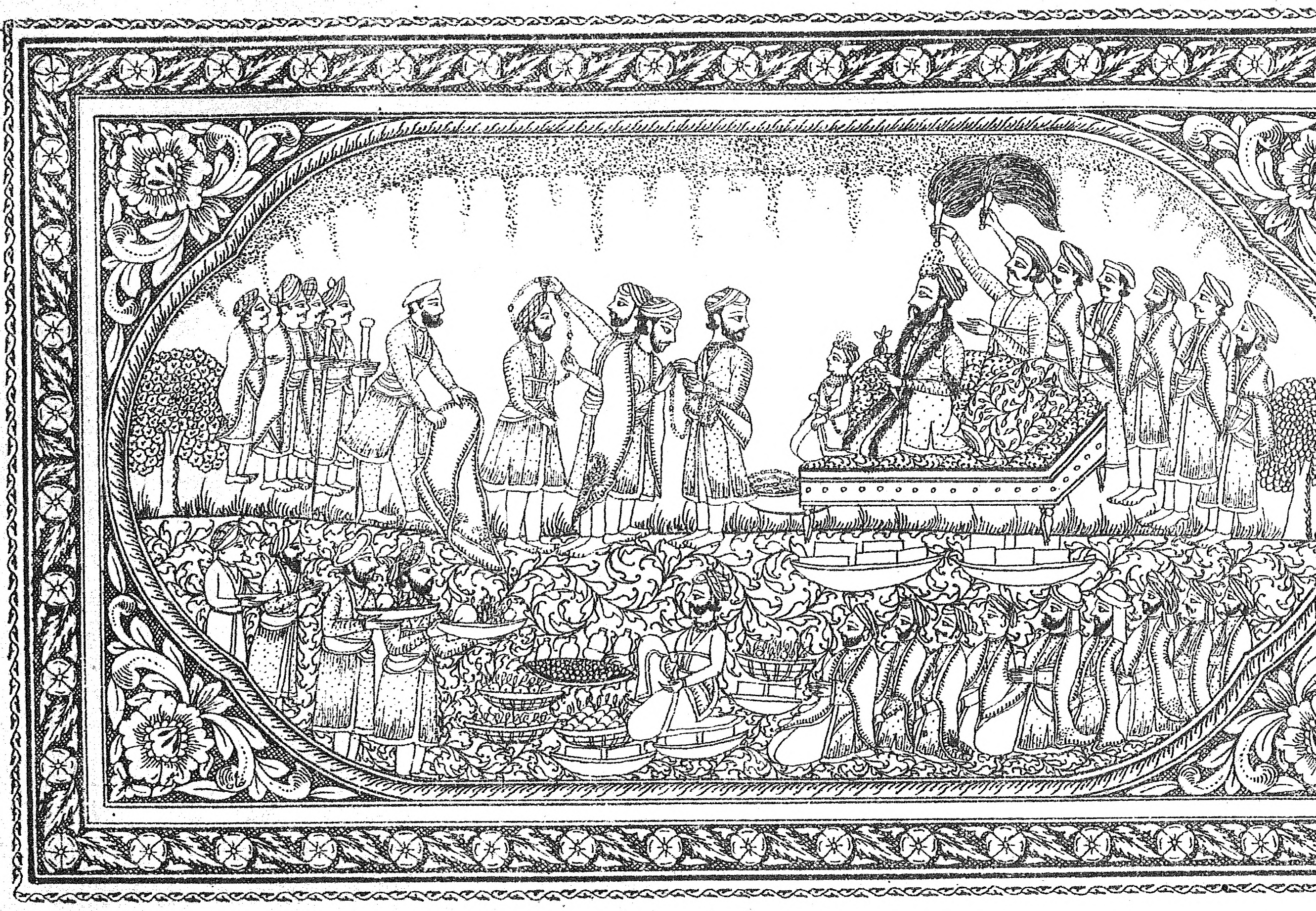

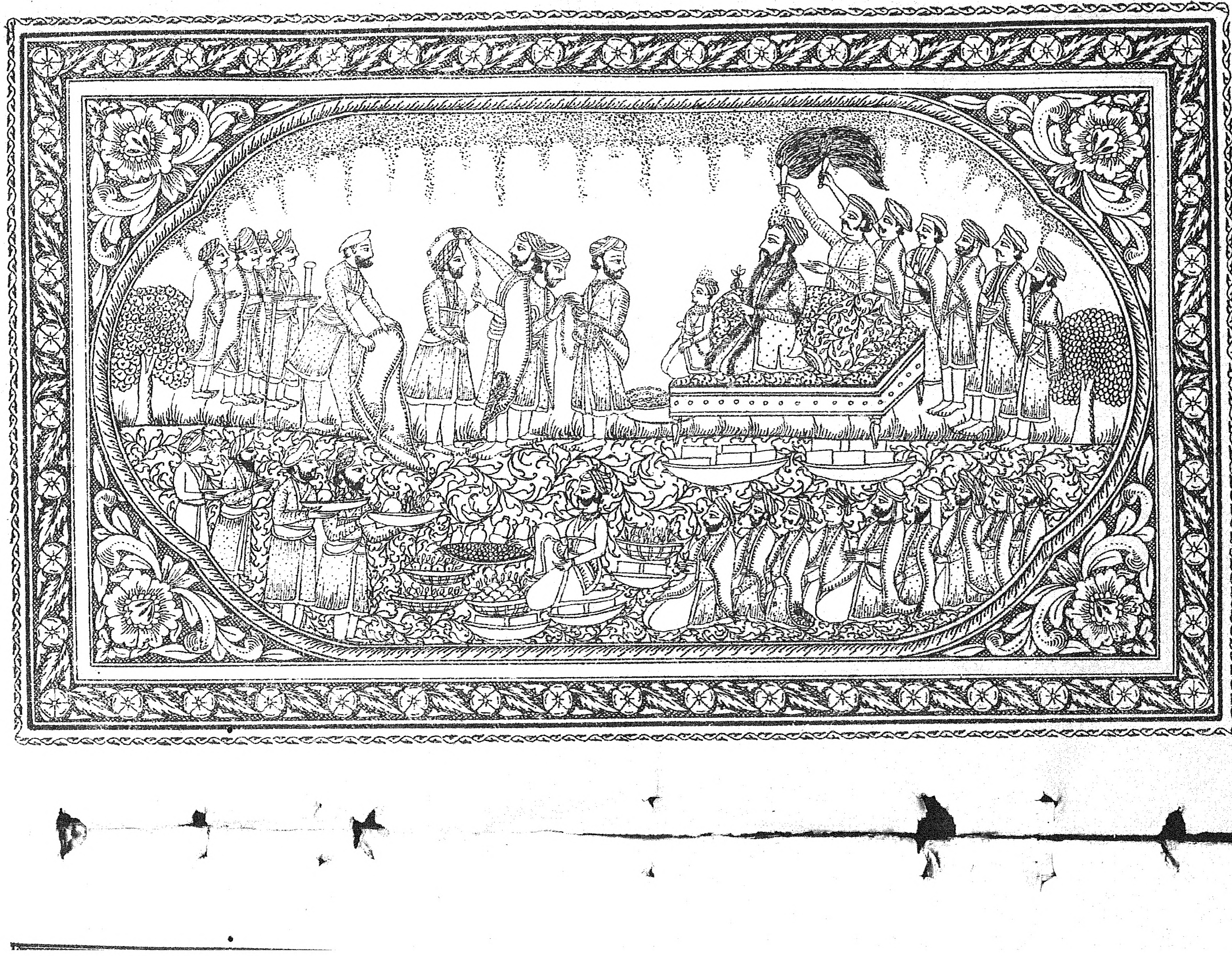

نامہ لکھنا راجہ کا تیمور شاہ کے نام

بہت طیش مین آکی آخر شتاب
لکھا نامۂ شاہ کا یون جواب
کہ ای شاہ تیمور پیکار خواہ
ہوا نامۂ شاہ پیش نگاہ
مضامین مین اوسکی جو ای بادشاہ
جتایا بہت آپنے اپنا جاہ
پڑہا حرف حرف اوسکا مین نی تمام
تھا پر خاش کا اوسمین سارا کلام
کیا دعوت دین کا جو ہی خیال
قبول اسکا کرنا ہی امر محال
عبث اسمین ہوتا ہی شہ گرم کین
سمجھتا ہی بہتر ہر اک اپنا دین
نہین دین سی بڑہکر ہی جانکا خطر
پئی دین کٹا دیتی ہین اپنا سر
جہانگیری شہ کو ہی منظور گر
تو ہی جنگ ہمکو بھی مد نظر
سمایا میری سر مین بھی ہی جنون
ہو میدان پیکار مین کشت و خون

پئی نام دیدینگی ہم جان و مال
نہ آئیگا دین پر ہماری زوال
لکھی شرفی الفاظ ہین گرم جو
اور اوسمین جتایا بہت خشم کو
سو اِس شعلہ غیظ سی شاہ کی
اور ایرانی تلوار کی تاب سے
نہ آیا کسیطرح سی کچھہ خطر
نہ ہیبت نے کچھہ بھی دکھایا اثر
ہی پُتلا نہین موم کا کوئی یان
پگھلجائی جو دیکھکر گرمیان
بہت آپ رکھتی ہین مال و متاع
ہی فوج آپکی بھی نہایت شجاع
تو ہی ہمپہ بھی رام کی بس دیا
عطا سیم و زر اوسنے اتنا کیا
کہی ریگ صحرا صفت بیحساب
سپہ بھی ہی مور و ملخ کا جواب
کرینگے وہ جب جنگ کا اہتمام
کرینگے وہ ترکونکی تر کی تمام
اگر ہی ارادہ مصمم یہی
تو ہو حرب و ضرب اور نہو آشتی

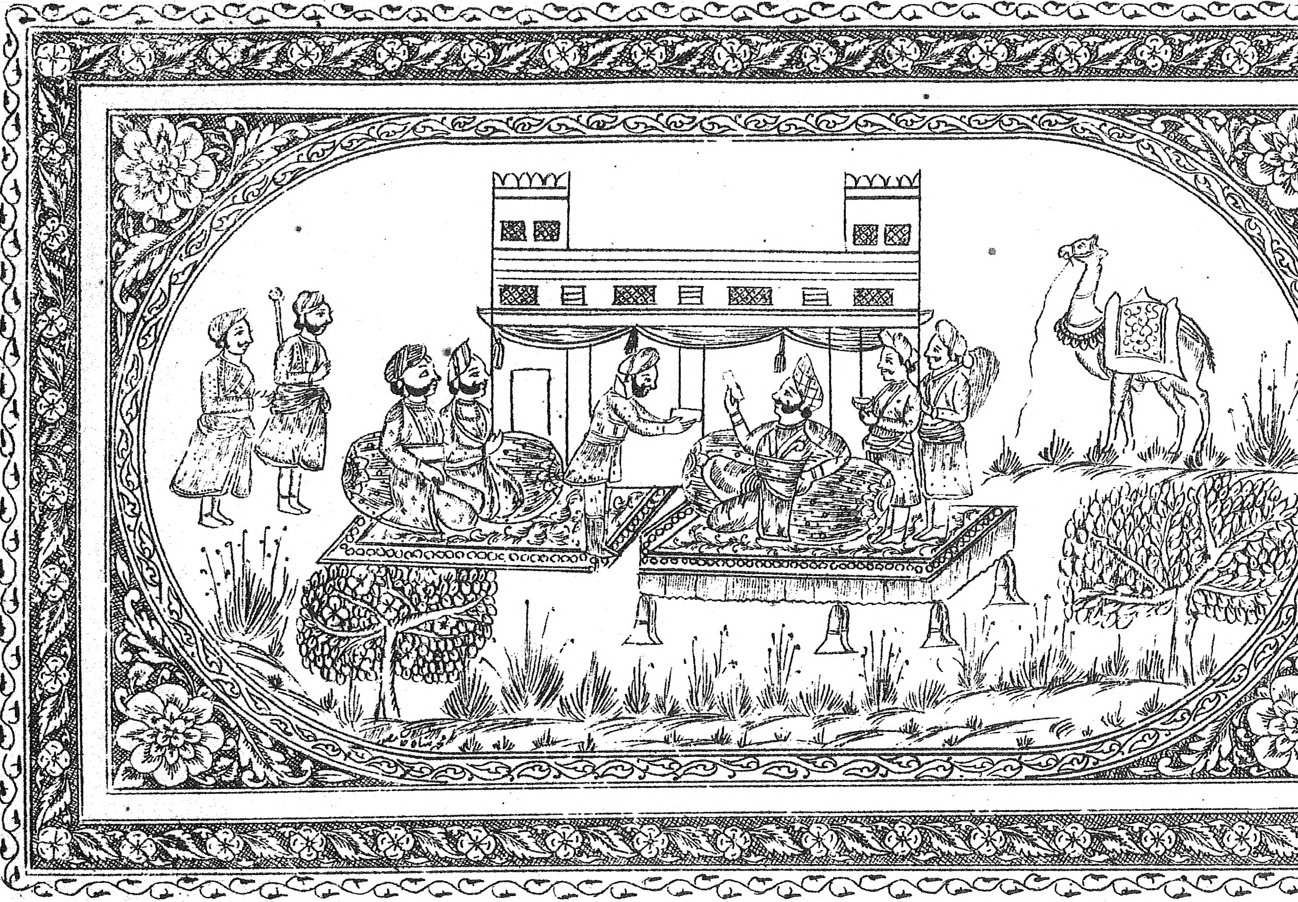

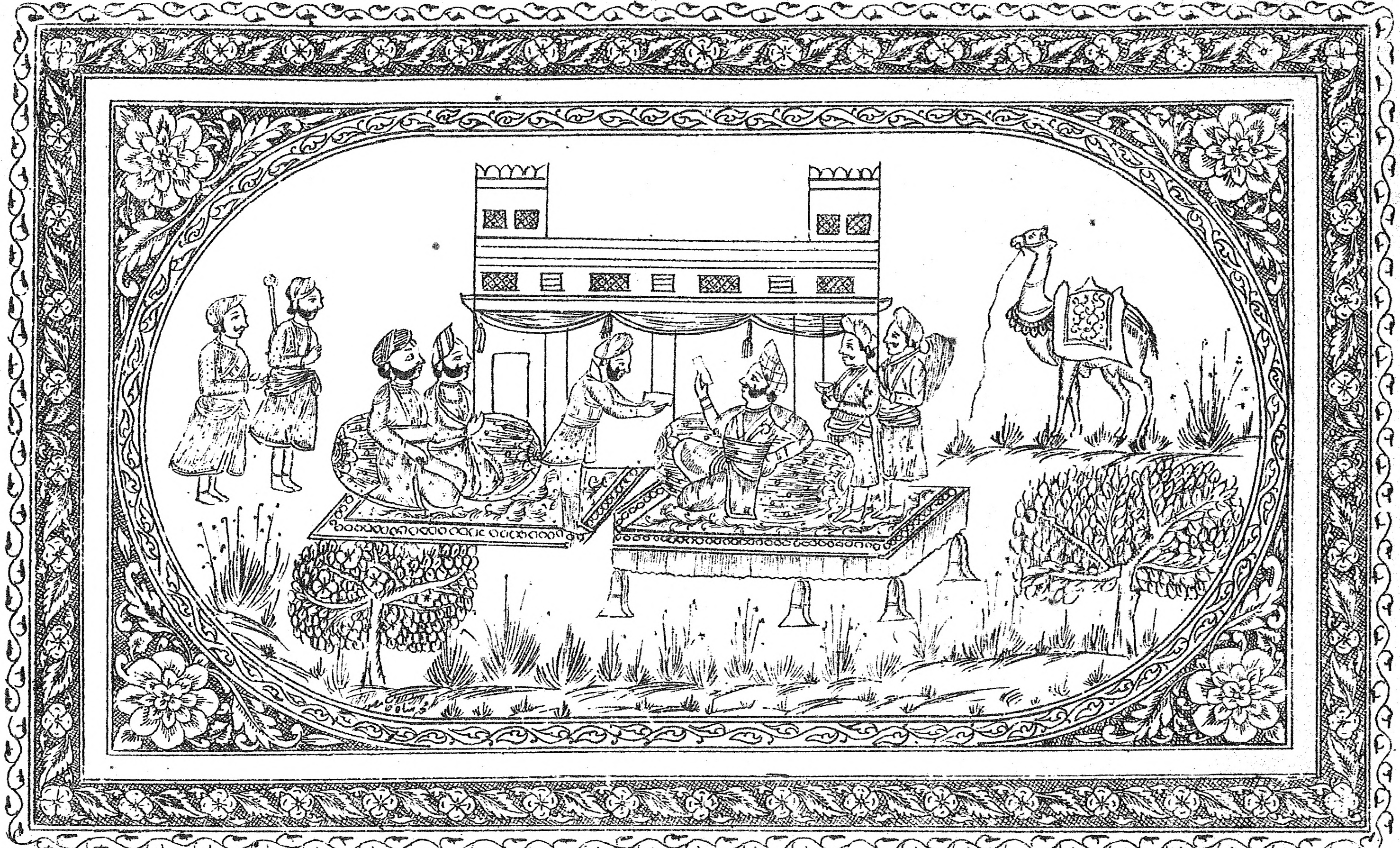

شکست و ظفر ہاتھہ مین رب کی ہی
جسی چاہی وہ جاہ و حشم بخشدی
ہی منظور گر شہ کو لشکر کشی
بس اسمین ہماری بھی ہی دل لگی
بہت روز ونسی بیٹھی بی شغل ہین
ہی بہتر یہی کام اوٹھکر کرین
ہلائین ذرا دست و پا اپنی ہم
دکھائین تہور کا جاہ و حشم
کرین تیغ ہندی کا جوہر عیان
دکھائین ذرا زور ہندوستان
اوٹھی یان سی تاترکون کی بارگاہ
ہویا ہند کا جاہ و لشکر تباہ
مرا دل بہت ہوگیا پُر غضب
نہو جنگ مین دیر اک دم کی اب
دلونکی نکلجائین کُل حوصلے
کوئی بھی نہ باہم ہون شکوی گلی
رہی تن مین جان یا نکلجای دم
پی رزم بڑہتا ہی اب تو قدم

ہی تیاریان جنگ کا ساز اب   لڑائی پر آمادہ ہی فوج سب
تبر تیغ و نیزہ سرو ہی سنان   ہین یان تشنۂ خون تاتاریان
تپنچہ قرابین توپ اور تفنگ   بہا دینگی یہ سیل خون وقت جنگ
ہی آبائی میرا جو دین متین   نہین چہوڑ سکتا ہون مین بالیقین
دلِ شاہ اگر طالبِ رزم ہی   یہان بھی مصمم وہی عزم ہی
کرون کسلیی جنگ سی مین حذر   کرون کیون مین ایرانیونسی خطر
ملازم ہی میری بھی فوج کثیر   ہر اک فرد جسکا ہی رستم نظیر
جوانون مین اس ہند کی ہی وہ زور   کہ کہیی اونہین رشک بہرام گور
اور ایسی ہین اونمین بہت پہلوان   کہ ہی دیدنی جنکی تاب و توان

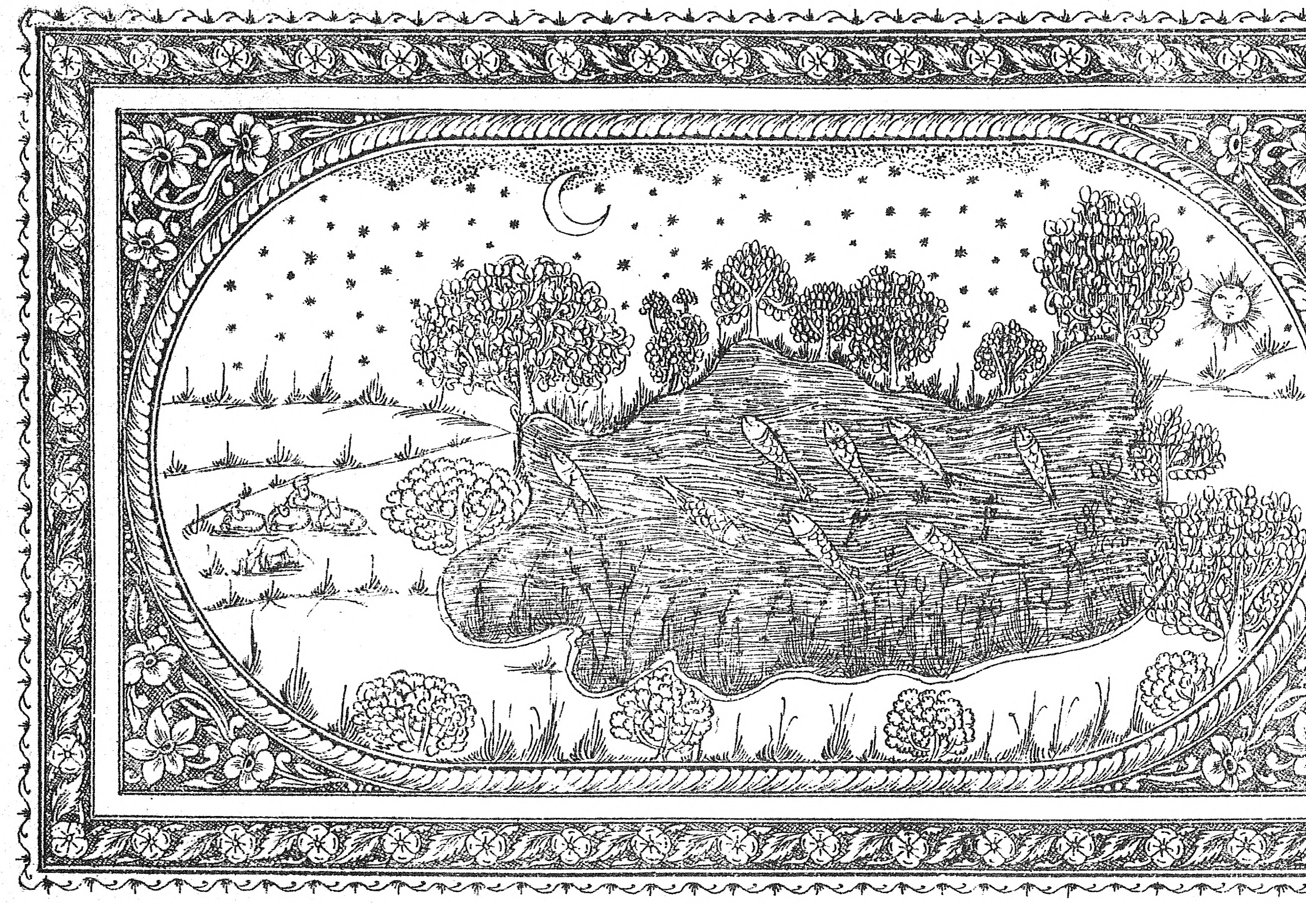

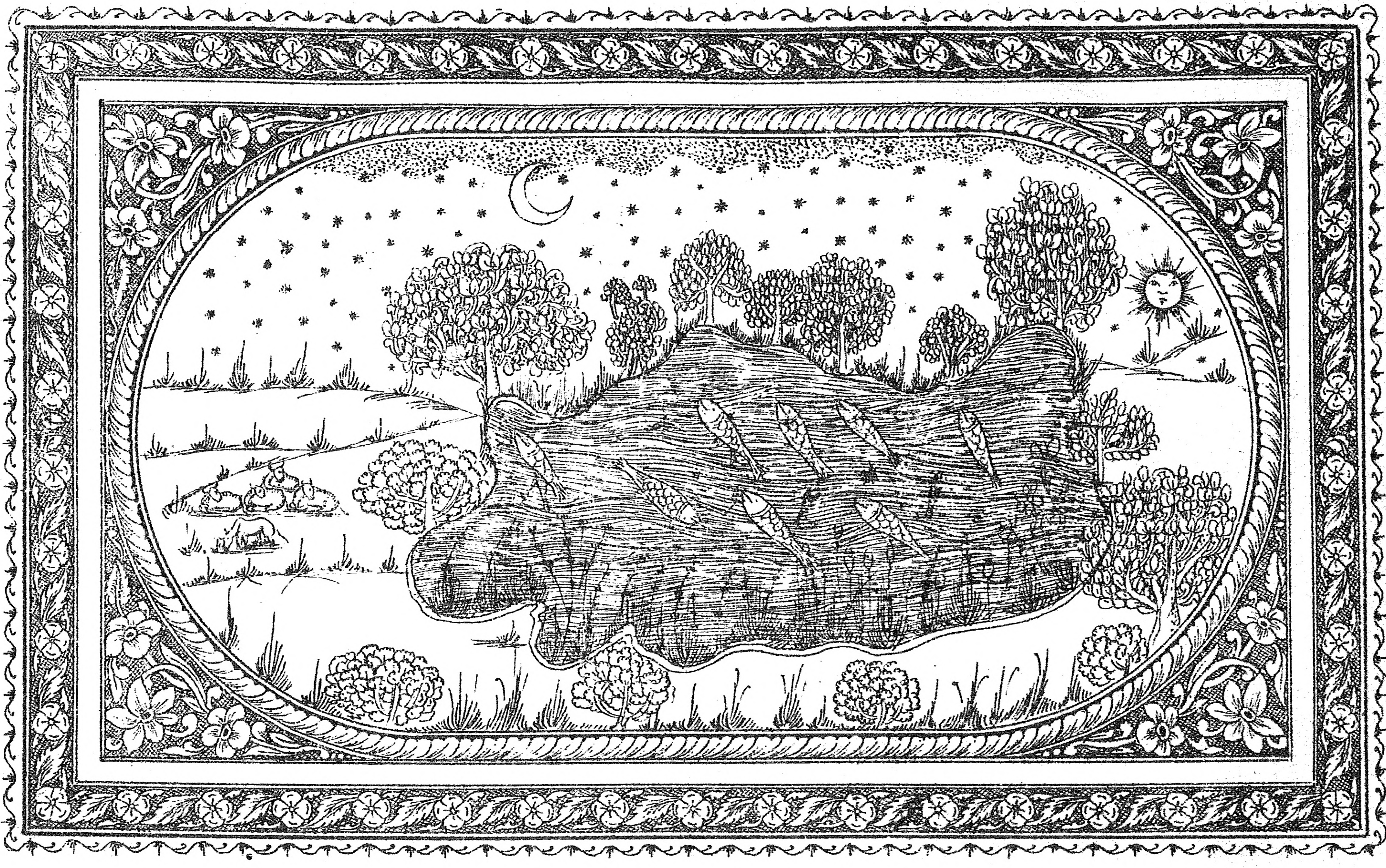

ہر اک طفل بانکا ہی ایسا قوی
پکڑ لی اگر سونڈہ کو فیل کی

اور اوسکو مروڑے تو ممکن نہین
کہ وہ چپت نہو جای فوراً وہین

پہر اوس فیل کی سر پہ رکہدی جو پا
تو ہو جای فوراً وہ سرمہ سا

ہی قوت مین ہریک کا بہی یہ حال
کہ رستم مقابل مین اونکی ہی نال

اوٹھا لیتا ہی اسپ کو با سوار
ہر اک اونمین ہی اسقدر زور دار

جب اونکو پٹکتا ہی وہ پہلوان
زمین کہتی ہی الامان الامان

بندیلونکی ہین پلٹنین جو یہان
گران ڈیل کیا کیا ہین اونمین جوان

برابر ہو استادہ راون اگر
رہی کاندہی سی اونکی زیر اوسکا سر

جوان مرد ہین راجپوت ایسی یہان
کہ ہر اک کو کہیے وحید زمان

لڑائی کی فن مین ہین کیا ہوشمند
کہ اکثر اوڑا کر وہ اپنی سمند

اُڑ جاتی ہین قلعو نمین وقت جنگ
سرِ خصم اوڑا دیتی ہین بیدرنگ

ملازم یہان سکھ بھی ہین بیشمار
تہور شعار اونکا ہے ہر سوار

اِک آلہ ہی چکر لقب اونکی پاس
جو دستار پر کہتی ہین بی ہراس

پھرا کر اوسی پھینکتے ہین جب ہر
کلہ وار اوڑتے ہین اعدا کی سر

غرض مہربانی سی بھگوان کی
نہین فوج کی ہی یہان کچھ کمی

ہی تیار میری بھی فوج و سپاہ
کرو جنگ آغاز ای بادشاہ

اِسی عزم پر ختم ہی گفتگو
چلی تیغ باھم بس اب دو بدو

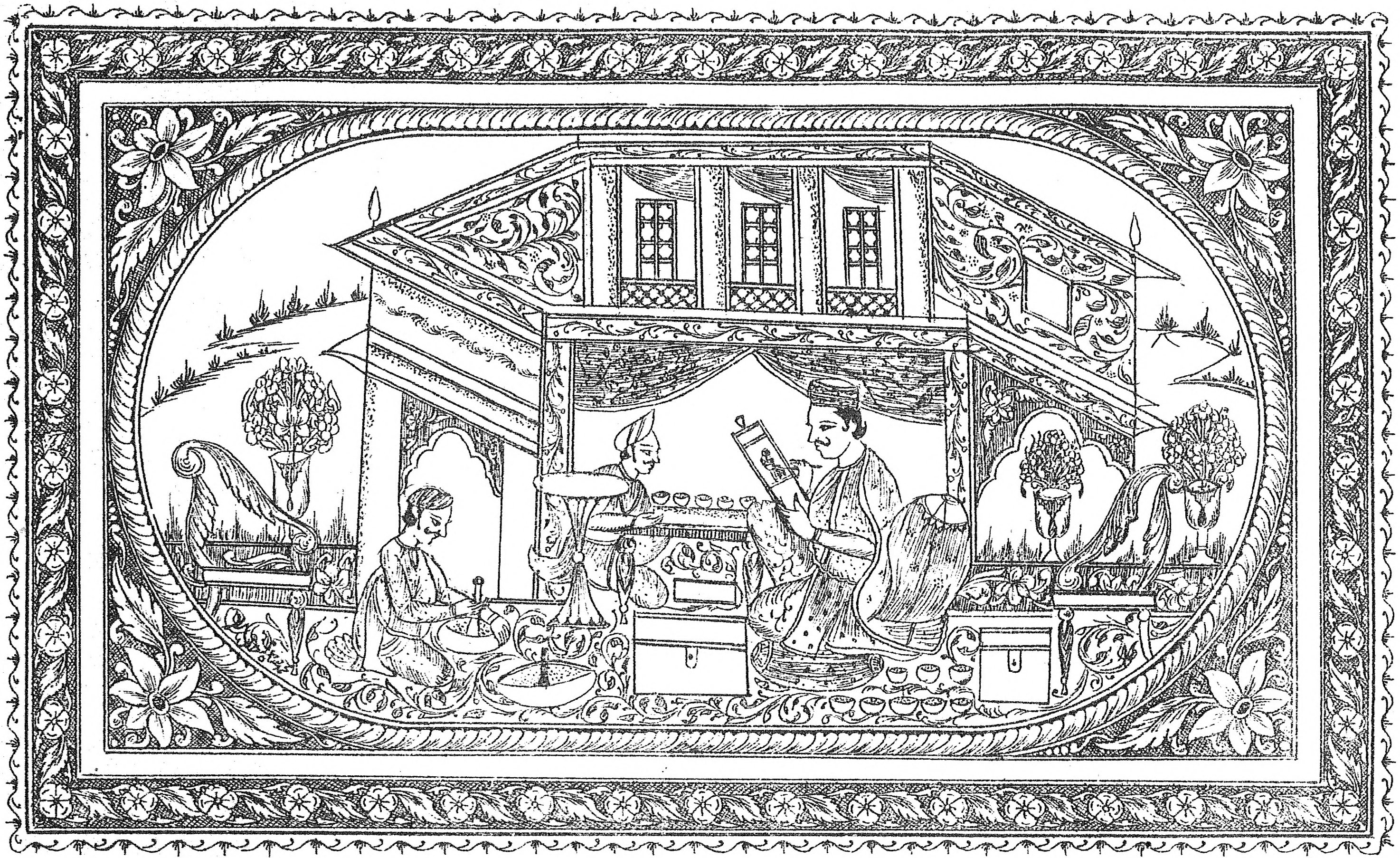

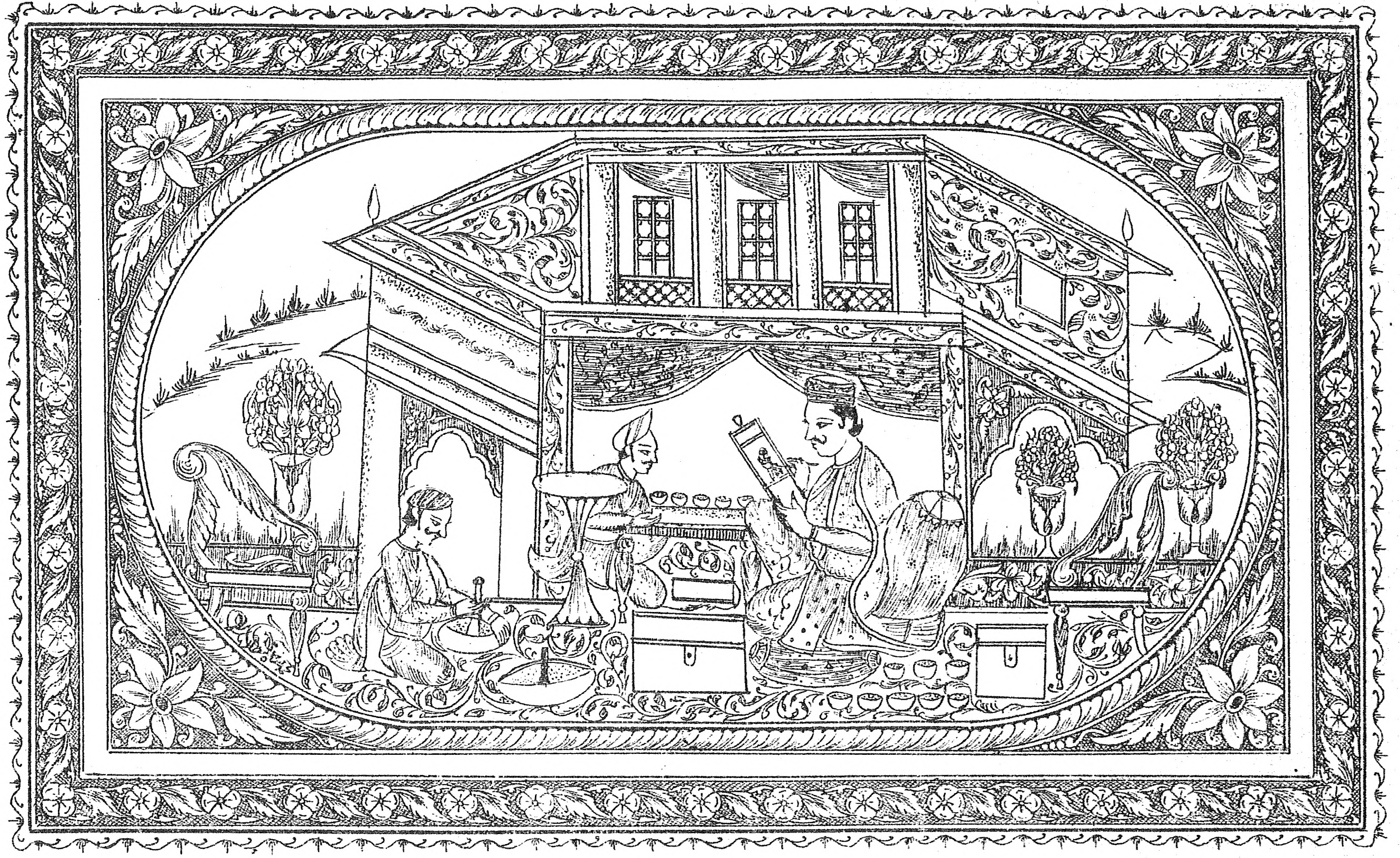

روانہ کرنا سفیر کو نامہ دیگر

رقیمی مین لکھکر یہ ساری پیام
دی پیک کو باشکوہ تمام
پھر اوس سے کہا اب روانہ ہو تو
سوی شاہ تیمور پکار جو
وہ لیکر اوسے اور کر کی سلام
چلا برق سان قاصد تیز گام
گیا لشکر شاہ مین جلد تر
ہوا پھر وہ حاضر در خیمہ پر
اوٹھا عرض بیگی اوسی دیکھکر
وزیر الممالک کو دی تا خبر
غرض اوسکی خدمت مین ہو کر رسا
اور آداب معمولی لا کر بجا
یہ کی عرض اوسنے کہ عالیجناب
لی آیا خط شہ کا قاصد جواب
وہ ہی حاضر باب دولت سرا
ہو اب حکم جو اوسکو لاؤن یہا

وزیر الممالک نے اِس عرض پر   دیا حکم لاؤ اوسی جلد تر
جو پہنچا اوسے حکم حاضر ہوا   کیا پھر بیان سربسر ماجرا
رقیمہ دیا اور کہا یہ پیام   کہ ہی جنگجو راجہ بلا کلام
طبیعت مین اوسکی ہی کینہ بھرا   نہین ہی بجز جنگ کچھ چاہتا
اوسی شاہ سی جنگ منظور ہی   یہی خط مین بھی اوسکی مسطور ہی
وزیر الممالک نے جب یہ سُنا   اور اوس نامہ کو کھولکر سب پڑھا
ہوا خشمناک اور بجوش غضب   کیا اپنا رخش سواری طلب
مع نامہ اوس پر وہ ہوکر سوار   چلا جانب خیمۂ شہریار
وہ خیمہ مین دربار کی پہنچا جب   کہا عرض بیگی سی فی الفور تب

حکایت

کرو شاہ کو میری جا کر خبر
کہ حاضر ہوا ہی وزیر آنگر

خریطہ ضروری ہی اک اوسکی پاس
ہی مضمون اوسکا ضرورت اساس

سنی شاہ نی جب یہ اوس سی خبر
ہوا تخت پر جلد تر جلوہ گر

اراکین ہوی اِس سے جو مطلع
ہوی آکے دربار مین مجتمع

قرینی سے دربار جب بھر گیا
سلام اور مجرا ادا ہو چکا

وزیر الممالک بھر آگی بڑہا
پئی بوسۂ تخت شاہی جھکا

پس بوسہ بھر سر اوٹھا کر کیا
نمیقہ وہ پیش شہ ذو العلا

اوسی کھولکر جبکہ شہ نی پڑہا
غضب سی ہوا سرخ رخ شاہ کا

دیا بھر یہ فرمان بفرط غضب
کہ فی الفور ہو فوج تیار سب

نہ ہرگز کری کچھ توقف سپاہ　اسی وقت جای سوی رزمگاہ
بہت جلد ہان اب بجی طبل جنگ　نہو اسکی تعمیل مین کچھہ درنگ
سُنا پر غضب شہ کا جب یہ کلام　اوٹھی رزم کی منتظم بس تمام
روانہ ہوئی وان سی با خشم و طیش　کرین تا کہ آرایش جنگ و جیش
گئی اپنی خیمے مین دونون وزیر　کرین کام تا حسب رای منیر
اودہر خانخانان نی بس بیدرنگ　دیا حکم کل فوج کو بہر جنگ
کہا پہر نہین دیر ہی کچھہ یہان　بس اب دم مین لیتی ہین ہندوستان
ادہر بہیجا پیغامبر بی ہراس　وزیر الممالک نی راجہ کی پاس
کہی جا کی تا اوس سی وہ یہ پیام　کہ کر زود تر جنگ کا انتظام

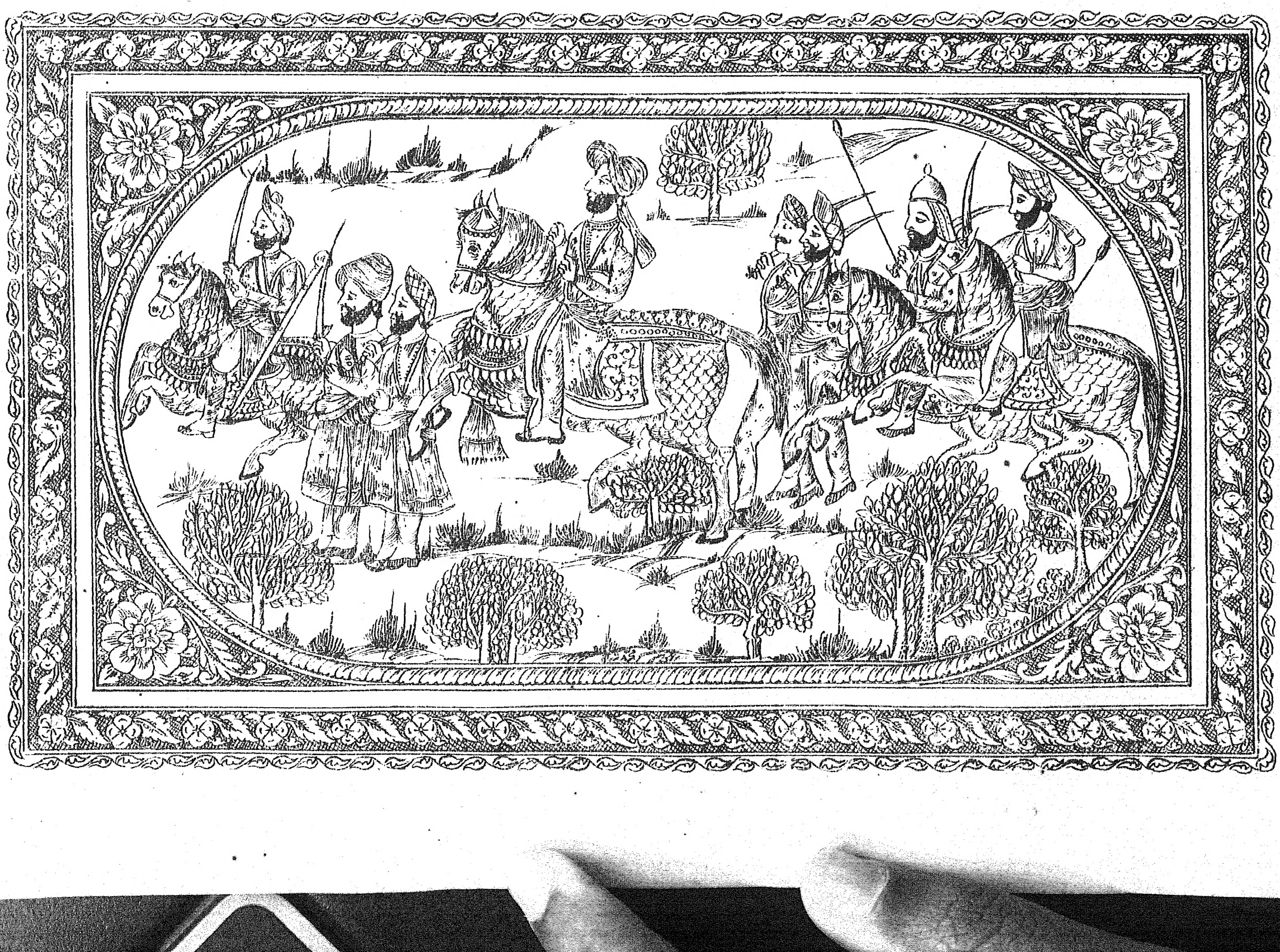

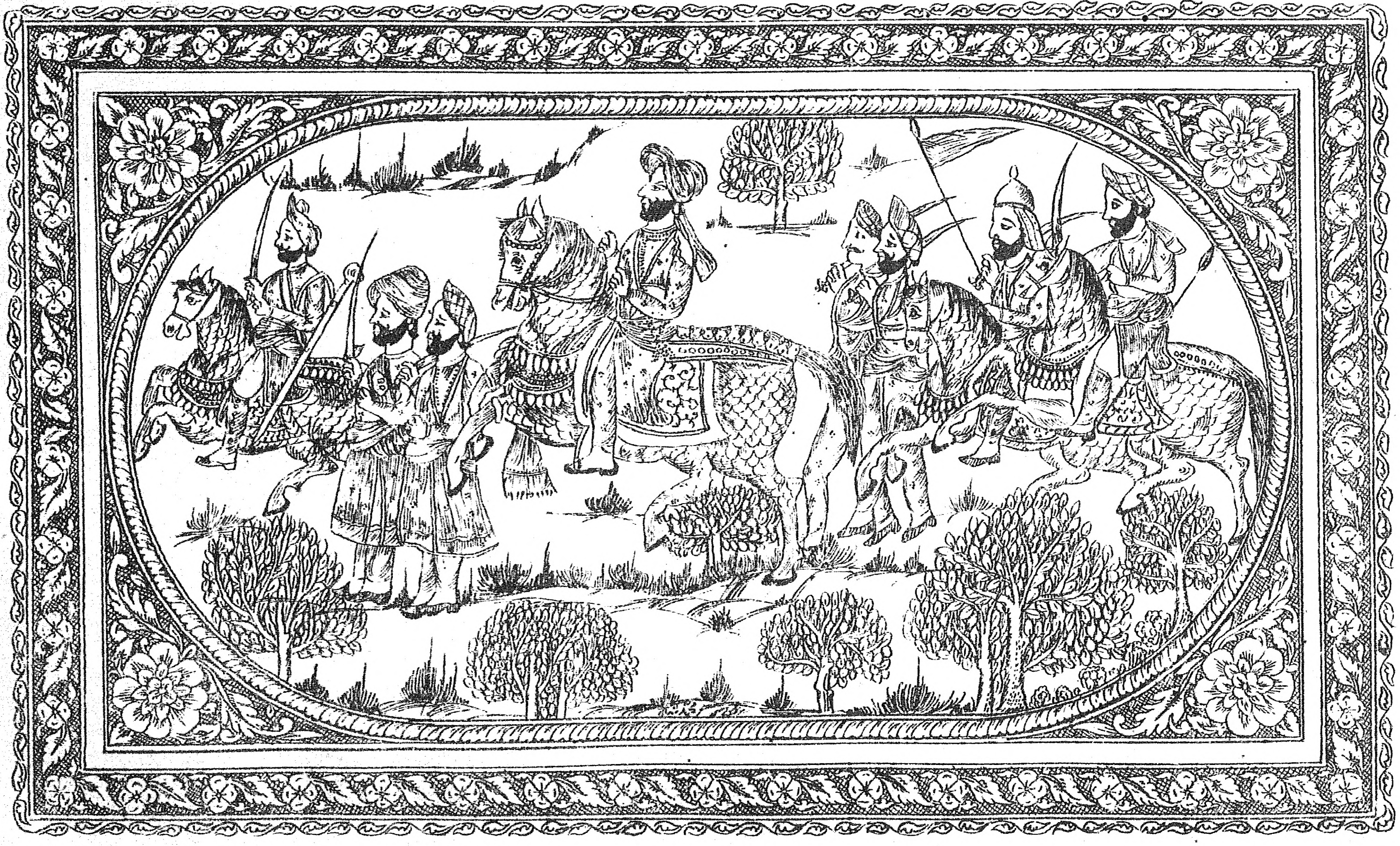

خبردار ہو اس سی ای کینہ خواہ
کہ تیار ہے رزم کو فوج شاہ
فدا جان کرنیکو بی اشتباہ
گئی فوج شاہی سوی رزمگاہ
سپاہ اپنی بھی بھیج تو زودتر
نہ تاخیر دم بھر کی اب اسمین کر
کری لشکر شاہ سے سامنا
دکھاے شجاعت کو اپنی ذرا
یہ مضمون جب نامہ بر سن چکا
سوے شہر فوراً روانہ ہوا
گیا آگی راجہ کے جب نامہ بر
کہا فوج کو حکم دی زودتر
سوے رزمگہ ہو بسرعت رواں
تو کر لشکر شاہ سی جنگ واں
بہم زود تر جنگ ہو دو بدو
ہو پامال اقبال شاہی عدو
ظفریاب ہو شاہ عالی مقام
رہی ہند مین دین احمد مدام

یہ پیغام راجہ سی کہکر سفیر
سوی لشکر شہ ہوا رہ گیر

در شہ پہ جا کر ہوا عرضہ گر
کہ ہو شاہ آمادہ اب رزم پر

یہ تہورا ابھی ہی شاہ سی جنگخواہ
مع فوج ہی رو سوی رزمگاہ

روانہ ہونا شاہ کا پی رزم

یہ مضمون سنکر شہ نامور
اوٹھا جنگ کرنی بصد کر و فر

ہوا فیل پر بادشہ تب سوار
بشوکت بعظمت بعز و وقار

وہ لشکر کی جو تہی پیادی سوار
دلیر و شجاع و تہور شعار

کہڑی مستعد تہی پی کارزار
دو طرفہ قرینی سی باندہی قطار

نظر آیا وہ فیل شہ اونکو جب
سلامی لگی دینی با صد ادب

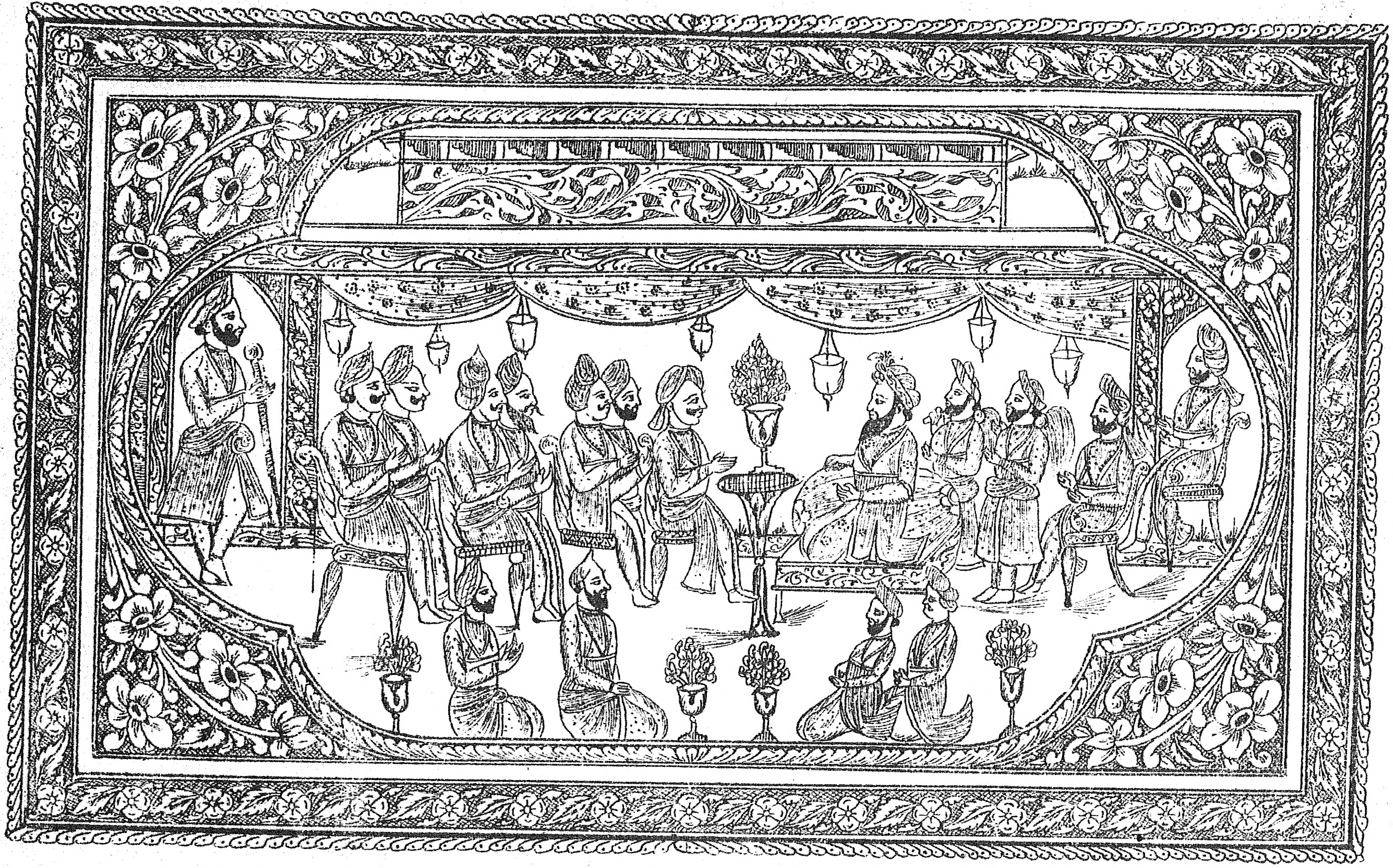

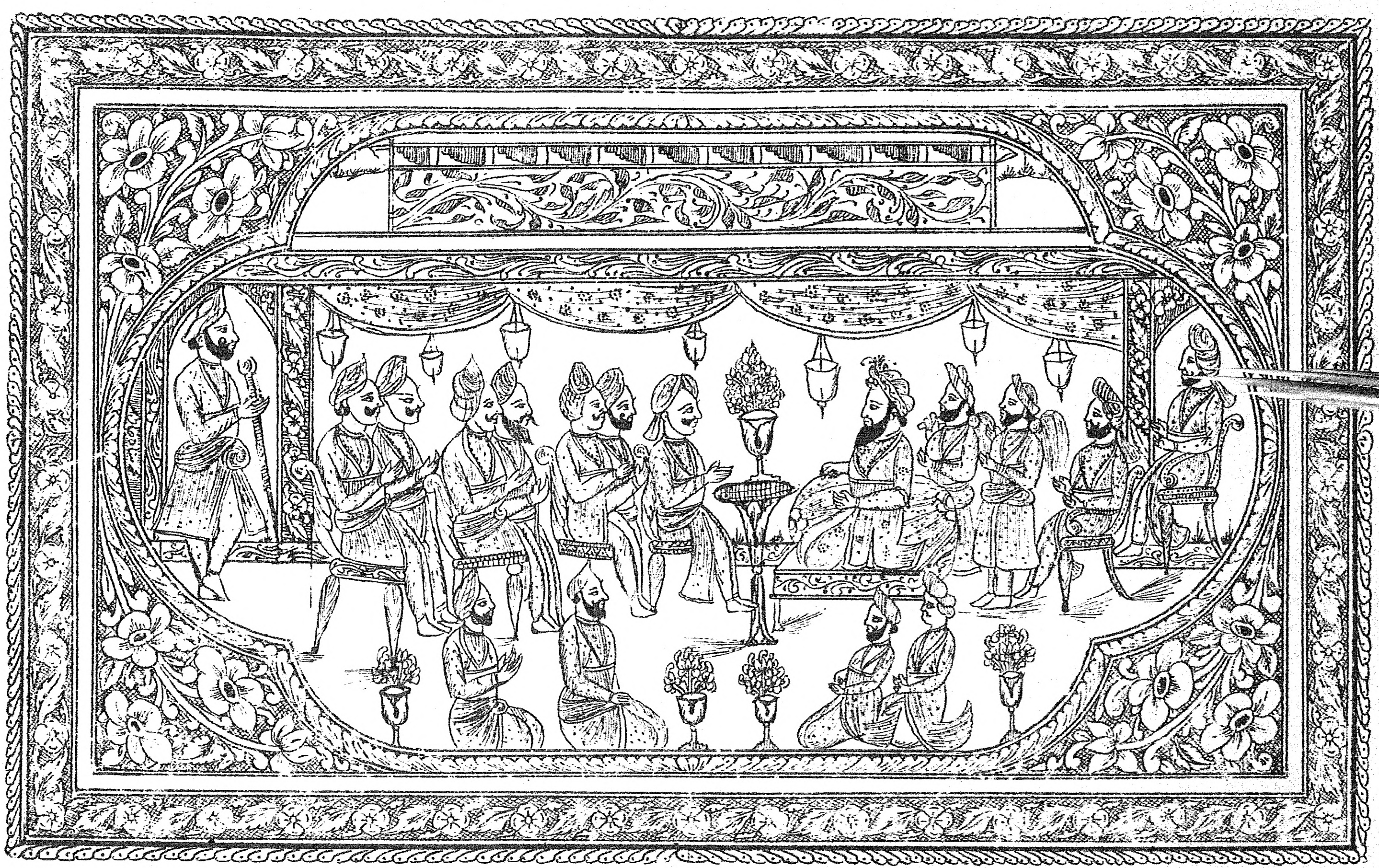

میانونسی لین سب نی تیغین نکال برای سلامی بعز و جلال
بآئین شاہی براہ ادب جہکائی پہریری نشانونکی سب
ہوئین توپخانی سی توپین بہی سر گیا شور جنکا سر چرخ پر
سلامی کی باجی بہی ایسی بجی کہ ہوش عدو کچہہ نہ باقی رہی
یہ آئین شاہی ہوی جب ادا سوی رزمگہ لشکر شہ چلا
ہوی ایسی تیزی سی وہ رہ نورد کہ اوڑہکر ملی جاکے گردون سی گرد
پہنچکر وہان بی ہراس و درنگ صفین باندہکر جم گئی بہر جنگ
لگی دیکہنی پہر وہ دشمن کی راہ کہ کب آتا ہی لیکی اپنی سپاہ
بس اک دم مین راجہ بہی لیکر سپاہ ہوا بی خطر وارد رزمگاہ

کھڑا ہو کی میدان مین بیدرنگ ہوا شور کر کی طلب گار جنگ
مقابل مین شہ کی کیا خود قیام لڑائی کا پہر جلد بہیجا پیام

آغاز جنگ

غرض دونون جانب بجا طبل جنگ لڑائی کا بس جم گیا خوب رنگ
سپہدار لشکر نی دی جب کمان ہوا مایل اوج جنگی نشان
ہوا وسط لشکر مین جب وہ عیان نگاہین ہوئین اُسکی سب مدح خوان
چمک اوسکی پرچم کی تیز ایسی تہی کہ چشم مہ و خور جہپکنی لگی
جو دیکہا اوسی پہر تو فوراً سپاہ چلی اودڑ ہی جانب رزمگاہ
لگی جنگ کی باجی بجنی بہی سب ہوئی فوج دشمن بہی سرگرم تب

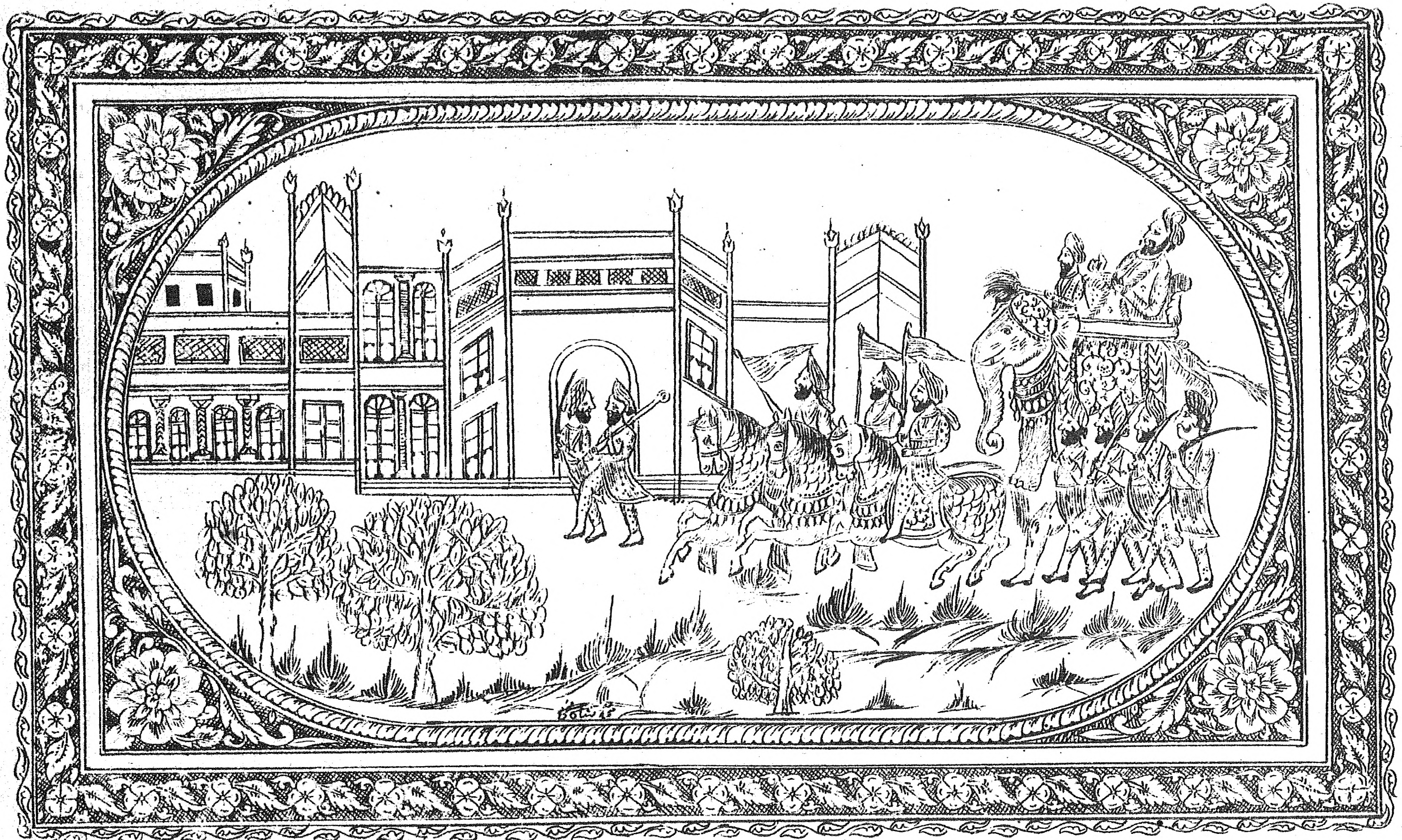

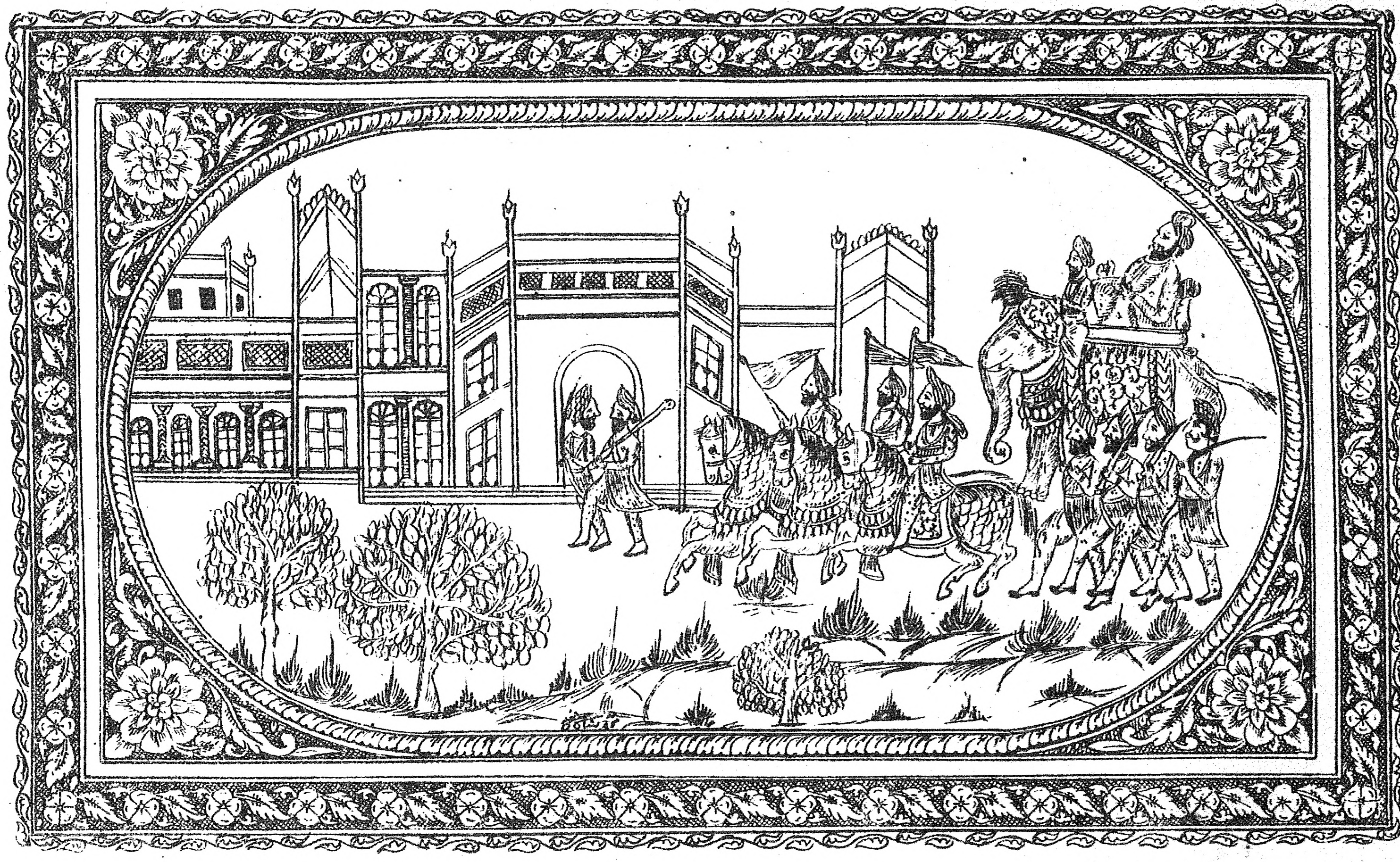

غرض بڑہ کی دونون طرف سے سپاہ
مقابل ہوئی اور ہوئی رزم خواہ
مقابل مین آگی پیدل سوار
لگی کرنے تیر اور تفنگونکی وار
سوارون نی پھر حملہ ایسا کیا
کہ ترک فلک نے کہا مرحبا
پیادی بھی بس ہوگی سینہ سپر
لگے مارنی گرز و تیغ و تبر
چلی پھر تو تلوار ایسی وہان
کہ ہر سو ہوا خون کا دریا روان
جہان تک وہان تھا نگہ کا گذر
بس آتا تھا کشتونکا تودہ نظر
زد و ضرب سے نیزونکی بھی وہان
تھا سینون سی فوارۂ خون روان
اسیطرح خنجر چھری اور کٹار
حریفون کا کرنے لگی تن فگار
غرض ہر طرف اہل اسلام کی
سر بت پرستان اڑانی لگے

ہوا جو مقابل نہ جانبر ہوا
اجل کی نہ پنجی سے باہر ہوا

پتھورا کی بہی لشکری بیدرنگ
چلانی لگی تیغ و تیر و تفنگ

چلی ہند کی تیغ بہی لینی جان
اجل کی دکھاتی ہوی شکل و شان

سکھون نی بہی پھینکی سوی فوج شاہ
وہ چکّر جو رکھتی تھے فوق کلاہ

وہ ہرچند تھا آلۂ جانستان
ادہر تھا مگر فضلِ حق پشتبان

بندیلونکی بیڑے تہور شعار
بڑہی لیکی بندوقین سب توڑیدار

پیاپی سے لگے مارنی گولیان
نکلتی تھین جو توڑکر استخوان

سوا استخوان توڑنی کی وہان
ہراِک گولی لیتی تہی دو کس کی جان

ہوی ہردو جانب سی توپونکی فیر
کہ کرلی ہراک کس نی محشر کی سیر

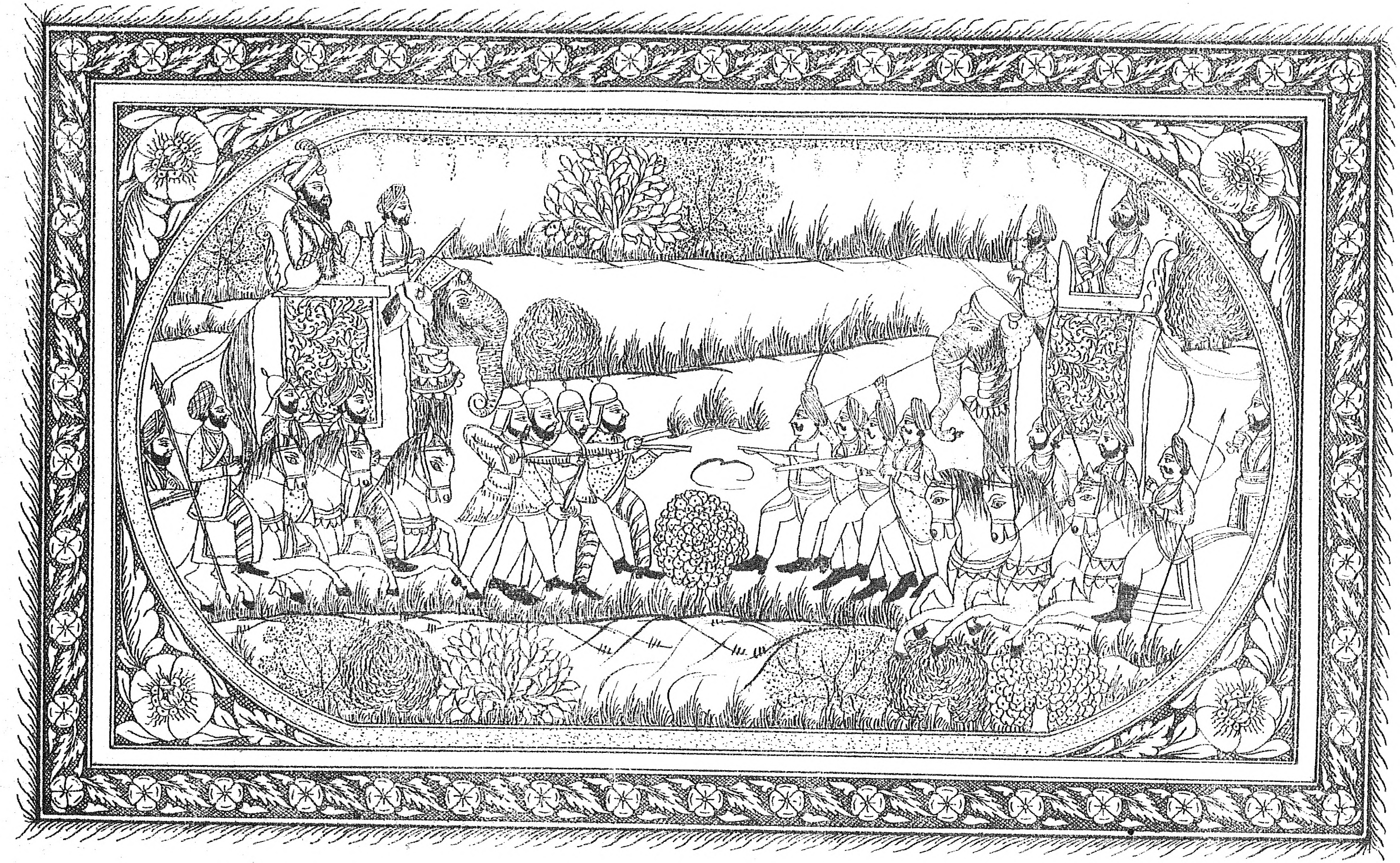

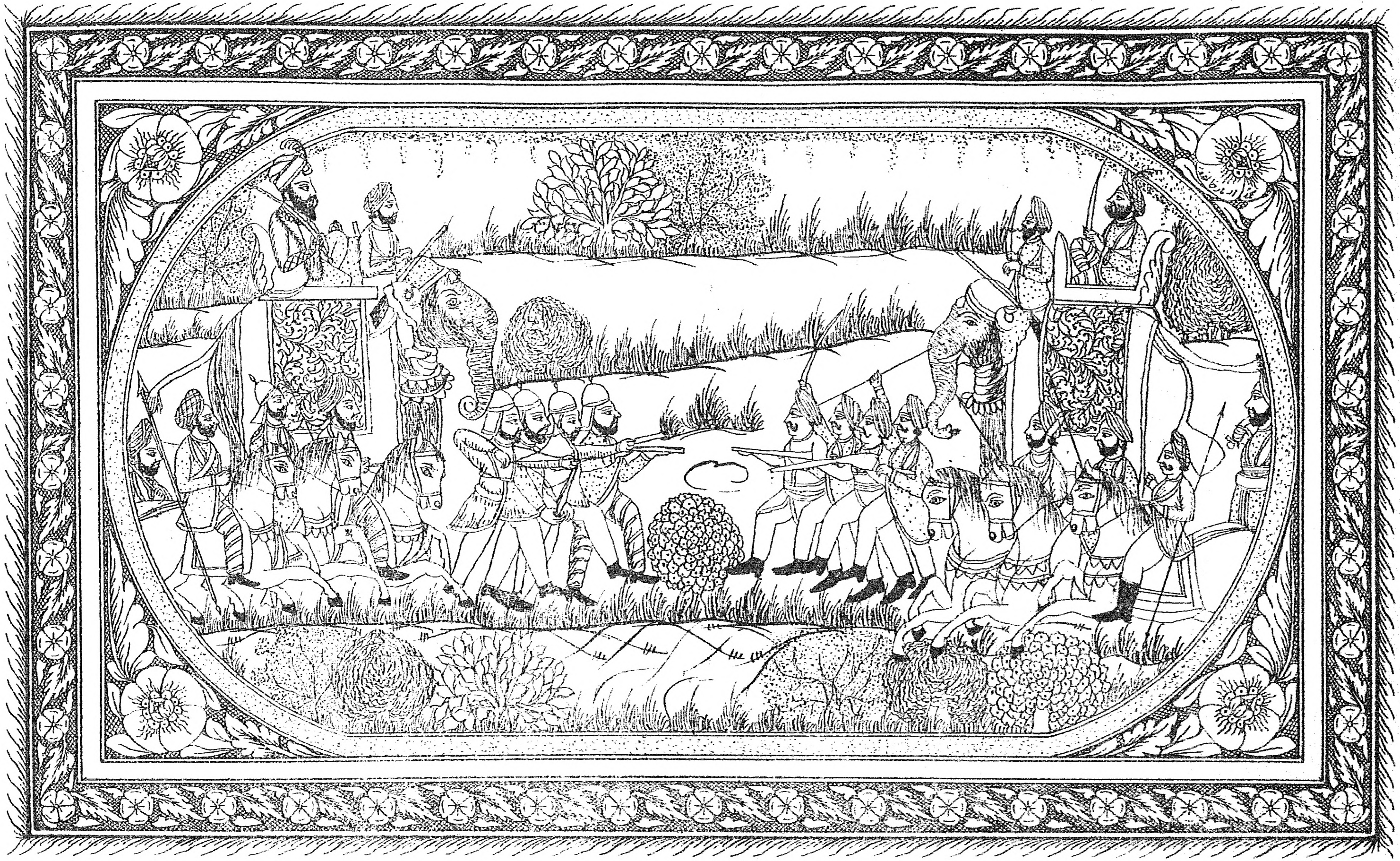

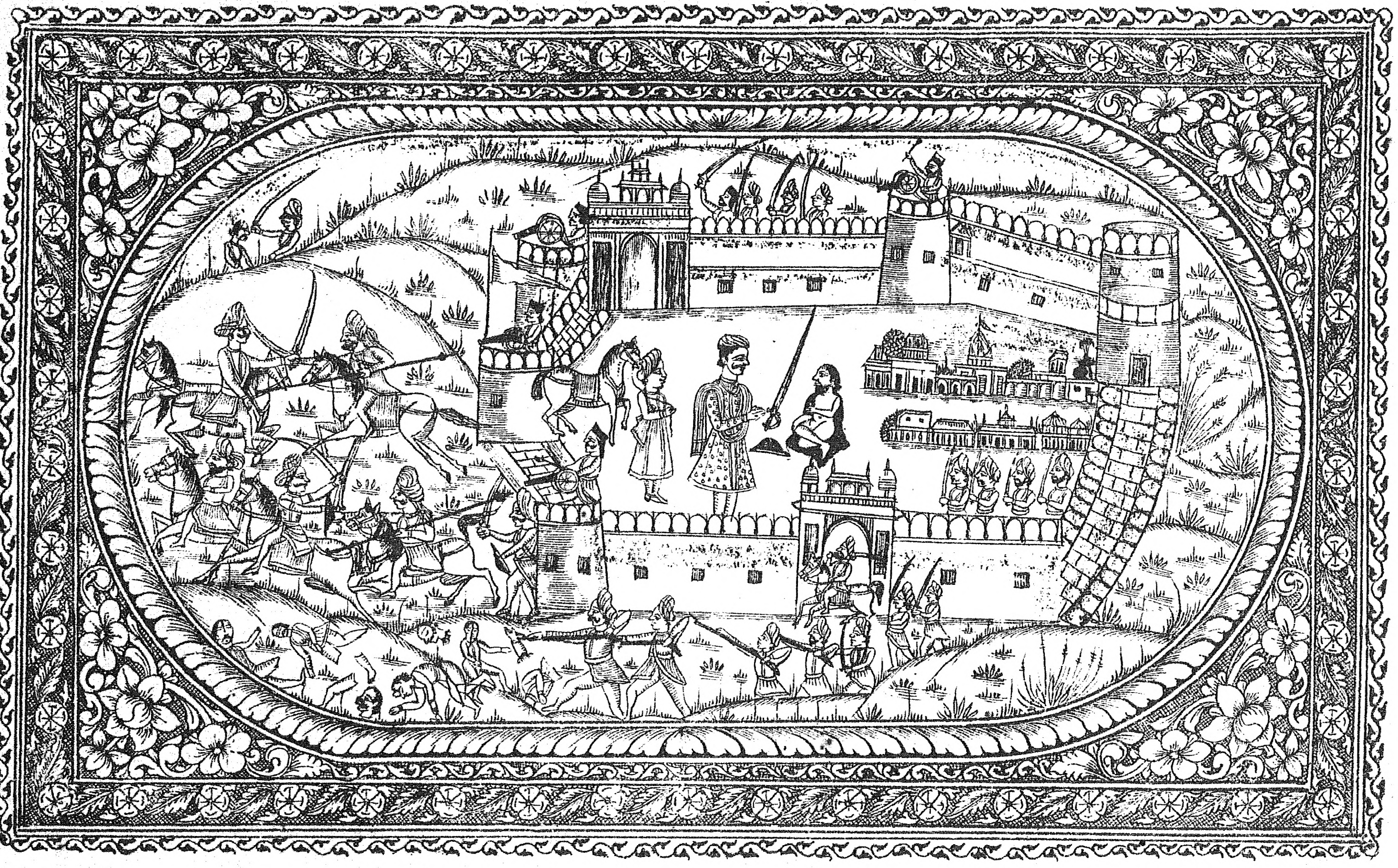

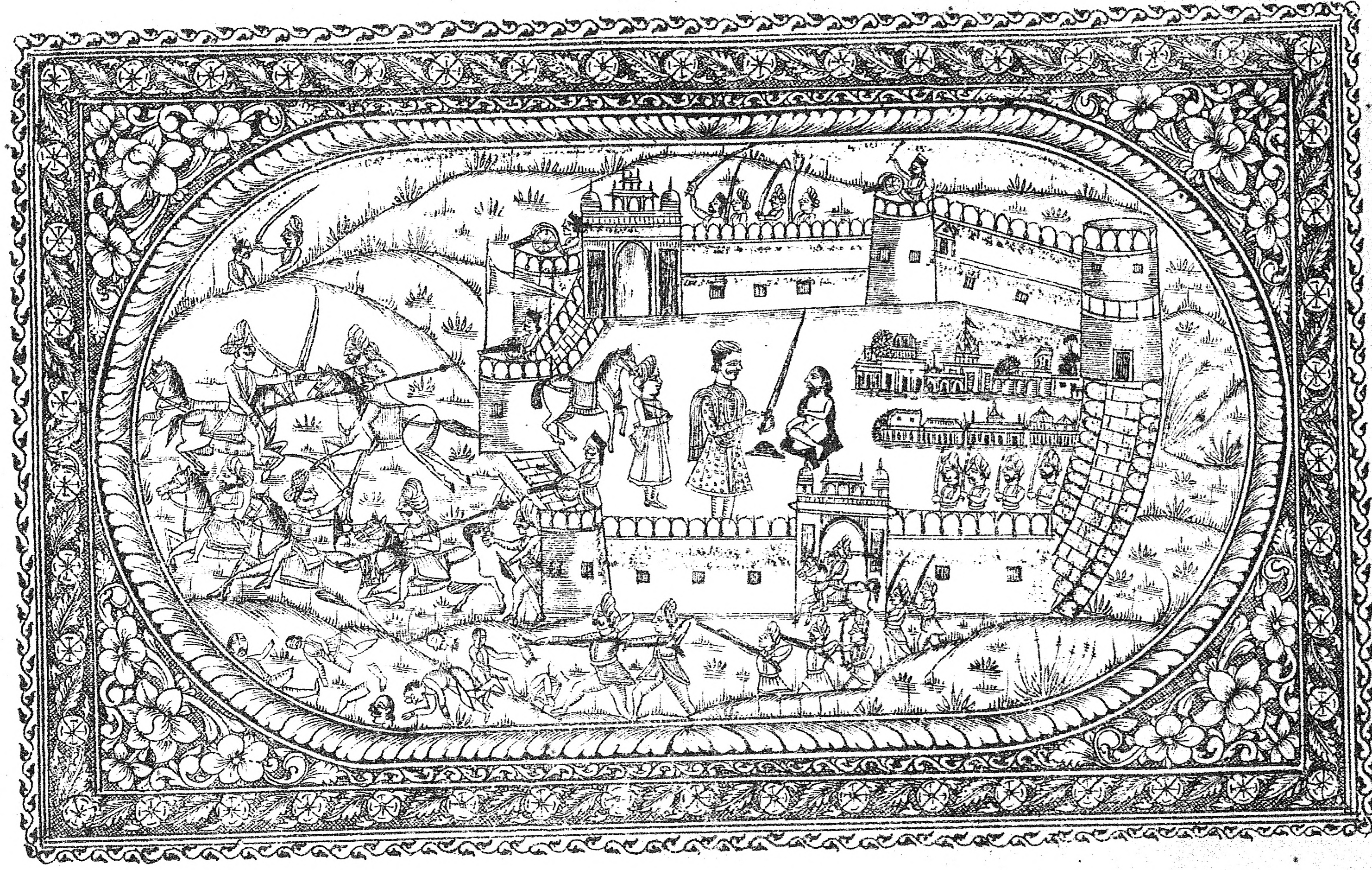

بڑہی راجپوتونکی شبدیز جب اوٹھائی سمند اپنی ترکون نی تب
مقابل بہم ہوکی کی سخت جنگ ہوا قافیہ زیست کا جس سی تنگ
تلنگون کی تہی باڑ وہ قہر کی کہ لشکر پہ راجہ کی جب پڑتی تہی
ہزارون ہی کفار ہوکر فنا سقر کی طرف ہوتی تہی رہ گزا
غرض اسطرح سی پیادی سوار رہی محو ہنگامہ کارزار
ترقی لڑائی کو تہی ہر گہڑی اجل سامنی تہی ہر اک کی کہڑی
تتاری و ایرانی تہی وان جو فوج رہی جوش زن جنگ مین مثل موج
نہ ہرگز ہٹے رزمگہ چہوڑکر اوڑاتی رہی بت پرستونکی سر
نہ جب تک ہوئی ہندؤنکی شکست ہوئی جنگ سی اونکی ہمت نہ پست

بہت جانفشانی سی ہر کس لڑا
رہا آخر معرکہ تک اڑا

ظفر یاب ہونا شاہ تیمور کا

غرض جب بتائید فضل اله
عیان ہو چلا غلبہ فوج شاہ
پتھورا کا بس مٹ گیا ولولا
فرار اوس کا لشکر ہی ہونی لگا
لی جب فوج اوسکی نی راہ فرار
تب افواج نی شہ کی پکڑا قرار
گریزان ہوئی فوج کل اوسکی جب
مقید ہوا وہ بد اندیش تب
بجا فوج مین شہ کی طبل ظفر
ہوا شاد اوس فوج کا ہر بشر
دیا شہ نی پہر حکم یہ صاف صاف
کہ ان فوج کو لوٹ ہی ہی معاف
غنیمت کا جو مال جسکو ملی
عطا ہم نی اوسکو کیا سب اوسی

پس اس حکم سی لوٹ کر خوب مال
ہوی سب وہ خوشوقت و آسودہ حال

حراست مین بہر لیکی دشمن کو شاہ
گیا شہر مین با ہمہ عز و جاہ

جہان راجہ کی تخت گہ تہی وہان
ہوا تخت پر شاہ جلوہ کنان

ہوا شاہ جب تخت پر جلوہ گر
پیاپی ہوئین قلعہ سی توپین سر

ہر اک سمت نقارخانی جو تھی
وہان دہوم سی شادیانی بجی

سنی خلق نی توپ کی جب صدا
در شہ پہ ہر شخص حاضر ہوا

امیر و وزیر و اراکین تمام
پئی نذر آئے بصد احتشام

پتہورا کی تہی راجہ جو زیر دست
ہوی حوصلی اونکی بہی ساری پست

وہ آخر بصد عجز نذرین لیے
اطاعت کی حلقی مین داخل ہوے

در دولت شاہ پر آن کر
گذارا زر نذر پیش نظر
جواہر کی لائی تھی جو کشتیان
رکھین پیش اورنگ شاہِ زمان
غرض پیش کش کر کی نذر و نثار
جو لائی تھی ہمراہ وہ نامد
ہوی ایستادہ صفین باندہ کر
حضور شہ صاحبِ کر و فر
بصد عجز مہر اپنی ملکو نکی سب
ہوی دست بستہ معافی طلب
یہ سُنکر دیا شہ نی حکم نشست
ہوئی جس سی ورانکی دلکی شکست
ہوا یہ بھی ایما کہ جاہ و جلال
ہر اک راجہ کا خوب کر کی خیال
معین ہو ہر اک کی جای نشست
مطابق مراتب کی بالا و پست
جلو دار حسب اس حکم کے
بموقع ہر اک کو بٹھانی لگے

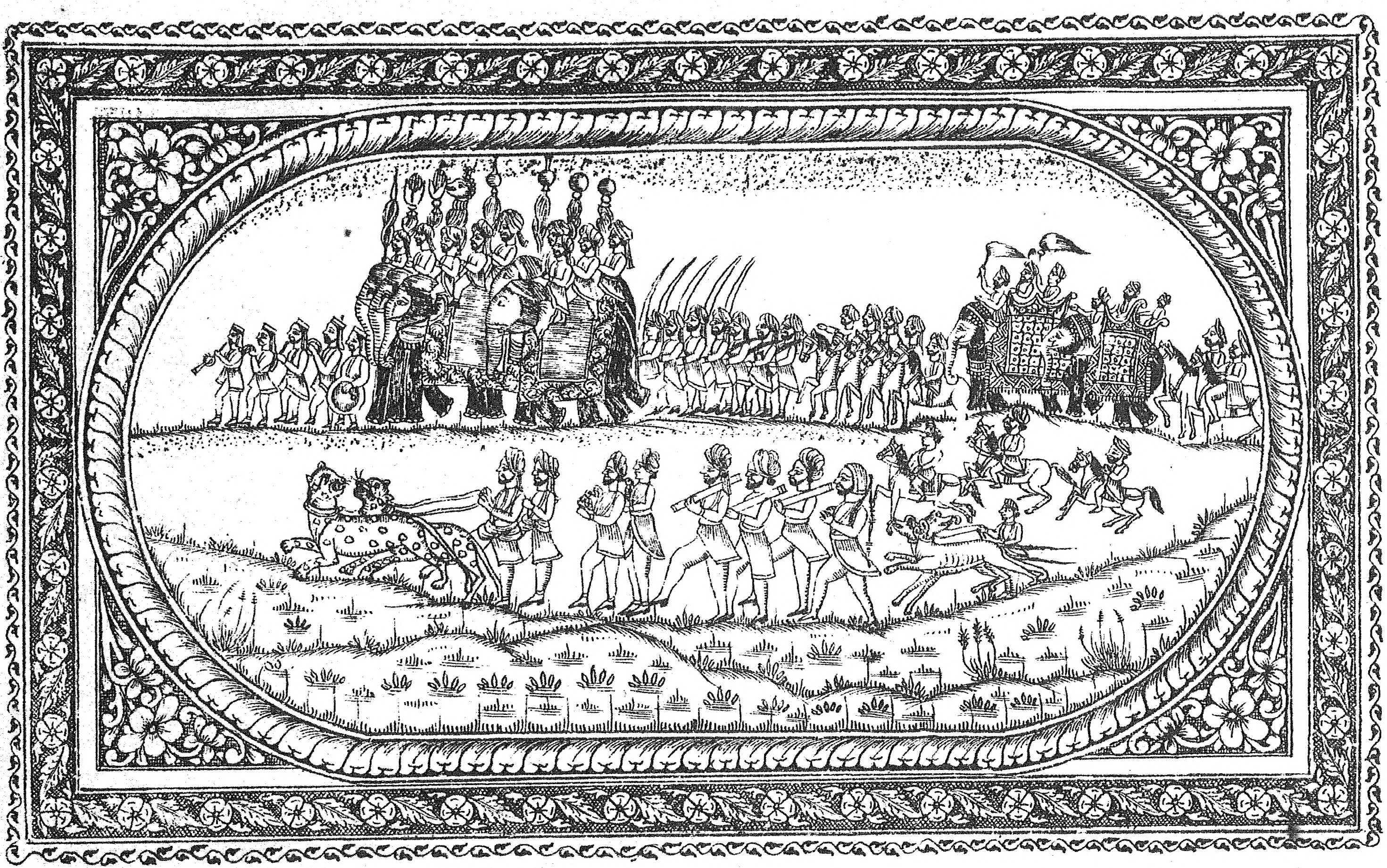

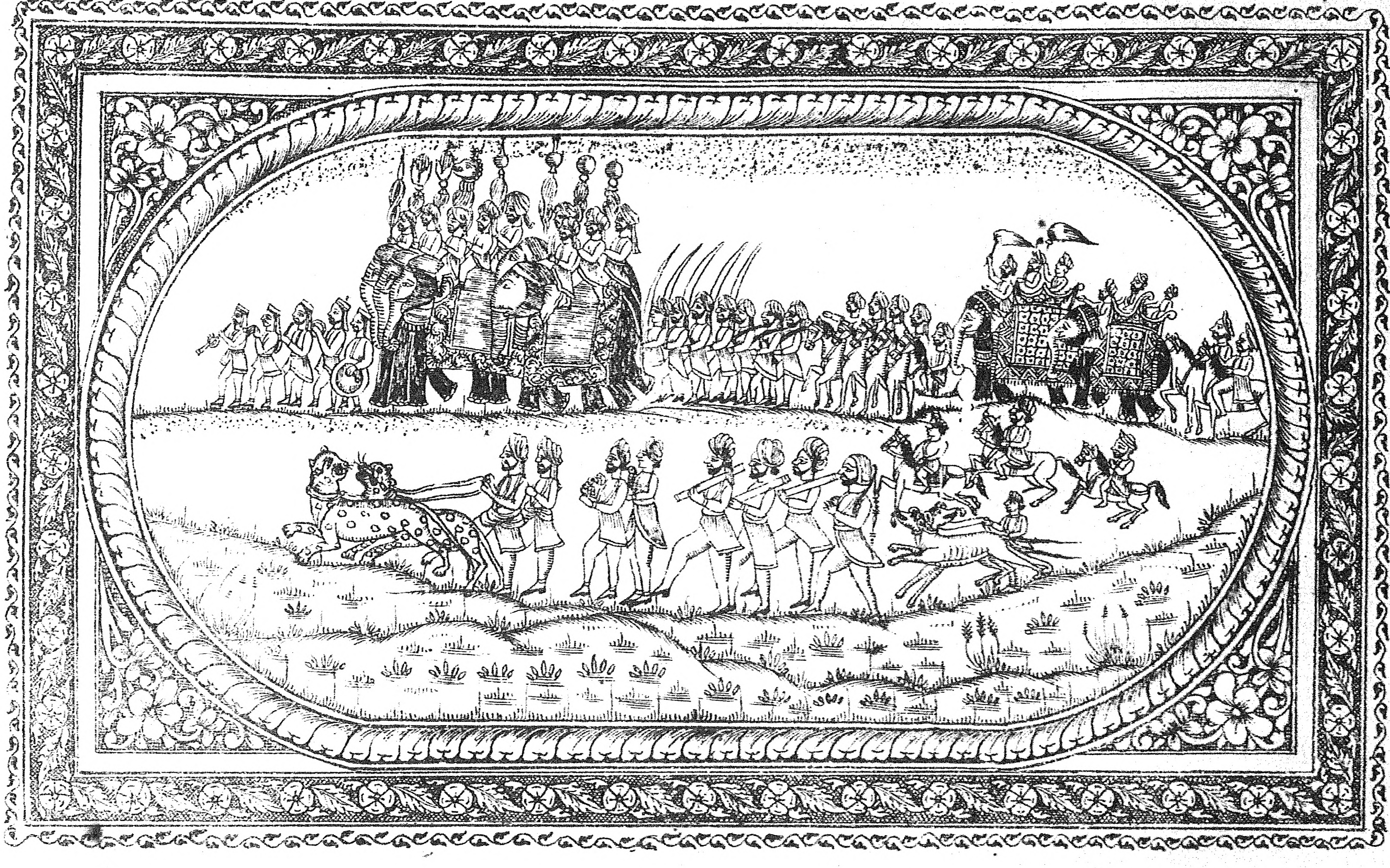

بجالا کی مجرا ہر اک نامور
بجاے معین ہوا جلوہ گر

جشن فتح کرنا بادشاہ کا

جب اِسطرح دربار شہ کا ہوا
دیا شاہ نی حکم پہر جشن کا

یہ فرمایا شہ نی وزیرون سی تب
مہیا ہو سامان جشنِ طرب

کہ دہلی مین ہو جشنِ نصرت شروع
کہ و مہ ہون ساری بعشرت رجوع

وزیرون نی ارشاد یہ شاہ کا
اوسی دم کیا مشتہر جابجا

یہ سنتی ہی مژدہ صغیر و کبیر
درِ شاہ پر آئی برنا و پیر

رعایا سپاہ اور اہلِ ہنر
ہوی مجتمع ساری آن آنکر

ہر اک اپنی موقع قرینی کی جا
بصد شادمانی ہوا جاگزا

یہ جب جم چکی بزم عشرت تمام
ہوئی رقص و نغمہ کی پہر دہوم دہام
لگی بجنی بس دلربا اور چنگ
کہیں بین بجنی لگی بیدرنگ
کسی سمت چہیڑا گیا جو ستار
دل سامعین ہو گیا بیقرار
اوٹھی ساز و قانون سی جو نوا
ہوئی مثل ہی رہزن ہوشہا
اوٹھی اس ادا سی صدای رباب
کہ باقی رہی کچھہ دلونمین نہ تاب
گمکنی لگی ایسی مردنگ وان
کہ مجلس ہوئی ساری حیرت نشان
سرودی بھی لی لی کی اپنی سرود
روان انگلیان کرتی تہی مثل رود
بحسن ادا طربون پر رکھکی ہاتھہ
غزل گائی اور چاربیت اونکی ساتھہ
جو طنبوری تھی اونکی سر باندہ کر
کلاونت نظر کرتی تہی وقت پر

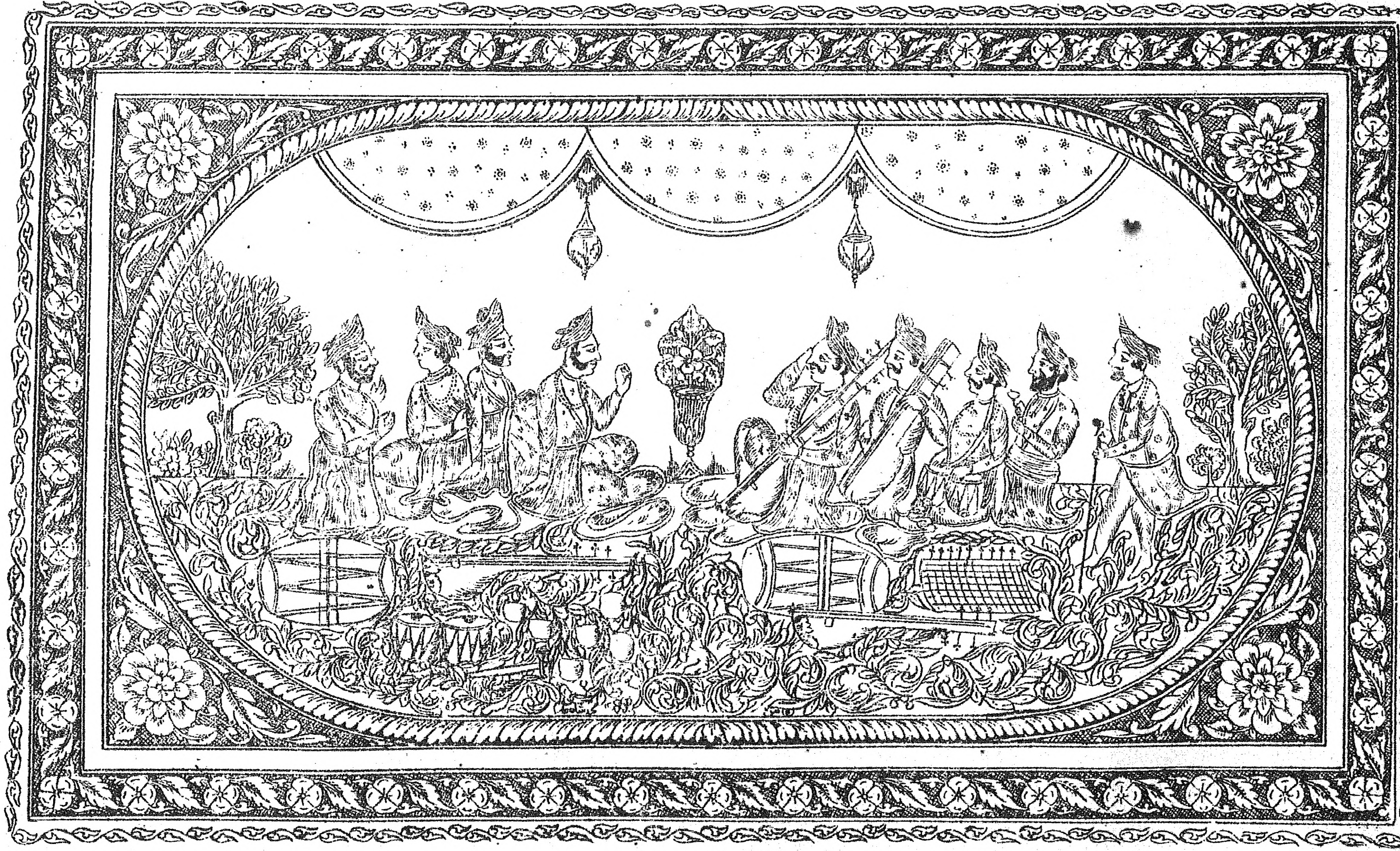

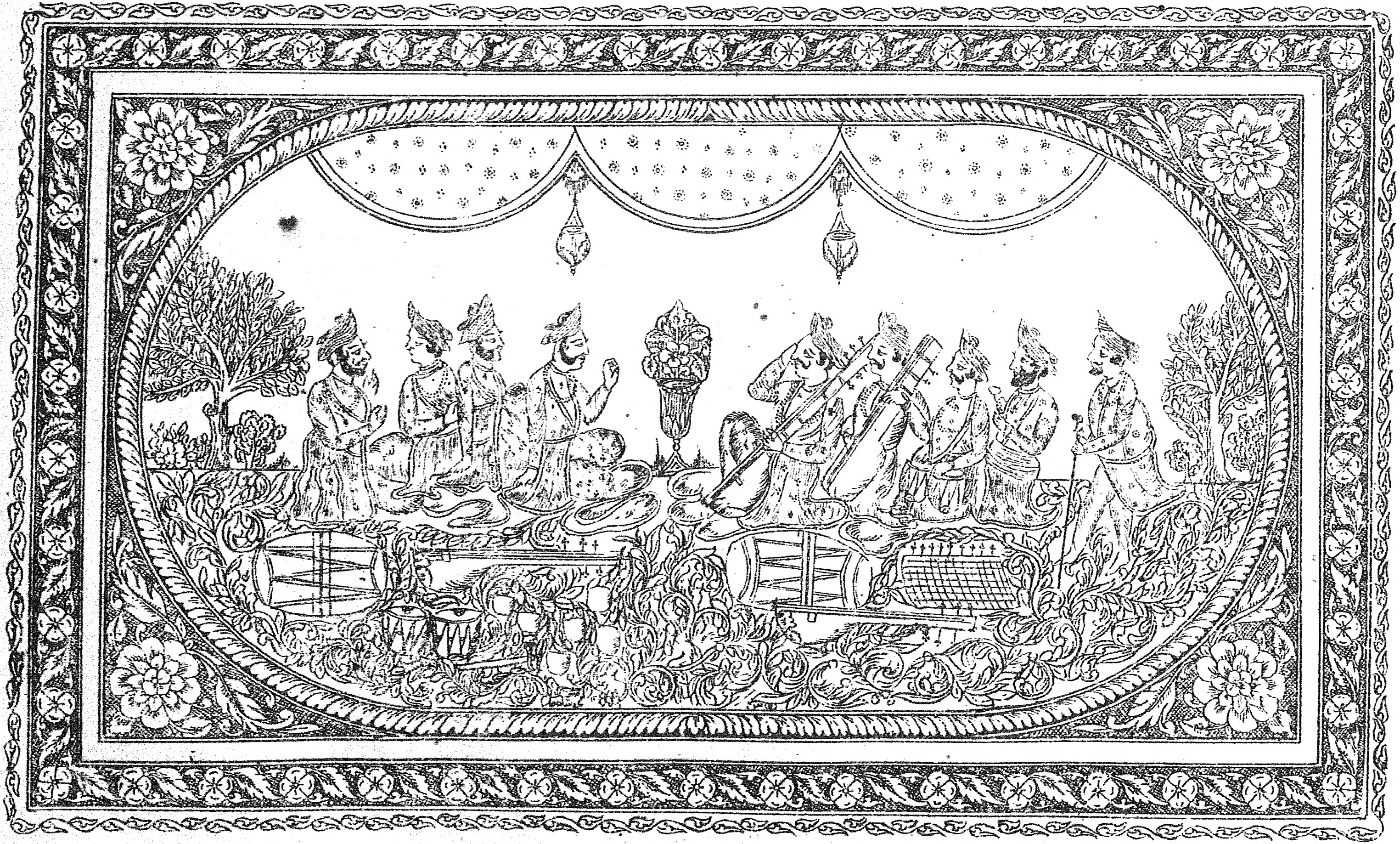

ملا کر ہر اک سُر مین صوتُ صدا
ہر اک تال پنچم پہ پُہنچاتا تھا

جو گایا گیا ٹپّا دہرپت خیال
در و بام کو آگیا وجد و حال

غزل گا کی حافظ کی نغمہ سرا
بخوبی بتاتا رُت اوسکا تھا

جہان رقص کرتی تھی کشمیری وان
تھی ایرانی بیٹھے نظارہ کنان

کہین بھگتیون کا تھا ازبس ہجوم
پڑی ناچ گانیکی تھی اونکی دہوم

کتھک بھانڈ نقال دیدیکی تال
دکھاتی تھی موسیقی کا سب کمال

دکھا کر کوئی ناچ سنگیت کا
نمودار اپنا ہنر کرتا تھا

جو نقال نقلین وہان لاتی تھی
مطابق وہ سب ہوتی تھین اصل کے

کہین بھانڈ بھی باندہکر اپنا غول
بجاتی تھی سم تال سی خوب ڈہول

ہر اک طائفہ اپنا زورِ کمال دکھاتا تھا محفل مین مثلِ جبال
جو تھین کسبیان خوبرو شہر کی لگین رقص کرنی پی دل کشی
لگاتی تھین ٹھوکر وہ جب تال پر تو پس جاتی تھی سبکی دل تا جگر
وہ طبلی کی تھاپ اور گمک بائین کے زمین سی سپہ چرخ پر جاتی تھی
کھنچین دون پر تھین جو سارنگیان ملا کر صدا اونسی کل کسبیان
غزل اور ٹھمری بھی اور دادرا جُھمر اور کے سی گاتی تھین با صد ادا
لڑی گٹکری تھی زبس خوب تر گلو مین تھی گویا کہ غلطان گہر
کھلی اور موندی کی بھی تھی طرفہ شان تھی زیر و زبر جس سی ہر اک کی جان
کبھی کر کے گھونگٹ بناز و ادا دکھا کر کبھی چہرۂ دلربا

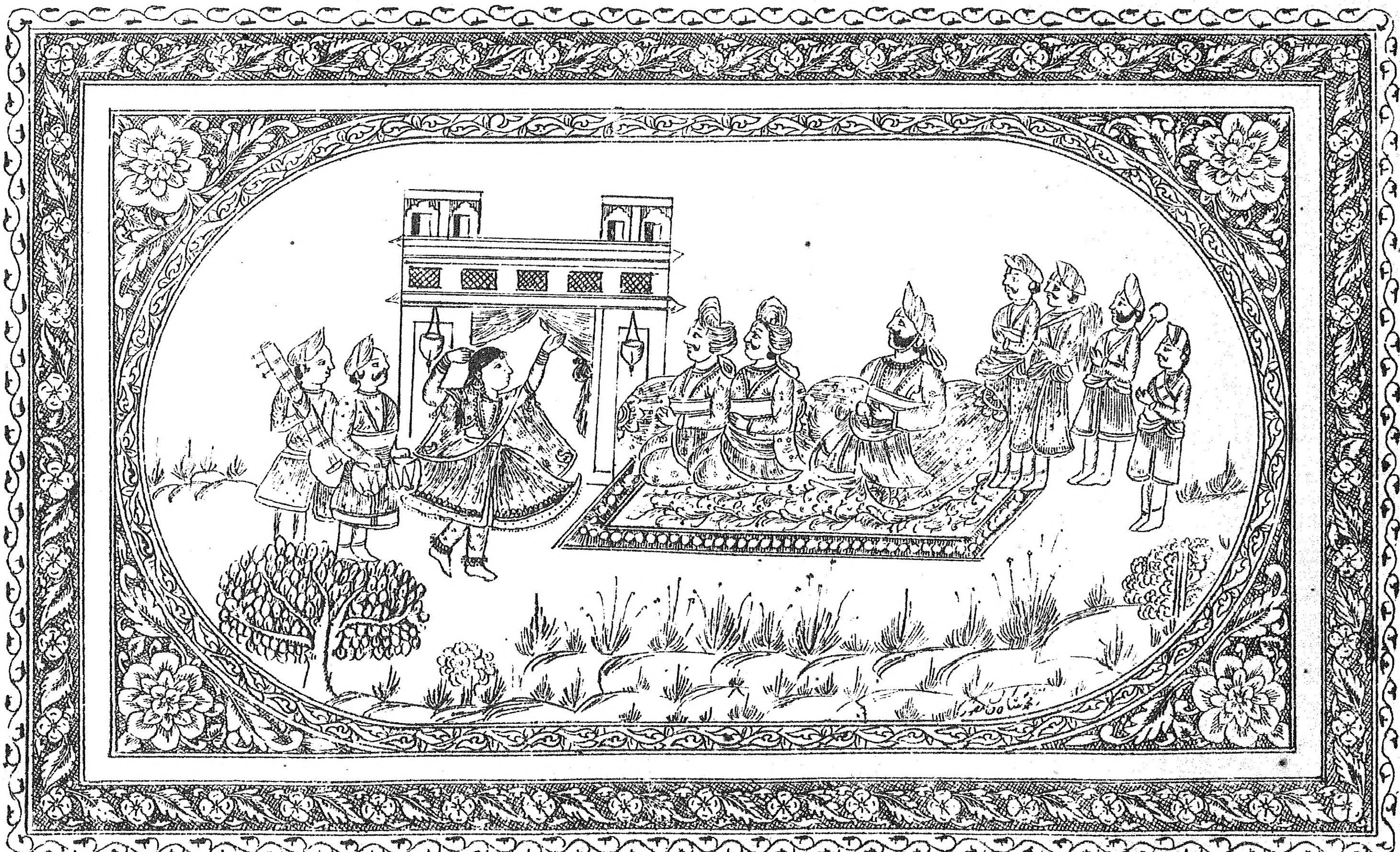

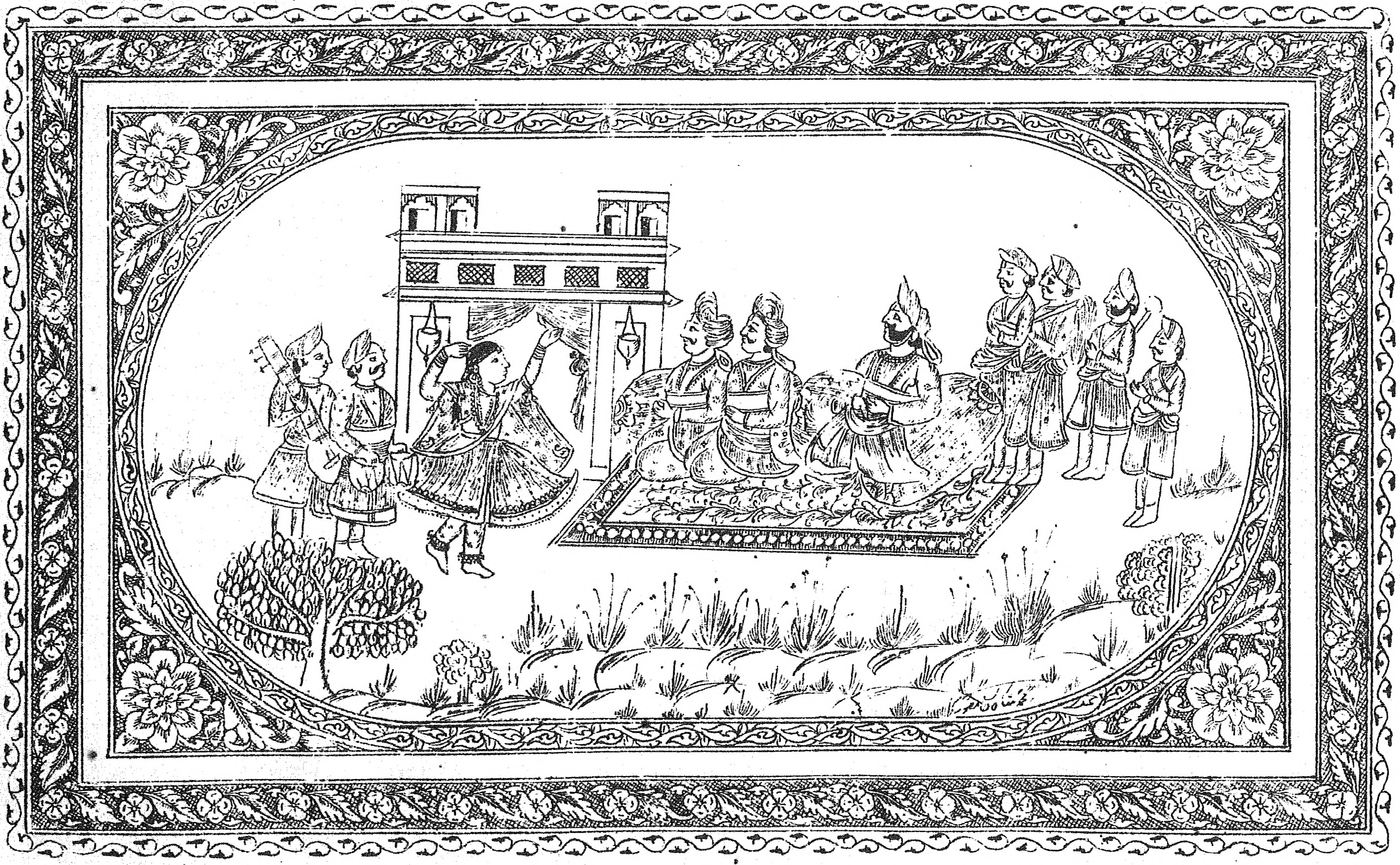

دل اہل محفل کو کرکے طپان
بناتی تھین فی الفور سیماب سان
کبھی ڈالکر مُنھہ پہ زلفِ دوتا
دکھاتی تھین چھب تختی بانکی ادا
کبھی رُخ کو آنچل سی کرکی نہان
بلا کا کرشمہ تھین کرتی عیان
اشارے سی آنکھونکی تیرِ نظر
لگاتی تھین مشتاقونکی سینہ پر
کبھی ہاتھہ پہ ہاتھہ رکھکر بناز
اولٹ دیتی تھین قلبِ اہل نیاز
کوئی سرمگین آنکھہ سی دیکھکر
اوڑا دیتی تھی ہوش اہلِ نظر
بتاتی تھین ابرو کی جنبش سی بھاؤ
لگاتی تھین عشاق کی دل پہ گھاؤ
اوچھالین تھین ٹھوکر سی جب پیشواز
نظر آتا تھا عالمِ طرفہ ناز
وہ گت ناچتی تھین بطرفہ ادا
نرت کا بتانا بھی تھا دلربا

غرض یہ صنمہای ہندوستان   دکھا کر عجب عشوۂ دلستان
تھی تاتاری ایرانی جو پہلوان   اونہین کرتی تھین بیدم اور نیمجان
ہر اک ہوگیا دیکھکر بیقرار   ہوا تیغ عشوہ سی ہر دل فگار
ہر اک فرطِ حیرت سی بت بنگیا   نہ کچھہ ہوش دنیا و دین کا رہا
کھڑا جو جہان تھا رہا وان اڑا   نہ پیچھے ہٹا اور نہ آگے بڑہا
تھا ہر سمت آوازۂ واہ واہ   نکلتی تھی ہر سینہ سی آہ آہ
جو بیٹھا تھا جس شان سی بس وہان   وہ تھا فرطِ حیرت سے تصویر سان
ہرِ اک شخص کی تھی بندہی ٹکٹکی   ہر اک آنکھہ بس رہگئی تھی کھلی
غرض رند و صوفی کا تھا ایک حال   ہر اک کو بندہا تھا خیالِ وصال

تھی تاتاری سب مست و مدہوش وان
یہ کہتی تھی دیکھا نہ ایسا سمان
رہا اسطرح جشن نوروز یہ
رہی جشن سی شاد بس کہہ او مہ
عجب عشرت انگیز یہ جشن تھا
تھی شب تخت کی یا کہ دن عید کا
یہ تھا جشن جو مثل نوروز جم
کیا شہ نی وا آستین دست کرم
خزانی سی کل صرف اس جشن کا
ہر اک مستحق کو عنایت کیا
اراکین کو تھین خلعتین وہ ملین
ثنا خوان ہوا جنکا چرخ برین
ملی سات خلعت کی بھی پالکی
اور آراستہ فیل اور نالکی
جو تھا وہ صدی دہ ہزاری ہوا
ترقی سی یون سب کا منصب بڑھا
ہر اک پیرزادی مجاور کو بھی
عطا کی زمین کی سند بخشدی

مشایخ کو اور عالمون کو تمام
دیئن بخشش مین جاگیرین بدوام
فقیرون کو ایسا کیا مالا مال
کہ سب ہوگئی اہلِ جاہ و منال
جب انعام و اکرام تمغہ خطاب
عطا کر چکا شاہ عالیجناب
دیا حکم یون شاہ نی پھر وہین
بآئین و انداز عشرت قرین
کہ یان جسکی مورث کا سر ہو کٹا
ہو جاگیر شائستہ اوسکو عطا
شجاعونکا افزون ہوا عز و شان
صلہ جہد کا پا کی ہون شادمان
ہوا جب یہ حکم شہ نامدار
تو تھی فوج مین جتنی پیدل سوار
ہوی اونمین سی منتخب وہ دلیر
شجاعت کی پیشی کی ٹھہری جو شیر
عنایت سی شہ کی ہوی کامیاب
ملا اون کو انعام و تمغہ خطاب

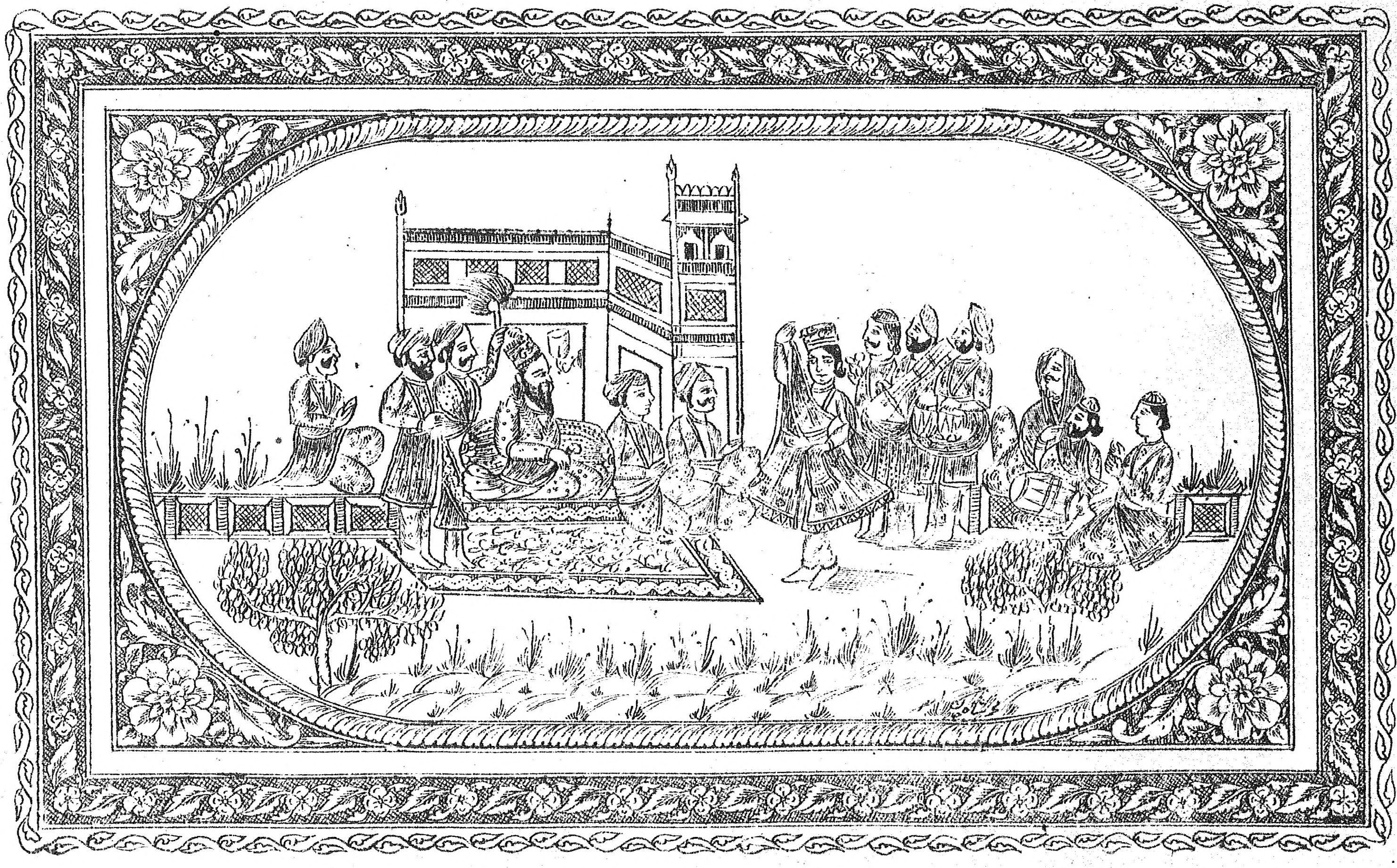

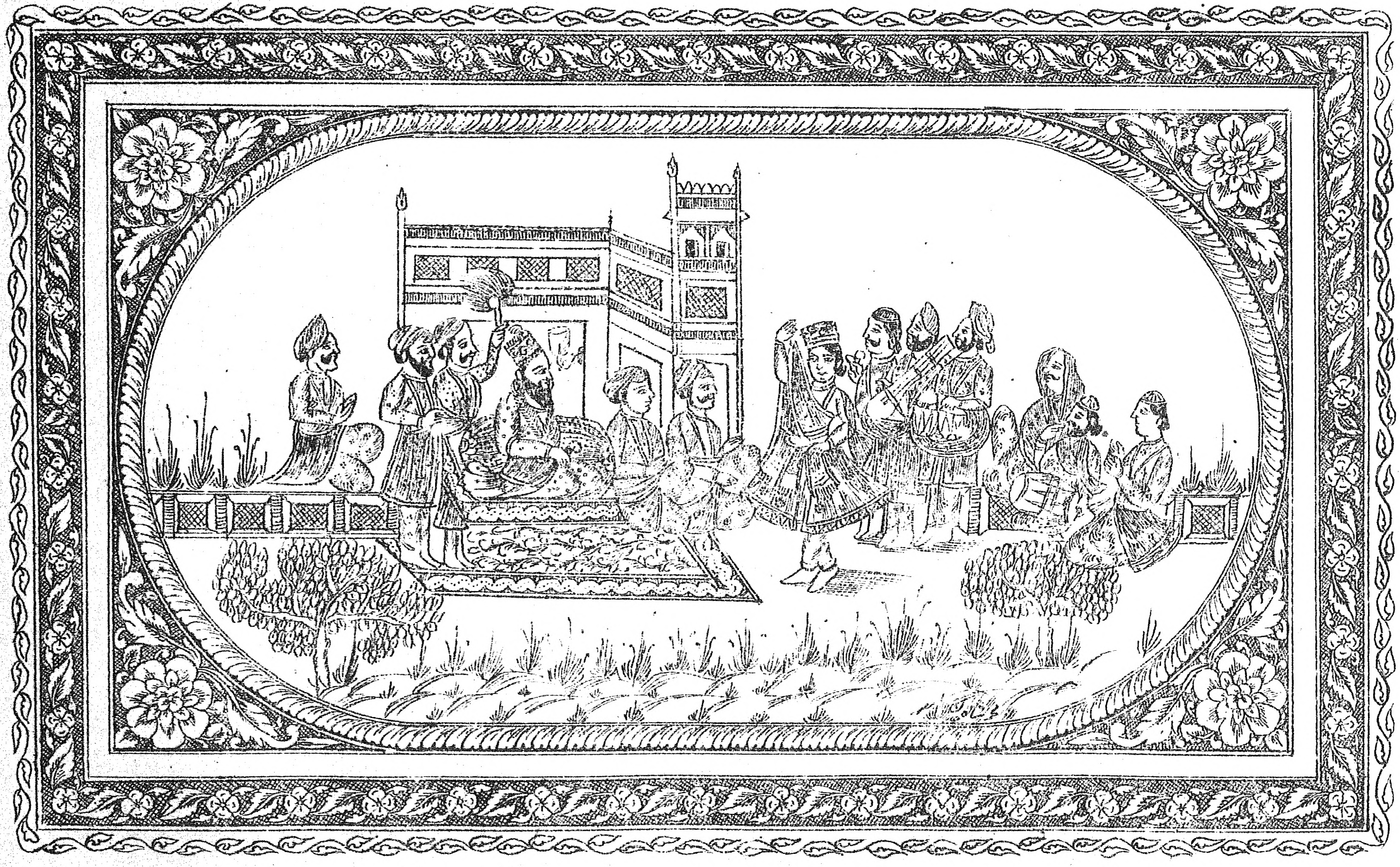

ہوئین خلعتین بہی اونہین وہ عطا
کہ خود شان کرتی تہی جنکی ثنا

سرافراز جب یون ہوئی فوج کل
تو دل کل کا بس کہل گیا مثل گل

ہوئی فرطِ عشرت سی رخ لالہ رنگ
تنون پر ہوی پیرہن سبکی تنگ

غرض بہر کی تبراقون مین سیم وزر
ہوی پہر وہانسی وہ سب رہ سپر

چلی شہ کو دیتی دعائین وہ سب
طرف اپنی خیمونکی باصد طرب

جو پہنچی وہان وہ شجاعت اساس
جدا کر دیا تن سی جنگی لباس

جب آرام وان کر چکی تب وہ سب
ہوی مستعد اپنی کامون پہ تب

انتظام کرنا ملک ہند کا

مراتب یہ جب ہو چکی سب ادا
کیا نظم پہر شہ نی یون ہند کا

ہر اک کام پر ناظم و اہلکار　　معین ہوی چیدہ اور ہوشیار
علاقون پہ بہی عامل و تہانہ دار　　مقرر ہوی از پئی نظم کار
بتایا گیا اون کو موقع مقام　　پہنچکر وہان تا کرین انتظام
پولس کا بہی شہ نے کیا نظم وان　　ہوی بہرتی اونمین توانا جوان
مقرر ہوئین چوکیان جابجا　　ہوی اسلحہ بہی اونہین کل عطا
جو سائر کی ناکی تہی وان ناکیدار　　بٹھائی محاسب امین ہوشیار
ہوے بہرتی قانون گو کوٹوار　　بہت اور پٹواری بہی بیشمار
ہوئی دخل ملکی کی جب دیکہہ بہال　　رہی پیٹی مستاجرونکی بحال
محاصل کا جملہ سمجہکر حساب　　کیا جمع سی خرچ کا انتخاب

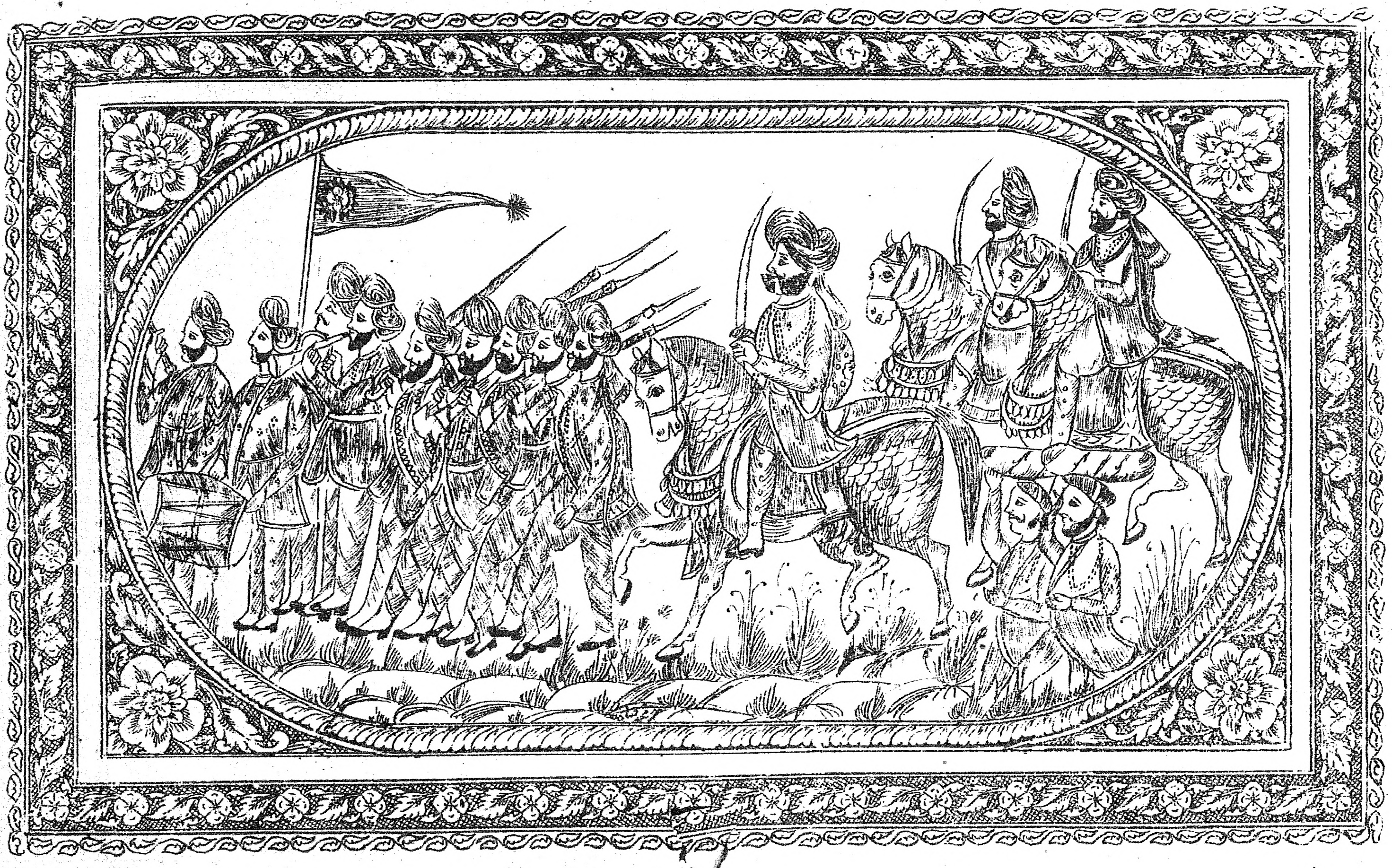

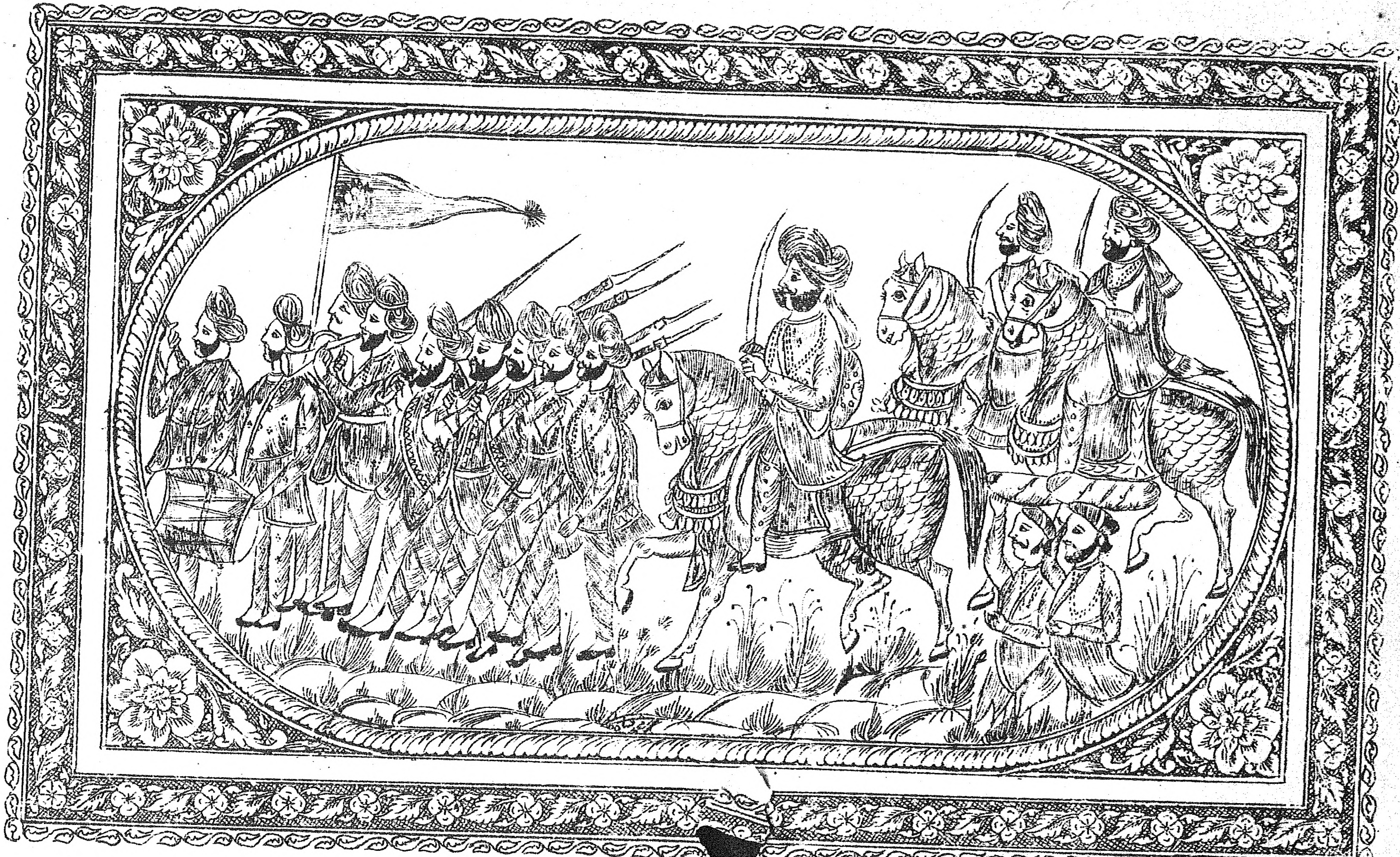

ہوا پھر یہ فرمان کہ دروازون پر
بٹی غلّہ ہر روز اور سیم و زر

یتیمون کی بھی پرورش کیلئی
مصارف سی روزینی جاری ہوی

ضعیفونکی بیواؤنکی پیٹیے
مقرر ہوی شاہ کی کوٹھونسی

مسافر مساکین کی واسطے
سراؤن مین لنگر بھی جاری ہوی

وہ راجہ جو حاضر تھے با التجا
اونہین ملک اونکا عنایت کیا

عطا کرکی تمغہ و خلعت خطاب
بڑہادی بہت شاہ نی اونکی آب

بہت ہوکی خوشوقت وہ سبکی سب
گئی اپنے اپنی وطن با طرب

طلب کرکی پہر شاہ نی راجہ کو
کی اقبال اسلام کی گفتگو

کہا دین احمد ہے منظور گر
تو جان بخشی تیری ہے مدنظر

معیشت کو تیری کوئی ملک بھی　　ضلع ہند سی ہو عنایت ابھی
ہو آباد وان تو باہل و عیال　　محاصل سی اوسکی ہو آسودہ حال
غرض دیر تک شاہ فرخ سیر　　رہا اوسکو سمجھاتا بس خوب تر
مگر تھا جو ادبار اقبال کا　　وہ اسلام سی منحرف ہی رہا
ہوا جب یقین شہ کو اسبات کا　　کہ ہرگز نہ اسلام یہ لاوی گا
دیا شاہ نی حکم قیدِ شدید　　کہ یہ دایم الحبس ہووی پلید
رہی بامشقت بزنجیرِ پا　　نہو عمر بھر قید سی یہ رہا
اور اہل و عیال اوسکی و اقربا　　ہون اقلیم ہندوستان سی جدا
ہون یعنی بخواری بدر یانسی اب　　نکل جائین اک ہفتی مین سبکی سب

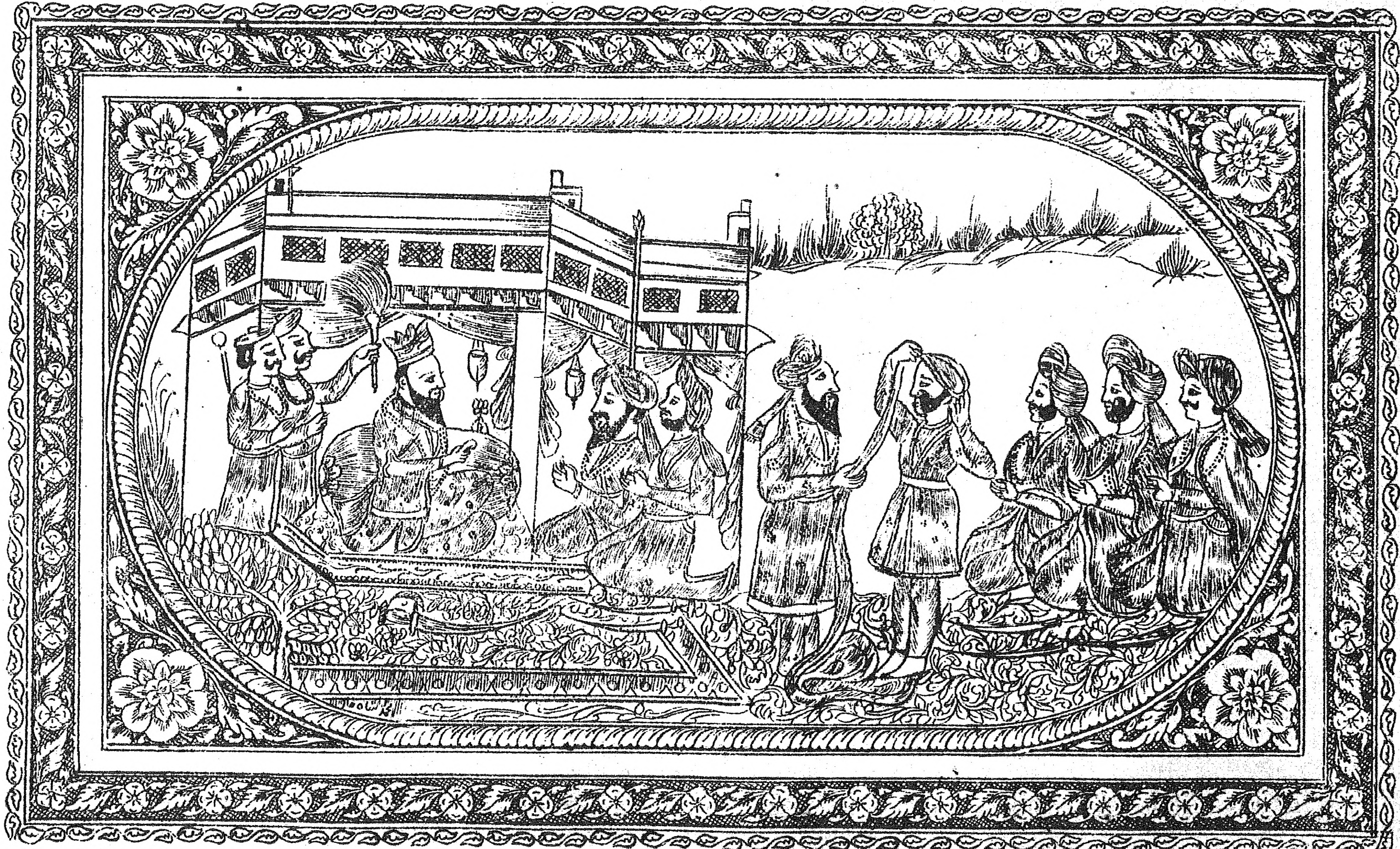

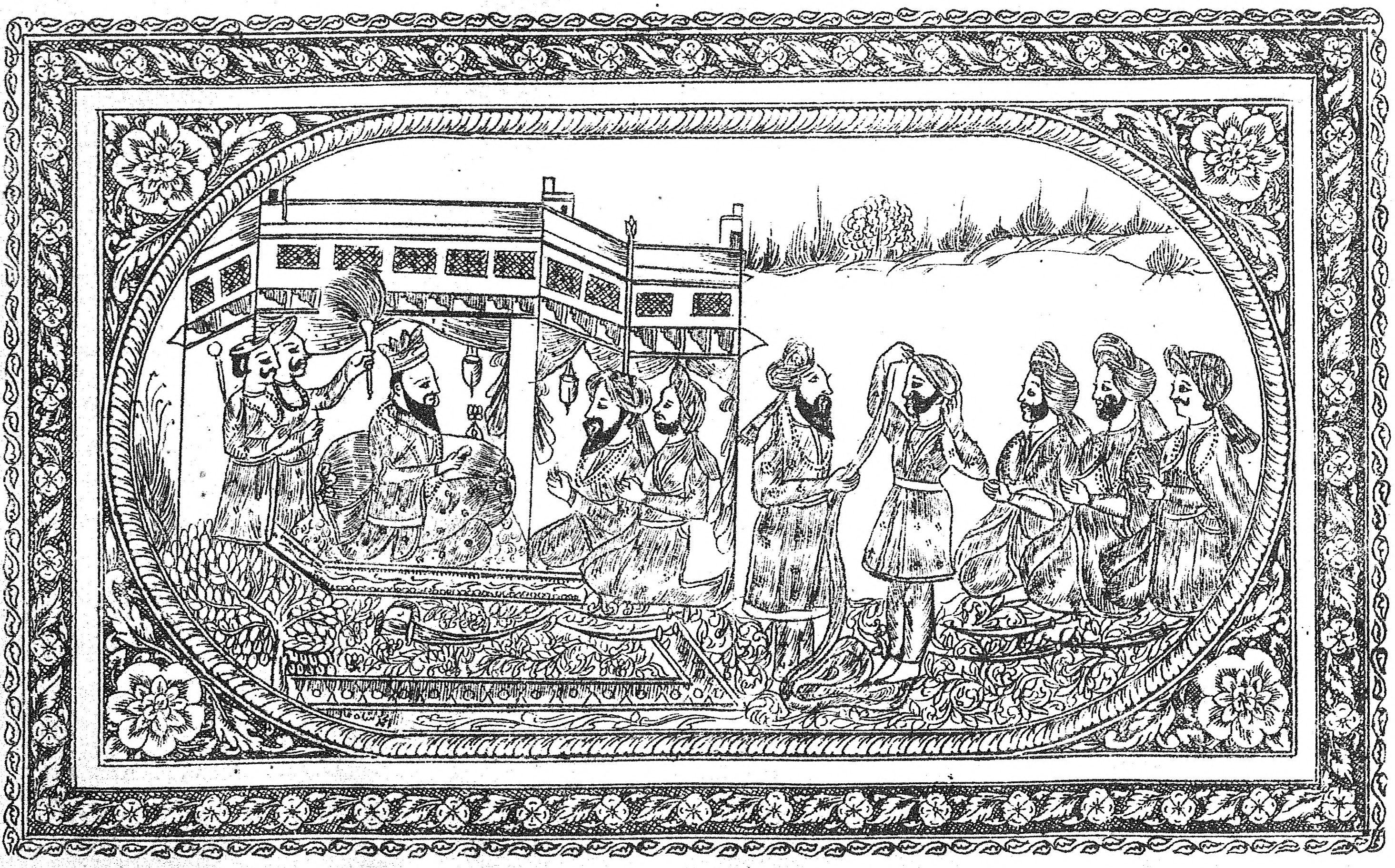

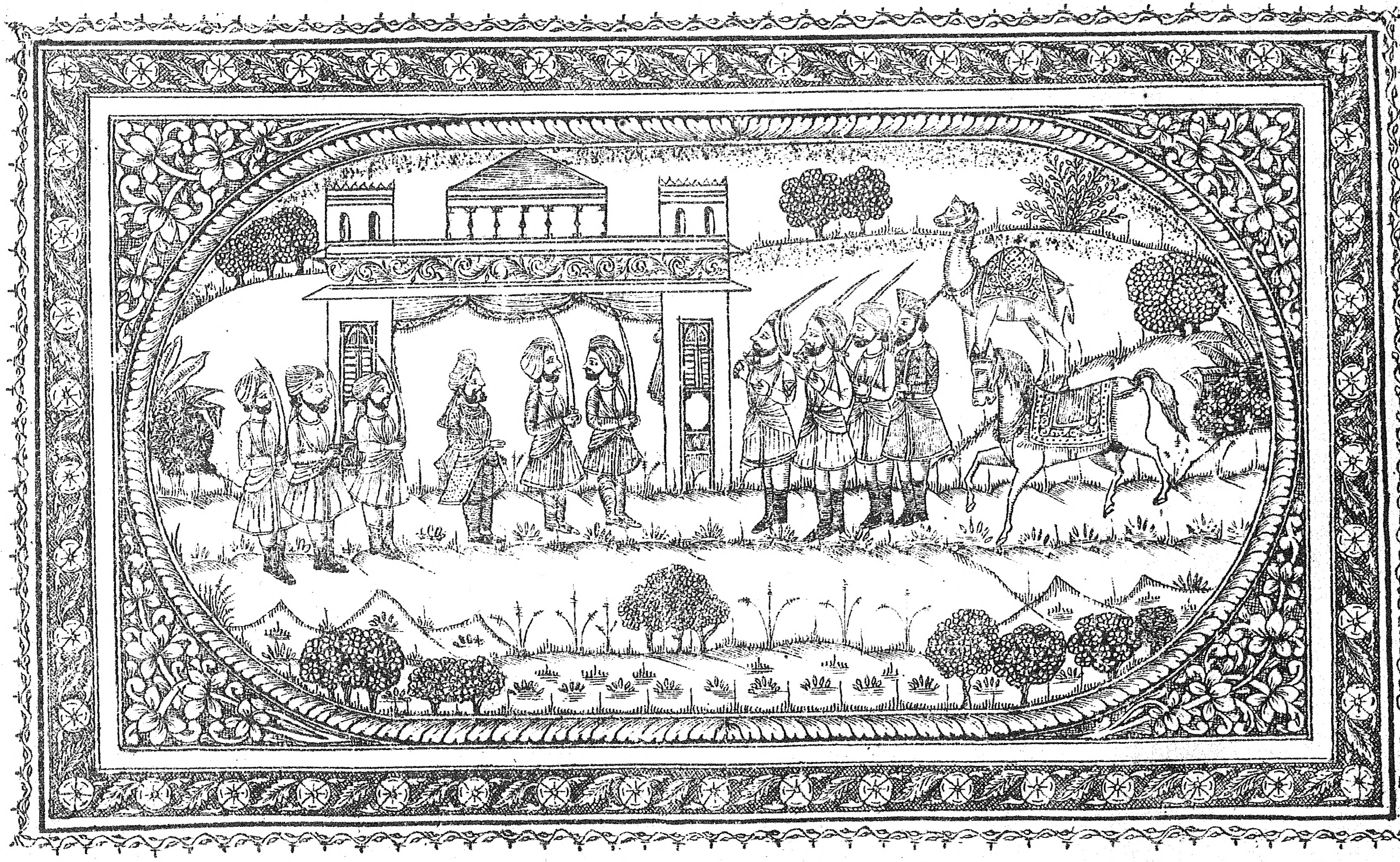

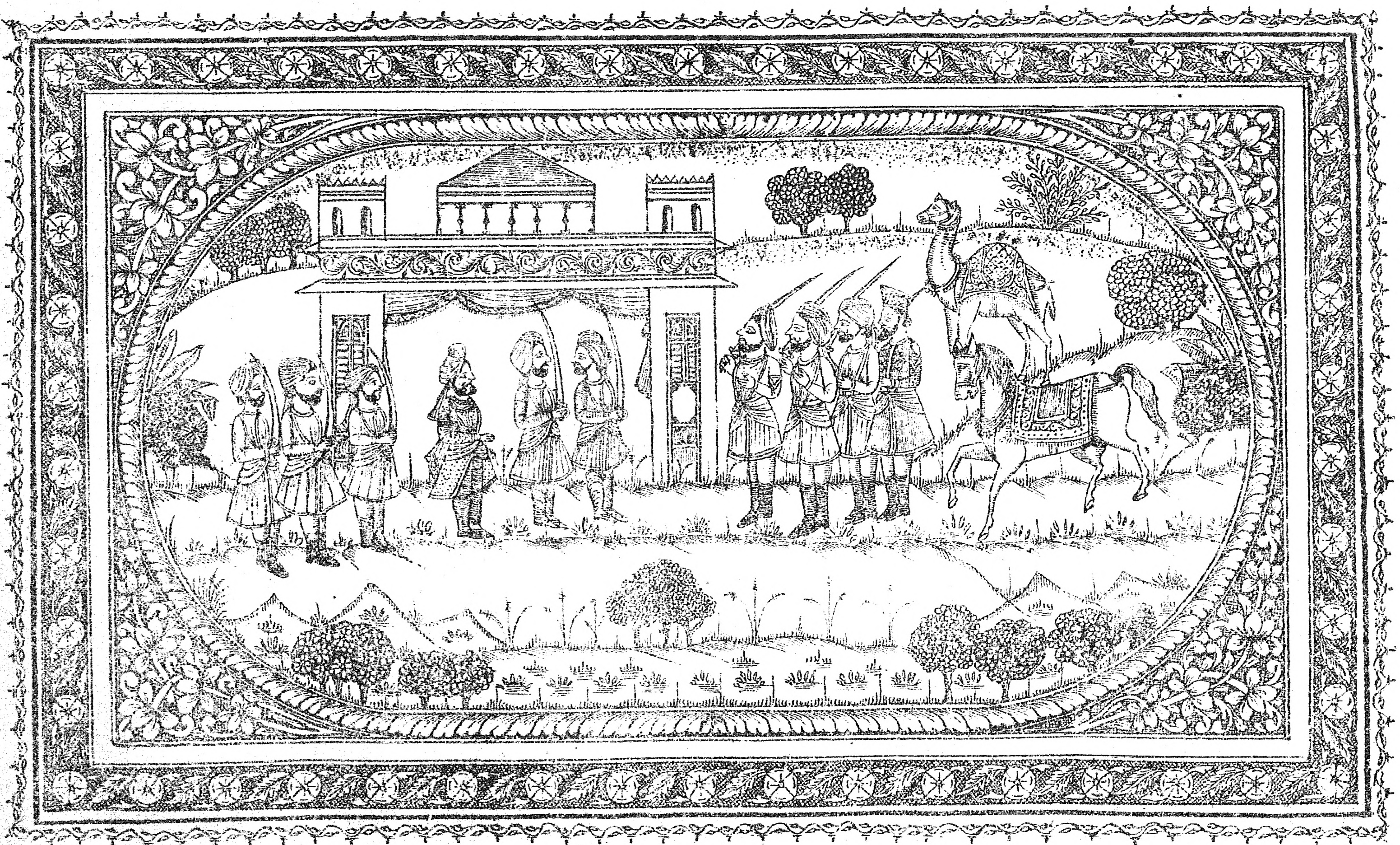

مگر اونمین سی گر کوی بختیار
کری دین اسلام کو اختیار
ہی شہ کی طرف سی معافی اوسی
وہ روزینہ پاوی وطن مین رہی
وہ پاکر وظیفہ بحسب المراد
اطاعت مین شہ کی رہی شاد شاد
جب اسطرح سی جشن اور نظم یان
بحسن تدابیر کشورستان
بخوبی و زیبائی سب ہو چکا
تو تیمور شہ نی بعز و علا
کیا ایک فرزند کو اپنی یان
سر تخت شاہی پہ جلوہ کنان
سریر آرا ہر گاہ کر کی اوسی
ہوا مطمئن نظم سی ہند کی

روانہ ہوا ملکِ ایران کو
اب اس ہند کا حالِ دیگر سنو

بیان کیفیت فرمان روائی بابر شاہ

یہان جب سریر آرا بابر ہوا / تو دہلی کو دار الخلافت کیا
جو تھی قصر راجہ کی تیاریان / لگا رہنی اونمین وہ شاہ زمان
سوا محلو نکی اور تھے جو مکان / ہوی کارخانی مقرر وہان
اور اونکی سوا بھی بنائی مقام / بہت سی پئی فوج و عملہ تمام
مقامات جب بن چکی باوقار / مقرر کئی سنی اوقات کار
پہر دن چڑہے روز دربار عام / لگا کرنی وہ شاہ عالی مقام
کسی کا جو ہوتا تھا کچھہ مدعا / وہ اوسوقت تھا عرضی گذرانتا
جو تھی عرض بیگی مقرر وہان / اونہین دیتی تہی نالشی عرضیان

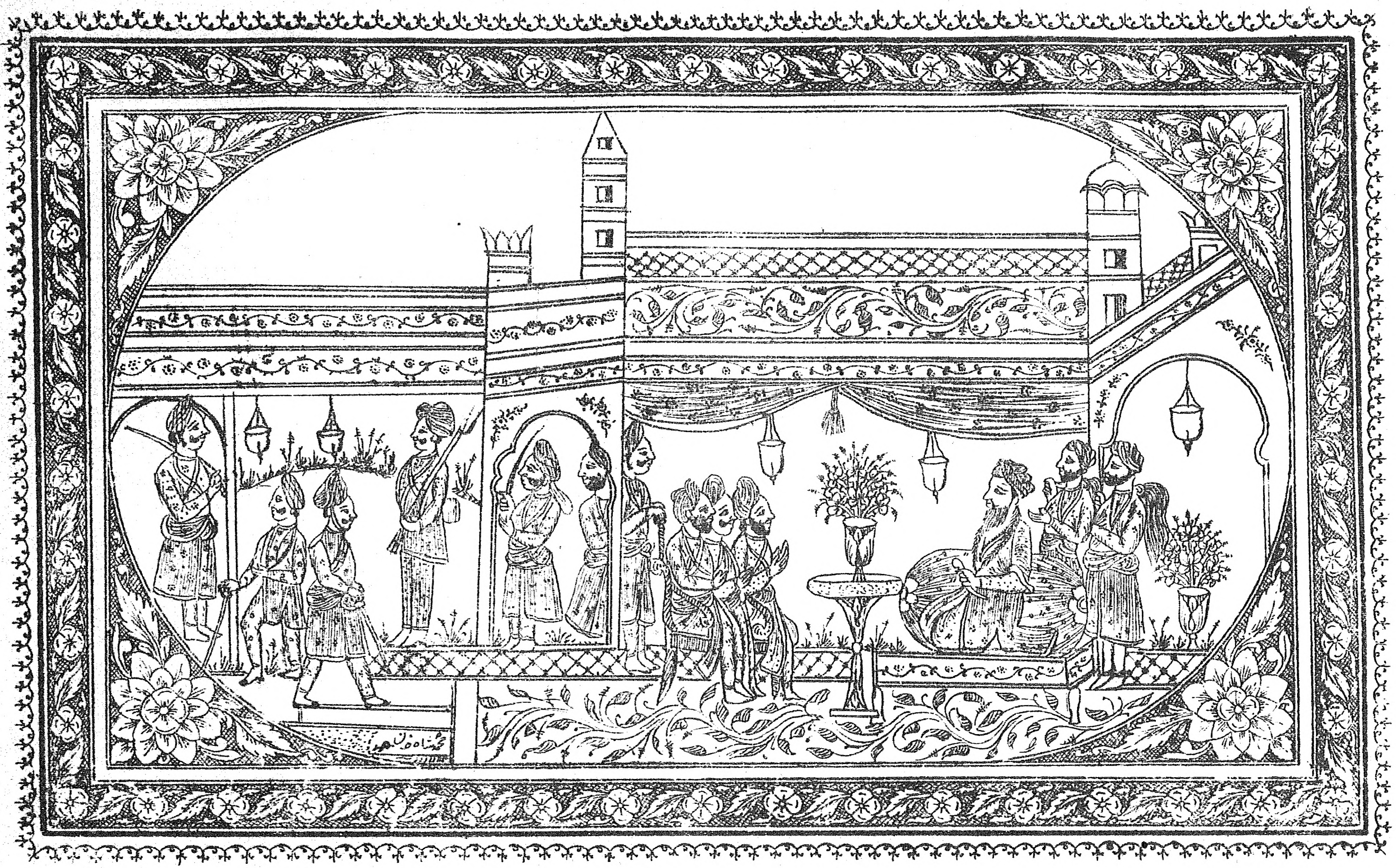

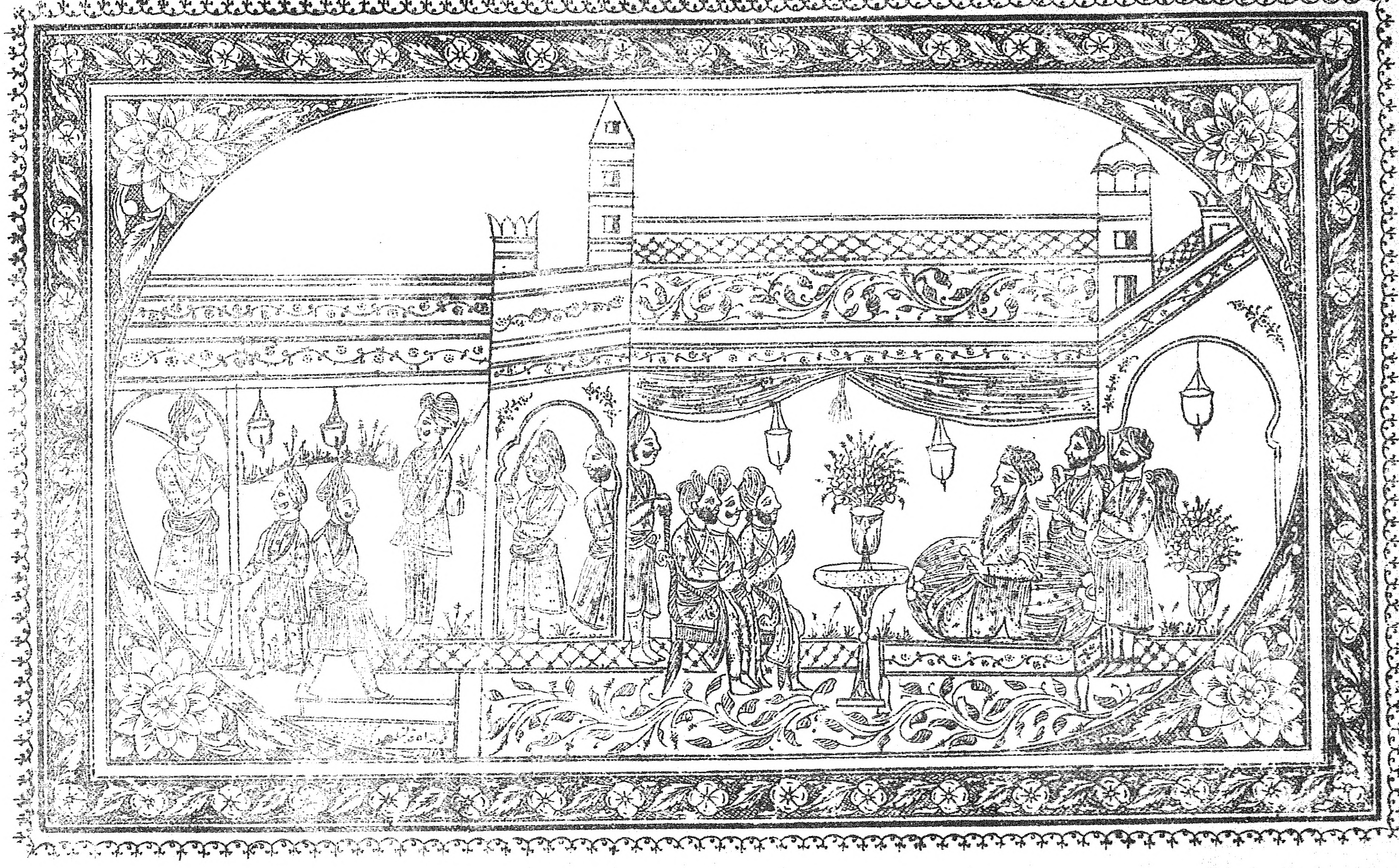

شرف الدین

عرائض وہ سب بعد دربار کی — بہشیاری دفتر مین پہنچاتی تھی
ہر اک قسم کو خوب کر کی نگاہ — جدا کرتا تھا میر منشی شاہ
اور ارسال کرتا تھا بی قیل و قال — ہر اک محکمی مین پئی انفصال
جو ہوتی تھی کاغذ سماعت طلب — پئی پیشی شاہ والا حسب
وہ کل بعد برخاست دربار عام — حضوری مین لا کر تھا پڑھتا تمام
سُنا چکتا جب حسب فرمان کی — کل احکام شاہی قلم ہوتی تھی
وہین دستخط سی مزین تمام — وہ ہو کر اوسیدن پئی انصرام
روان ہوتی تھی اور جب نظم کا — جہان حکم ہوتا تھا وان جاتا تھا
تھا پیشی کا اسطرح سی انتظام — کہ ہوتا اوسیدن تھا اُنکا کام

غرض اسطرح سی شہ کامران　　کیا کرتا تھا نظم ہندوستان
پہر اوس نظم سی سلطنت کی وہ شاہ　　جو ہوتا تھا فارغ تو شام و پگاہ
کیا کرتا تھا گشت ہو کر سوار　　پئی فرحتِ طبعِ عالی وقار
کبھی کرتا تھا رو ببازار وہ　　کبھی کرتا تھا سیر گلزار وہ
لبِ بحر پہر ہو کی وہ جلوہ گر　　اوٹھاتا تھا اک لطف شام و سحر

تعریف پنگھٹ

پلا ساقیا بادۂ دلستان　　کہ ہی سیر دریا کا کچھ اب بیان
بحسنِ عجب اور بلطفِ فضا　　کناری پہ جمنا کی وان جابجا
بنی تھی برابر ادہر اور اودہر　　عجب گھاٹ سنگین اور پختہ تر

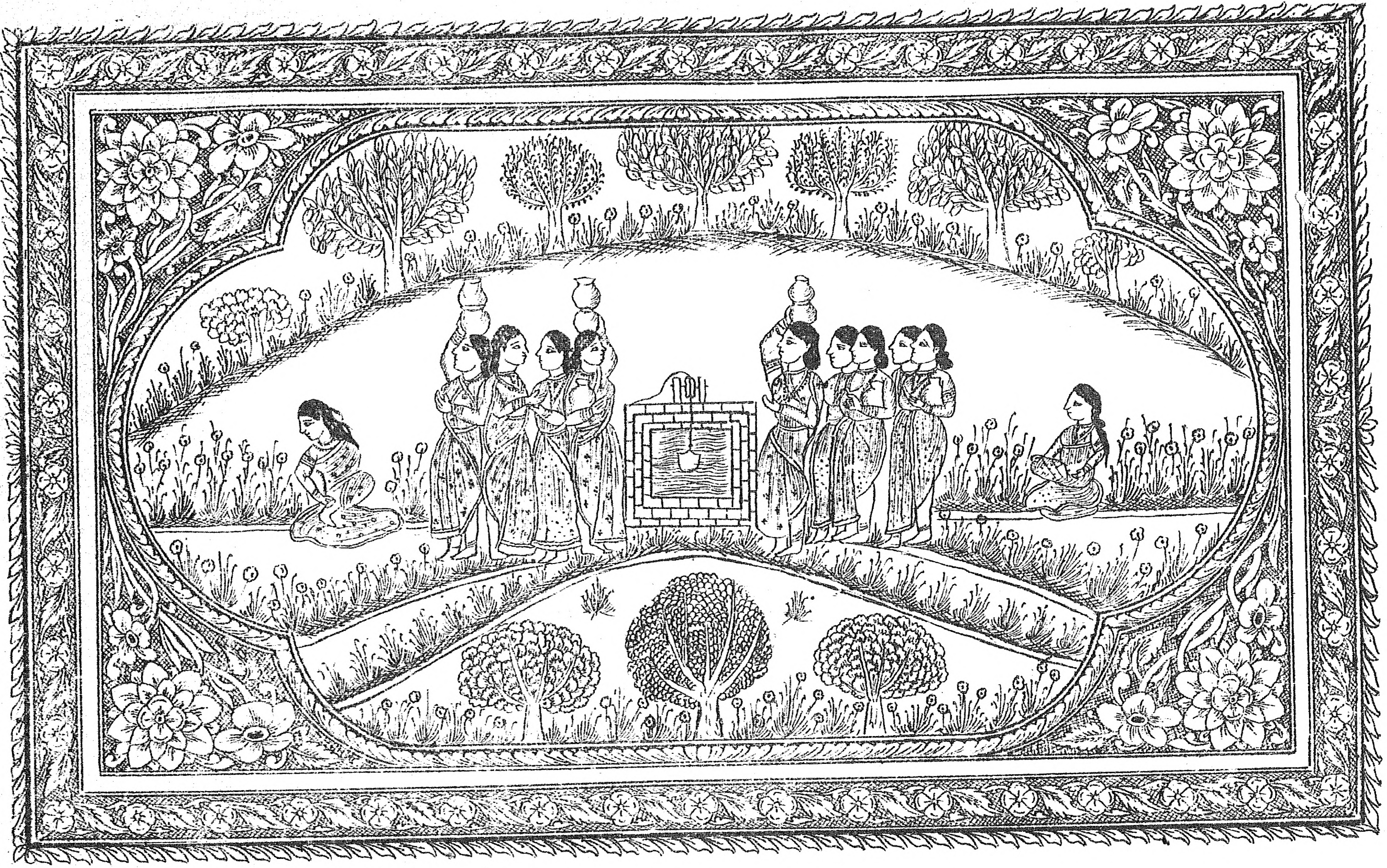

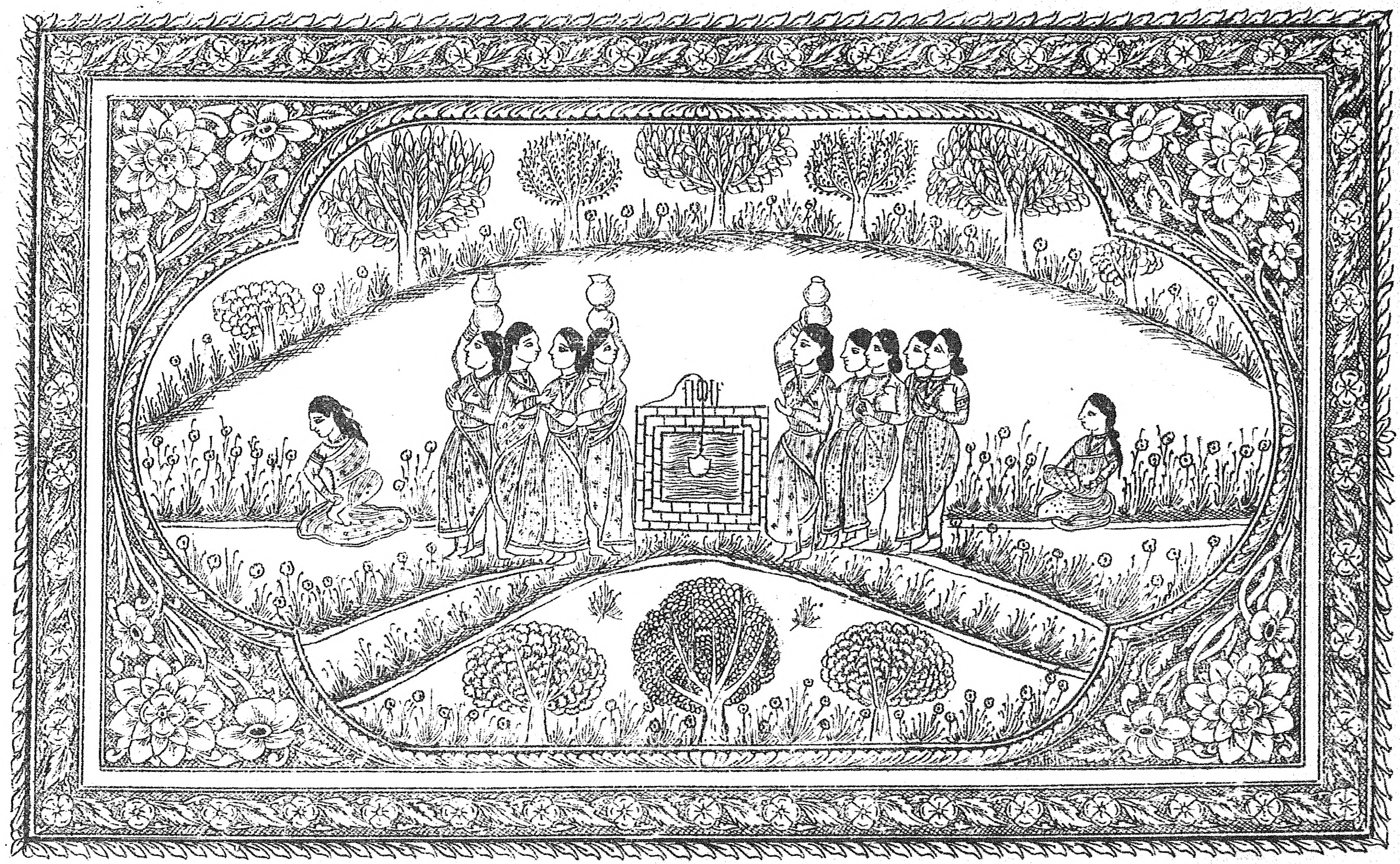

نئی رنگ کی اور نئی ڈہنگ کے
تھی ترشی ہوی زینی سب سنگ کے

در و بام اور فرش و کرسی وہان
بنی سنگ عمدہ کی تھی بیگمان

تھی پنگھٹ کی جا جو مقرر وہان
بہت خوب تر تھی مسرت نشان

عجب حسن کا وان تھا پنگھٹ بنا
کہ ہر سو نیا نقشہ تھا گھاٹ کا

نہایت وہان ہوتا تھا ازدحام
رہا کرتی تھی خلق کی دہوم دہام

سماں وان بندہا کرتا تھا صبح و شام
اوترتا پرستان تھا گویا تمام

جو ہوتا تھا وان مجمع طرحدار
اکہاڑی کی اندر کی تھی سب بہار

پریوش حسین دلربا خوبرو
فراہم وہان ہوتی تھی چار سو

تہین جب کرتین پنہاریان وان ہجوم
تو ہوتی تھی بس دیدنی ایک دہوم

وہ بن بن کی آتی تھین اور پھر وہان تھین گھونگٹ مین کرتین نظربازیان
ہر اک رنگ کی وہ پہنکر لباس چلی آتین پنگھٹ پہ تھین بی ہراس
کسی کا تھا لہنگا بہت گھیردار لچکتی تھی جسسے کمر بار بار
کوئی ساڑھی باندھی ہوئی آتی تھی ادا بانکی بانکی وہ دکھلاتی تھی
کسی کی تھی رخسار پر نتھ کی زیب لگائی تھی ٹیکا کوئی دلفریب
جماکر کوئی پٹی اور بندی بھی لگاکر عجب نازسی آتی تھے
نگہ جسطرف اپنا کرتی تھی کام نظر آتی تھی اونکے جھرمٹ تمام
جو تھین اونمین طرار اور طرحدار دکھاتی تھین غمزون سی اپنی بہار
مٹکتی چٹکتی وہان آتی تھین اوسی ڈھنگ سی پھر چلی جاتی تھین

چہل سی تھین آپسمین پھر کھیلتی
ہر اک طرح کی کرتی تھین زل لگی
کوئی دھوتی تھی پالب آب پر
کوئی چھینٹو نسی اوسکو کرتی تھی تر
کوئی شوخ تراوس سی وان بیٹھکر
اوڑاتی تھی چھینٹی ادھر اور ادھر
بھگو دیتی تھی ایک دو چار کو
وہ اوسکو بھی دیتی تھین فوراً بھگو
کوئی پھرتی تھی باندہ کر لنگی لال
کوئی دہوکی سر کو سکھاتی تھی بال
ہر اک طرح کی کرتی تھین شوخیان
کسی کی کوئی لیتی تھی چٹکیان
کسی پر کوئی چھپی سی آن کی
اونڈیلی تھی مٹکی بھری پانی سی
پئی بازی کوئی کسی کو وہان
لی آتی تھی پانی کی اندر کشان
کسی کو کوئی غوطہ دیکر وہان
تھی خندہ زنان ہوتی وکف زنان

غرض مل کی آپسمین ہمجولیان
بہت کھیل بس کھیلتی تھین وہان

فراغت جو کرتی تھین ہنس کود کر
تو پھر جھومتی جاتی تھین اپنی گھر

کوئی گاگرین دہو کی بھر اوسمین آب
جھکولی سی بھرتی تھی باآب وتاب

کوئی اپنی پایل بجاتی ہوئی
چلی جاتی تھی جھوکی کھاتی ہوئی

وہ بچھوون کی اپنی سنا کر صدا
اوٹھاتی تھین گاگر بطرف ادا

عجب ناز سی پھر اوٹھا کر کلس
بہم نغمہ زن جاتی تھین پیش و پس

جھمکڑا دکھا کر وہ یون اپنا سب
چلی جاتی تھین با ادای عجب

کھڑی گھاٹ پر تھی جو بجری وہان
تھین انمین عجب صنعت او خوبیان

تھی نازک سبک اور نیا اون پہ کام
بہت تھی خوش آیندہ سب اونکی نام

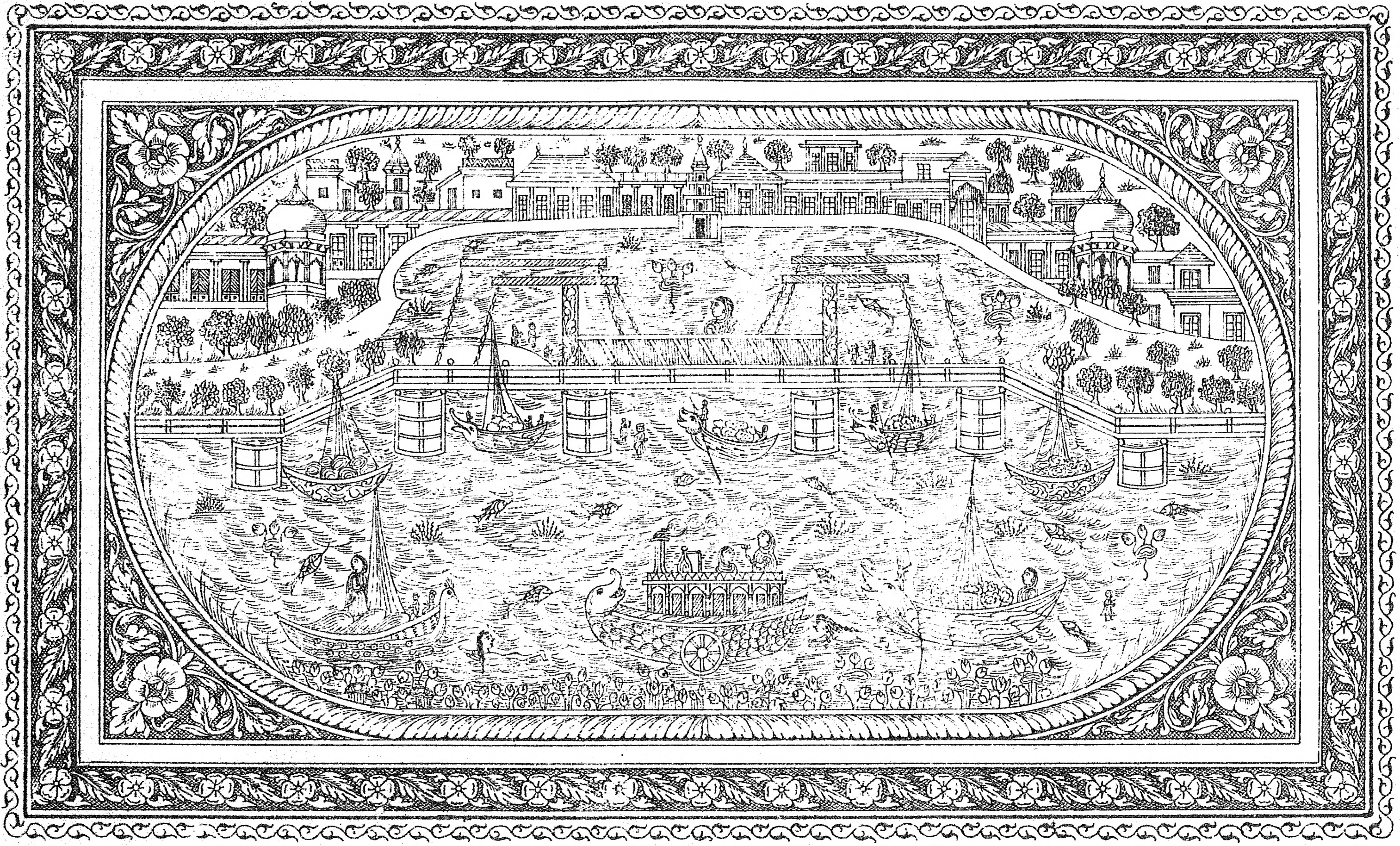

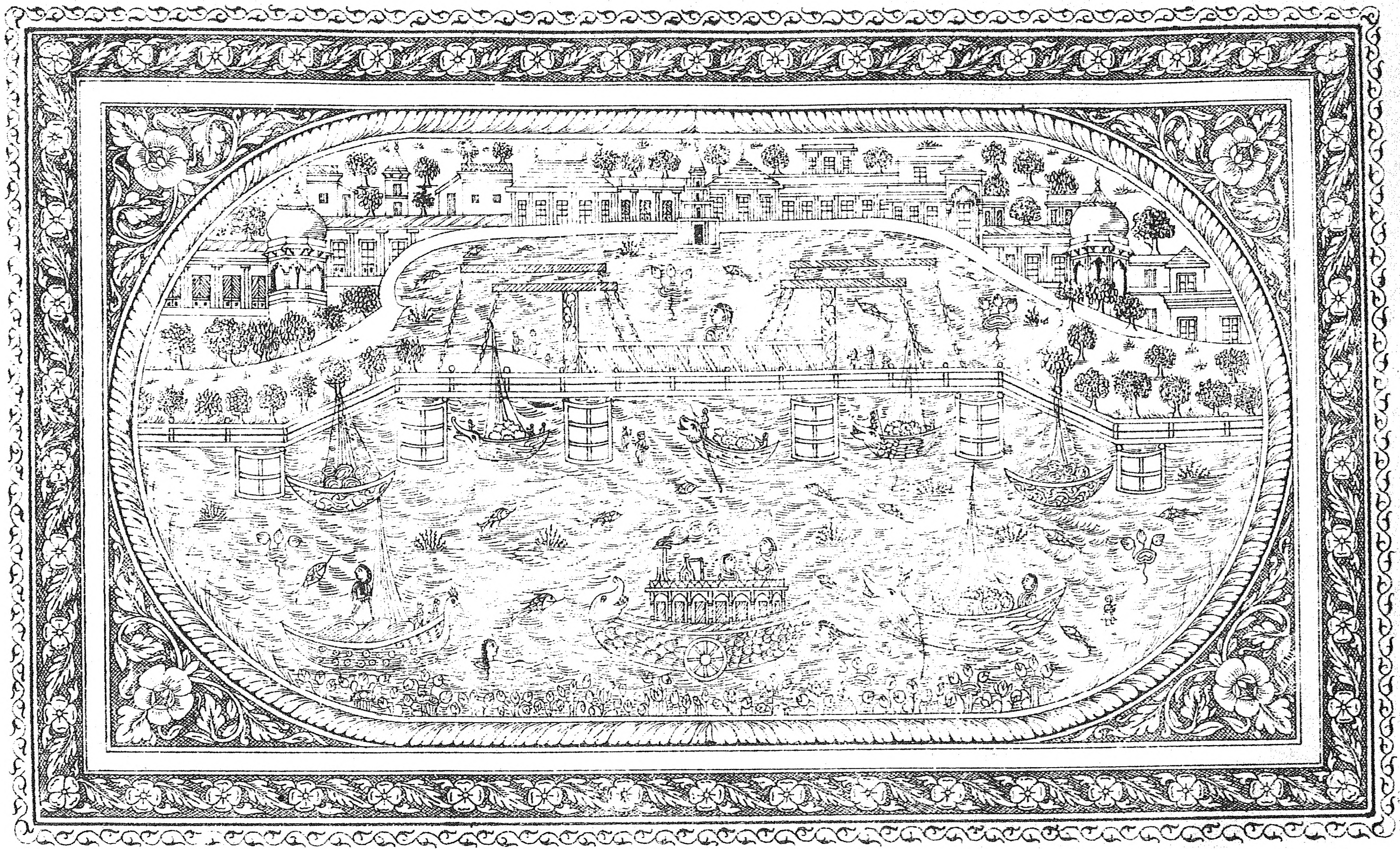

کہین بھرتی تھی مورپنکھی درست
کہین چلتی تھی گھڑچڑہی خوب چست

کہین گشت کرتی تھی ماہی دہان
چڑہا جسپہ تھا ماہ سا بادبان

کہین فیل جہبے پہ ہوکر سوار
ہنر ناخدا کرتا تھا آشکار

تھی اونمین سی ہر شی عجیب و غریب
سجاوٹ بھی تھی ویسی ہی بس عجیب

چہت اور فرش تھی سب سقرلات کے
بندہی سرخ پردی تھی بانات کے

کسی پر تھی مخمل کی پوشش تمام
تھا زردوزی کا اوسپہ نایاب کام

کہین پر تھا سلمہ ستارہ لگا
کہین جال تھا گوکہرو کا بندہا

لٹکتی تھی چلمن کسی جاے پر
وہ رنگین تھی اور رنگ تھے خوب تر

بچھا فرش قالین کا تھا جا بجا
گل اور بوٹا اوسکا تھا نادر بنا

عجب لالٹینین تھین زیبا بنی
لگی جا بجا تھین پئی روشنی

کسی مین تھی رنگین شیشی لگی
مربع مدور تراشے ہوئی

کسی مین سفید آئینہ تھا لگا
مصفّا مجلّا چمکتا ہوا

عیان ہوتی تھی جبکہ اونکی ضیا
نظر آتا تھا عالم اک نور کا

باآرائش و زیب اسطح وان
روان رہتی تھی بجری اور کشتیان

خلاصی بھی کپتان بھی وان تمام
سفینہ چلانی کا کرتی تھی کام

لیی بلّی جیبوی سراپا بہار
وہان پھرتی ملاح تھی گرم کار

شناور بھی ملاح بھی اور کہار
ہنر اپنا کرتی تھی سب آشکار

کہین ہوتا تھا بنسی کا وان شکار
سنگھاڑی لگی تھی کہین بیشمار

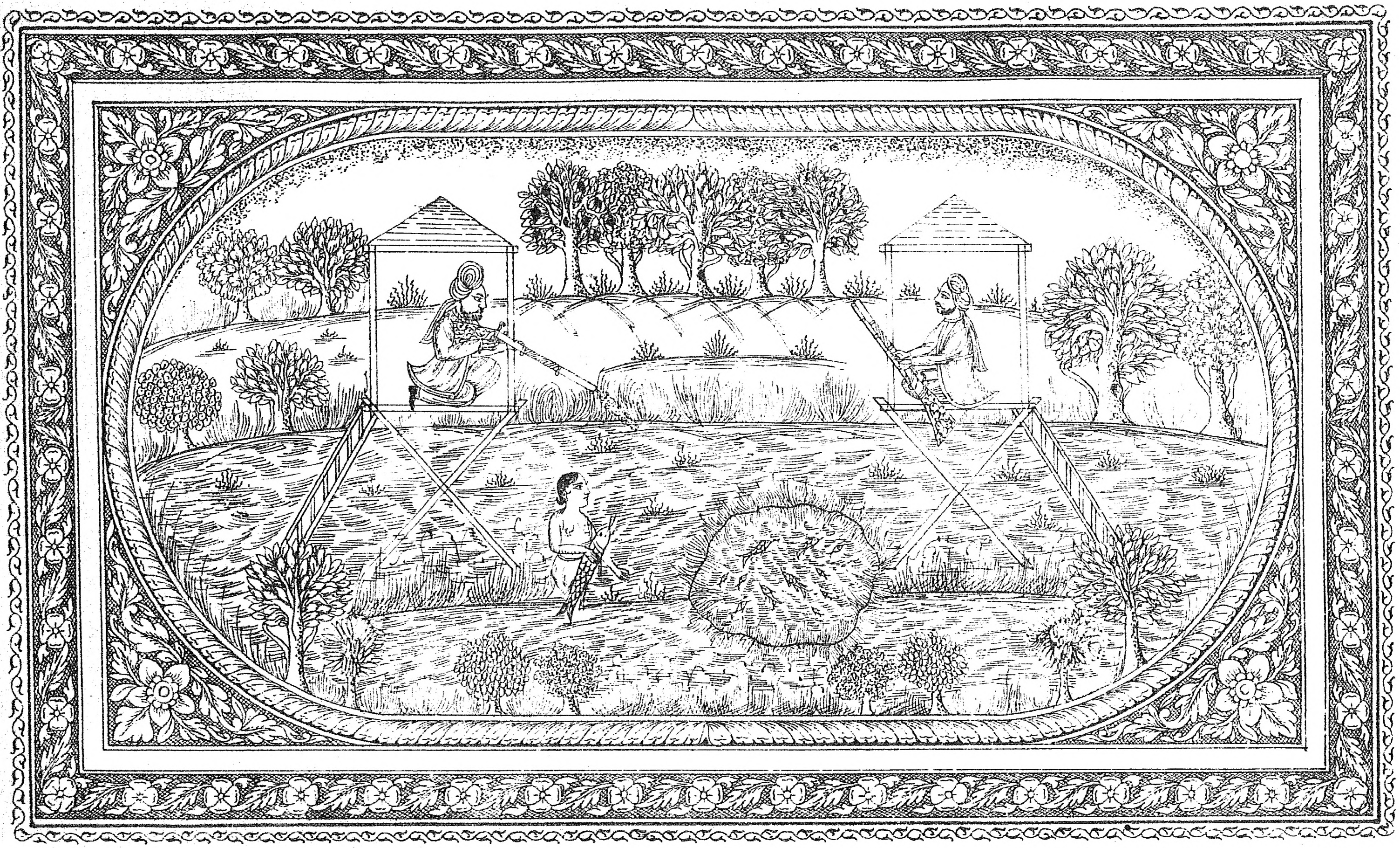

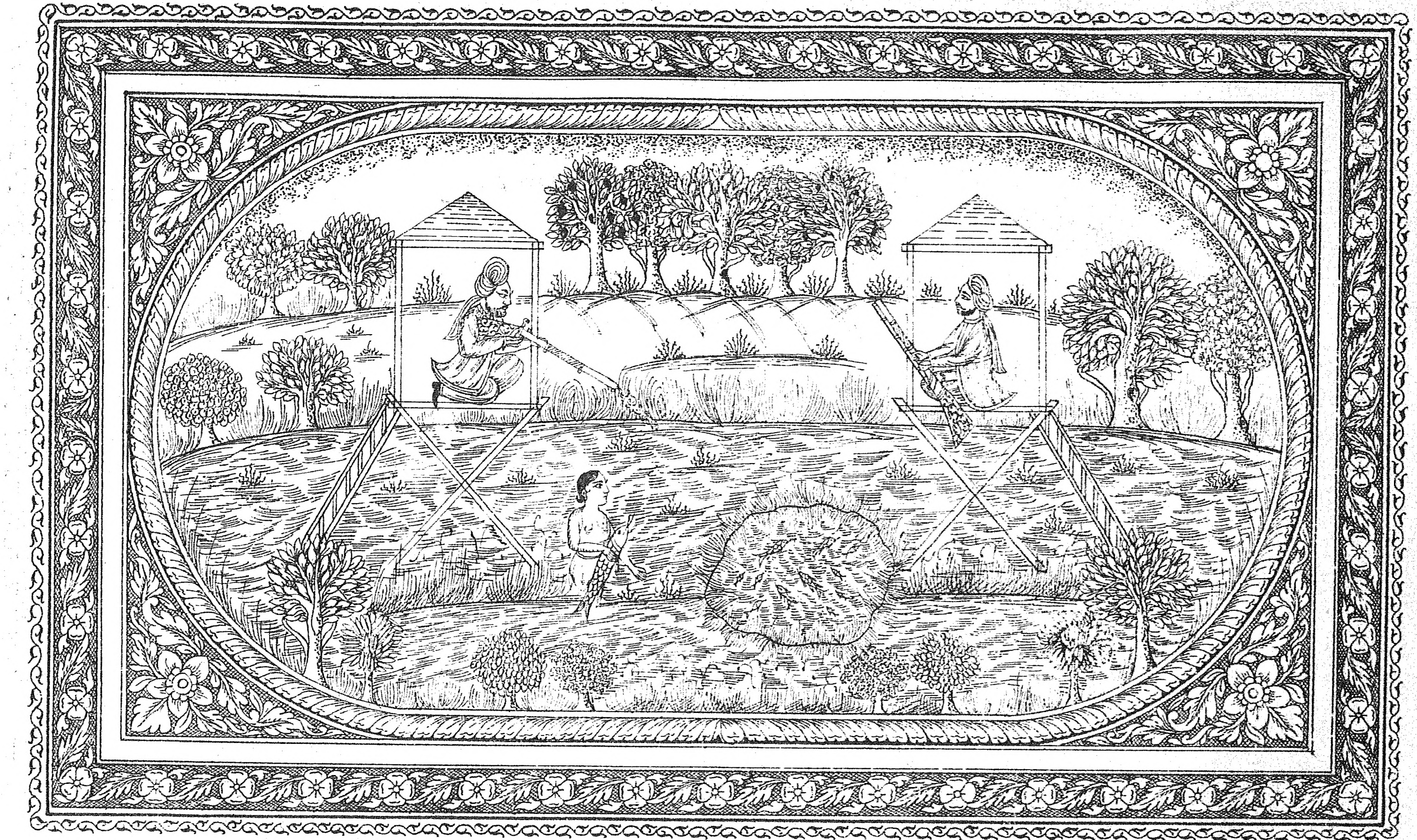

کہین جال تھی پھینکتی ماہی گیر تھی تیراک بھی تیرتی بی نظیر
کوئی بیٹھتا پارچی پر تھا وہان سنول بوندہ لیتی تھی آکر جہان
کناری پہ جمنا کی یون صبح شام ہمیشہ رہا کرتی تھی دہوم دہام
غرض یون سلاطین ہندوستان عجب عیش و عشرت سی رہتی تھی یان
جب آئی پسند اونکو یہ سرزمین ہوی وہ یہان پر اقامت گزین
اقامت کا رنگ اونکی جب جم گیا کیا شاہزادونکو یان کتخدا
بصد آرزو دخترین خوبرو دین ڈولون مین راجاؤن نی شاہ کو
کئی پشت تک اونکی جب نسل سی ہوی پی بہ پی بادشہ ہند کی
پئی رونق ملک ہندوستان کئی شہر آباد کثرت سی یان

بنی قلعہ و قصر باغات یان
ہوی وہین تعمیر عمدہ مکان

بہت ٹوٹی مندر اور اون کی سجای
بنین مسجدین خوب و عالی بنای

نہایت ہوا ہند آباد جب
ہوا مشتہر از عجم تا عرب

یہانکی سلاطین صولت پناہ
لگی سلطنت کرنی با عز و جاہ

بس اوج و ترقی پہ ہندوستان
رہا لیک تا عہد شاہجہان

بس از عہد شاہجہان اڑ گیا
جہانگیری کا رنگ دولت فزا

بیان سلطنت بادشاہ شاہجہان

کدہر اور کہان تو گیا ساقیا
پلا آکی مجھکو مئ جانفزا

مین پیکر اوسی خوب ہون زورمند
لکھون تا کہ حالِ شہ ارجمند

جہانگیر کے بعد جسوقت یان
ہوا زیب اورنگ شاہجہان

یہ دستور اپنا تھا اوسنے رکھا
کہ ہر یکر وظائف بعجز و علا

بقصد رفاہ خلائق تمام
کیا کرتا تھا ایک دربار عام

اور اجلاس دو گھنٹہ کر کی وہان
سُنا کرتا تھا عرض حاجتوران

اور اون حاجتون کو روا کرتا تھا
بعدل و کرم اور بصدق و صفا

ہر اک قسم کی اہلِ حاجت بھی وان
پہنچتی تھی اور پھرتی تھی شادمان

یہ تھا عرض بیگی کو فرمان شاہ
کہ ہر خاص و عام و رعایا سپاہ

جو سائل ہوا ونمین سی یان آن کر
تو رکہنا خبردار اوسکی خبر

عرضداشتین جتنی دین خاص و عام
وہ دفتر مین پیشی کی جائین تمام

بتعمیل اِس حکم شہ کے مدام
ہوا کرتا تھا جبکہ دربار عام

تو رہتا تھا اِک عرض بیگی بھی ان
بہت ہوشیار اور قانون دان

غرض جبکہ با شوکت و اعتلا
کھلا کرتا تھا باب دولت سرا

کل ارباب حاجت کو ملتا تھا بار
نہیں روکتا تھا کوئی زینہار

سب امیدوار اور سب دادخواہ
ہجوم آکی کرتی تھی وان مثل جاہ

اوسی عرض بیگی کو کرتی تھی سب
حوالہ عرائض بصد حظ طرب

اونہیں حسب حکم شہ ذوالعلا
وہ دفتر میں پیشی کی پہنچاتا تھا

اگرچہ یہ دستور عالی وہان
تھا جاری بحکم شہ کامران

ولی خود بھی وہ اہل عدل و سخا
ہر اک خیر و شر کی خبر رکھتا تھا

ہر اک ادنی اعلی کا کر کی خیال	توجہ سی سنتا تھا کل عرض حال
غرض یون بدستور ہر دن مدام	کیا کرتا تھا شاہ دربار عام
یہ دربار ہو جاتا تھا ختم جب	تو برخاست فرماتا تھا اوسی تب
اور آتا تھا بہر سوی دیوان خاص	پئی جلسۂ خاص بااختصاص
وہان ہو کی رونق فزای مقام	اہم کامون کا کرتا تھا انتظام
وزیر و اراکین و میرِ دبیر	پئی پیشیِ شاہ روشن ضمیر
عرائض خرائط رقیمی تمام	لی آتی تھی فوراً انجمن نظام
سنا کر اونھین شاہ کی رای سے	رقم اون پہ احکام کل کرتی تھی
پھر ایمای شاہی کی بر حسب	وہ احکام مرقوم ہوتی تھی سب

تو بس صاد او مہر سے شاہ کی   مزین منور اونہین کرتی تھی
مرتب وہ یون کرکی قانون سی   نہین رکھتی دفتر مین اکدم بھی تھی
یہی نظم ہر روز دفتر مین تھا   نہ تھا اون اک لمحہ تاخیر کا
پی نظم ہند ایسا تھا انتظام   روان ہوتی تھی روز کاغذ تمام
حضوری کی کاغذپی انصرام   ضروری ہین باقی تھی اجرا تمام
وہ سب ڈاکخانون سی ہوکر روان   پہنچ جاتی تھی جابجا برق سان
غرض کار امروز امروز ہی   تھا انجام پاتا بسرعت سبھی
سرانجام کلی ہر اک کام کا   نہین روز فردا پہ کچھ رہتا تھا
ہر اک محکمی کا بھی سب کاربار   اسیطرح پاتا تھا نظم و وقار

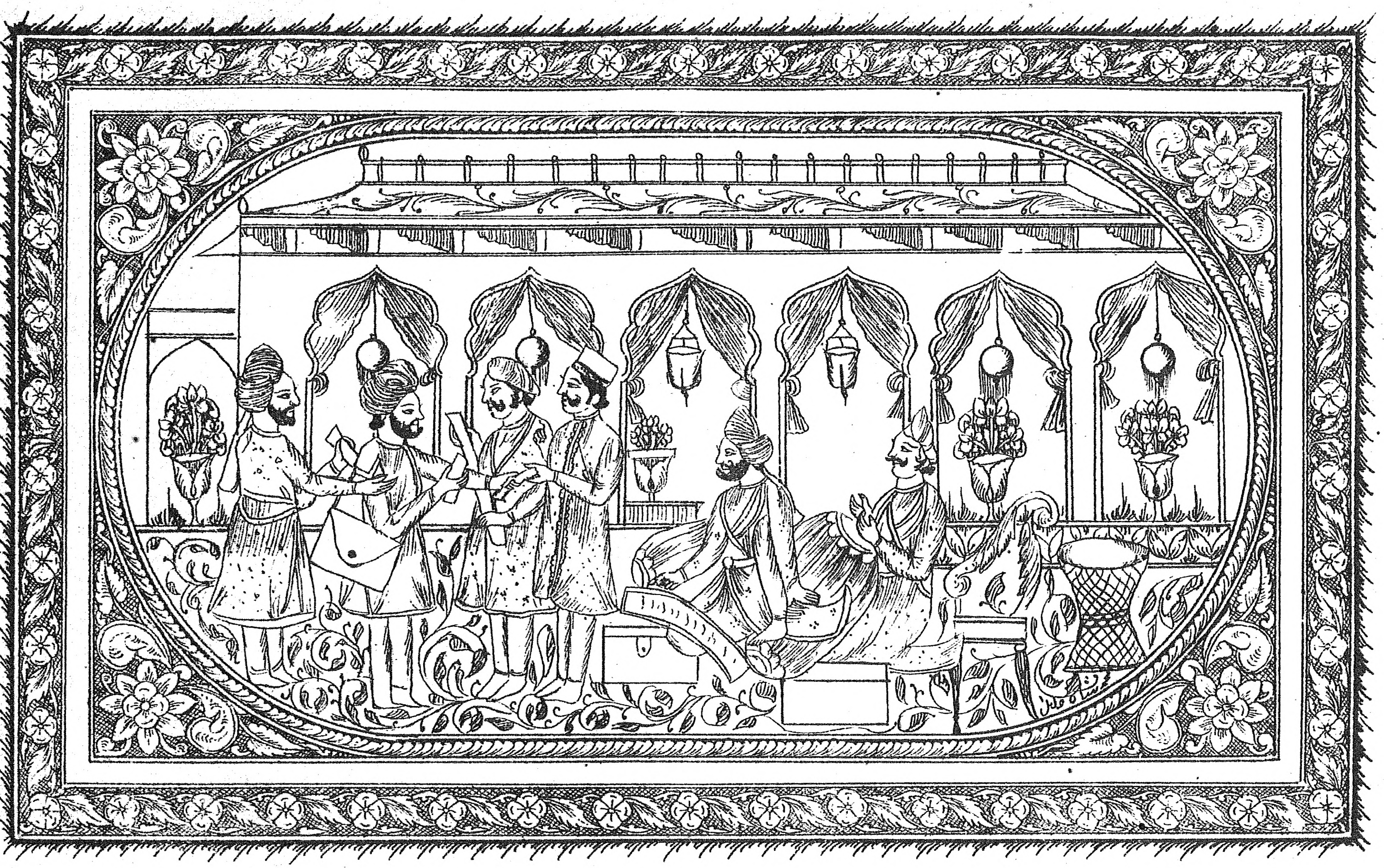

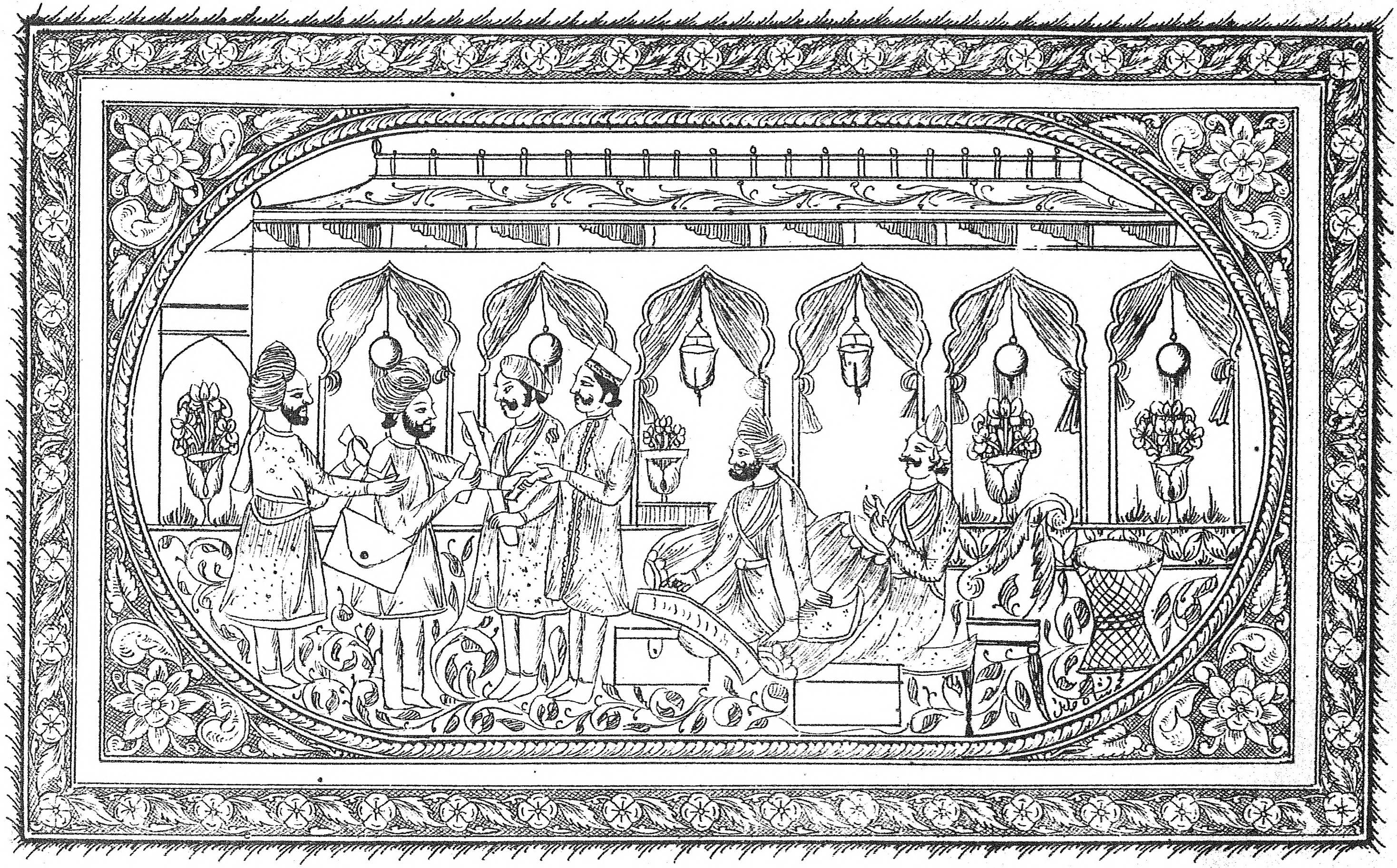

پولس کا بھی تھا خوب نظم اتم   نہ تھا عہد دارا سی صولت مین کم
سپاہ اور رعایای ہندوستان   نہایت تھی آسودہ اور شادمان
بآرام رہتی تھی سب بخطر   نہ چوری کا کھٹکا نہ ڈاکی کا ڈر
فریب اور کذب اور مکر و دغا   نہ اوس عہد مین کچھہ بھی انمین سی تھا
عدالت کا مفتوح رہتا تھا باب   سخاوت سی ہر ایک تھا کامیاب
نہ حاتم کا لیتا تھا کوئی بھی نام   کسی کو نہ تھا ذکر کسری سی کام
کہین وجہین فیض سی شاہ کے   بعیش و طرب روز و شب رہتی تھی
رفاہِ رعایا پہ ہر دم نظر   رکھا کرتا تھا خسرو نامور
زمانی مین شاہ جہان کی یہان   رہی روز و شب خوب امن و امان

رعایا کا دل رہتا تھا باغ باغ   ہر اک گھر مین جلتی تھی گھی کی چراغ
لگی رہنے ہر گاہ خوشحال کل   شگفتہ دل شہ ہوا مثل گل
بجمعیت خاطر و عز و جاہ   لگا کرنی فرماندہی بادشاہ
غرض نظم سی ملکداری کی شاہ   ہوا مطمئن جب بفضل اله
بلندی ہمت ہوئی رہنما   بس اک شہر عالی بسایا نیا
ہوا میل جو اسطرف طبع کا   دیا حکم یون اوسنے تعمیر کا
کہ نزدیک دہلی کئی کوس پہ   جہان پر فضا جاے ہو خوب تر
احاطہ کئی میل کا گھیر کر   ہوا اک شہر آباد بس عمدہ تر
بنی گرد اوسکی بڑا اک حصار   بہت پختہ سنگین اور استوار

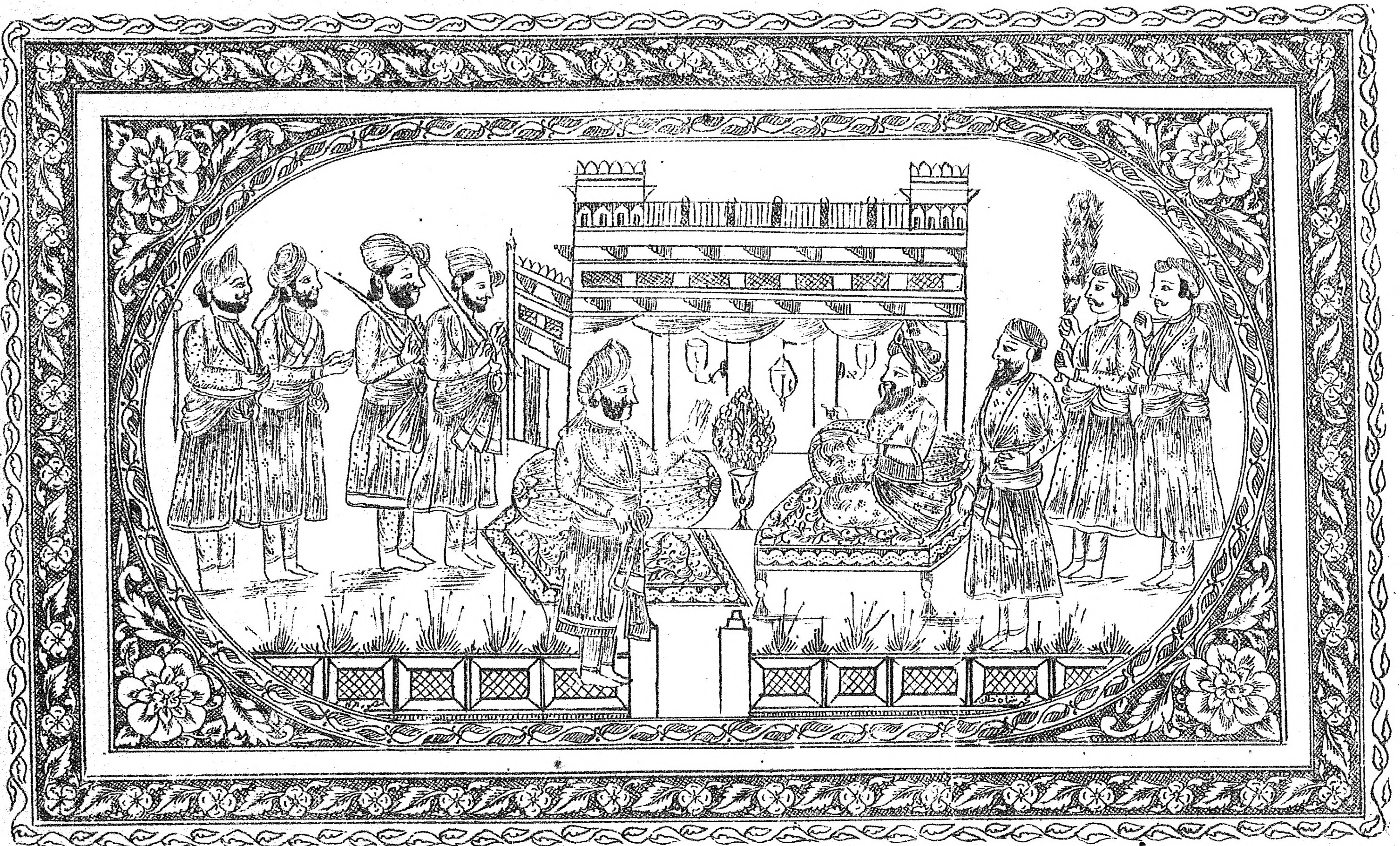

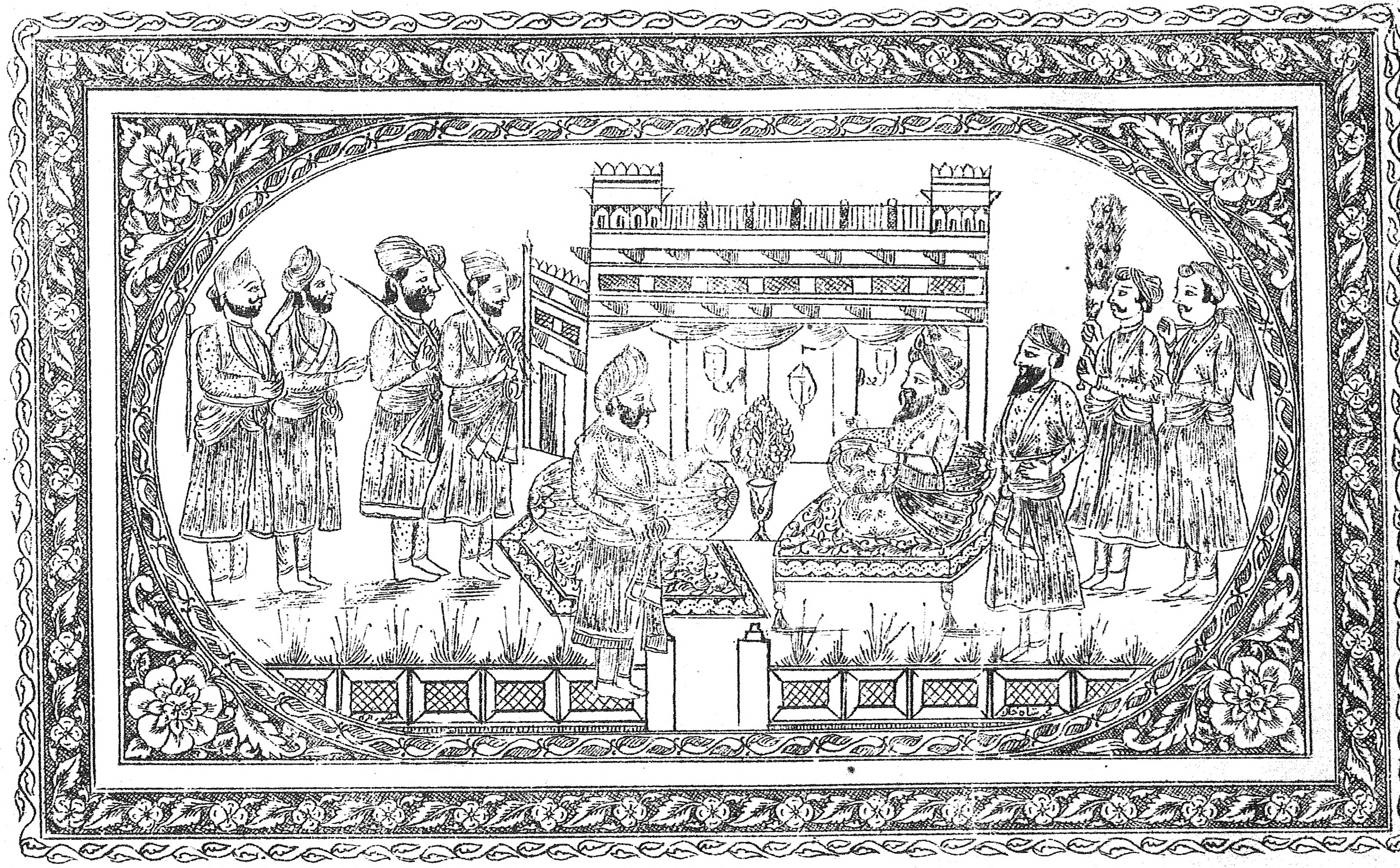

پئی امن اور حفظ باشندگان
کھچے چار سو اک فصیل کلان

بنی برج موقع سی ہر جای پر
اور اوسمین رہین توپین با کر و فر

رفیع اور وسیع اور بہت عالی شان
رہین اوسمین دروازی بھی فیلبان

بنین تین دروازی ہر سمت پر
بہت شان و شوکت کی اور خوب تر

اور اوسمین ہو گارد کا بھی اک مقام
رہی تا کہ پہری کا اوسمین قیام

قریب حصار ایک قلعہ بھی وان
بنی اور بنین نیز عمدہ مکان

اور ایسی بنین قصر سب دلپذیر
کہ ہر قصر ہو طرفہ اور بی نظیر

اور اونمین ہو اک قصر شاہی بنا
بشانِ شکوہ اور بہت خوشنما

صنائع ہون اوسمین بہت دلپذیر
بدائع ہون اوسمین بہت بی نظیر

احاطی مین قلعہ کی بھی جا بجا بروج اور دور ہون جلالت نما
ہون طیار بازار و گلزار بھی قرینی سی قلعہ کی اندر سبھی
بتا کر یہ تعمیر کا سارا کام دیا ایک نقشہ بنا کر تمام

چنانچہ وہان حسب ارشاد شاہ
بنی قصر اور قلعہ اور بارگاہ

تعریف عمارات

ہوا قلعہ طیار وہ پر شکوہ کہ ہر برج اوسکا تھا مانند کوہ
فصیل اوسکی تھی چار سو جو بنی سراسر وہ کل سنگ احمر کی تھی
مصفا تھا ہر سنگ ایسا لگا گمان جسپہ آئینہ کا ہوتا تھا

تھی ہم شکل برگ کنول برج گل
شگفتہ نظر آتی تھی مثل گل
چڑھیں اون پہ توپیں تھیں اژدہا کی
فرنچ اور جرمن کی جو تھیں سب بنی
سلامی نما متصل برجون کے
تھی ریٹی بلند اور پہنا بنی
وہ شفاف چکنی تھی بس اسقدر
ٹھہرتا نہ تھا جسپہ پای نظر
برای نشانہ میان فصیل
تھی گولی کی کیی مورچونسی سبیل
تھی دروازی بھی اوسکی عالی تمام
گذر جاتا تھا جس سی ہاتھی مدام
عماری بہ پشت اور اوسکی سوار
سر مونہین جھکتی تھی زنہار
دی پاسبانان شوکت نشان
تھی دروازونمین دونون جانب مکان
نگہبانی کی واسطے چوکیدار
رہا کرتی تھی مستعد ہوشیار

وہ قلعہ جو تھا بس وسیع اور کلان
بنا ہی بہت اوسکی اندر مکان

فراخی مین تھا ہر مکان اک جہان
بلندی مین تھا ہمسر آسمان

پسِ قصر دریا کی جانب تمام
کیا تھا پئی سیر یہ انتظام

کہ ہر قصر کی پاے دیوار سی
بنائی گیی گھاٹ تا بحر تھے

تھی کرسی ہر اک کی نہایت بلند
تھا جس سی شکوہِ عمارت دوچند

جو برآمدی سمت دریا کی تھے
بصد زیب و زینت وہ تھی سب بنے

ضرورت تھی پردی کی جس جای پر
لگائین وہان جالیان خوب تر

تھین محلونکی رخ پر جو طیاریان
صنائع کا اونکی ہی مشکل بیان

تھی دالان اور حجری کمری عجیب
بنی شہ نشین تھی بصنع غریب

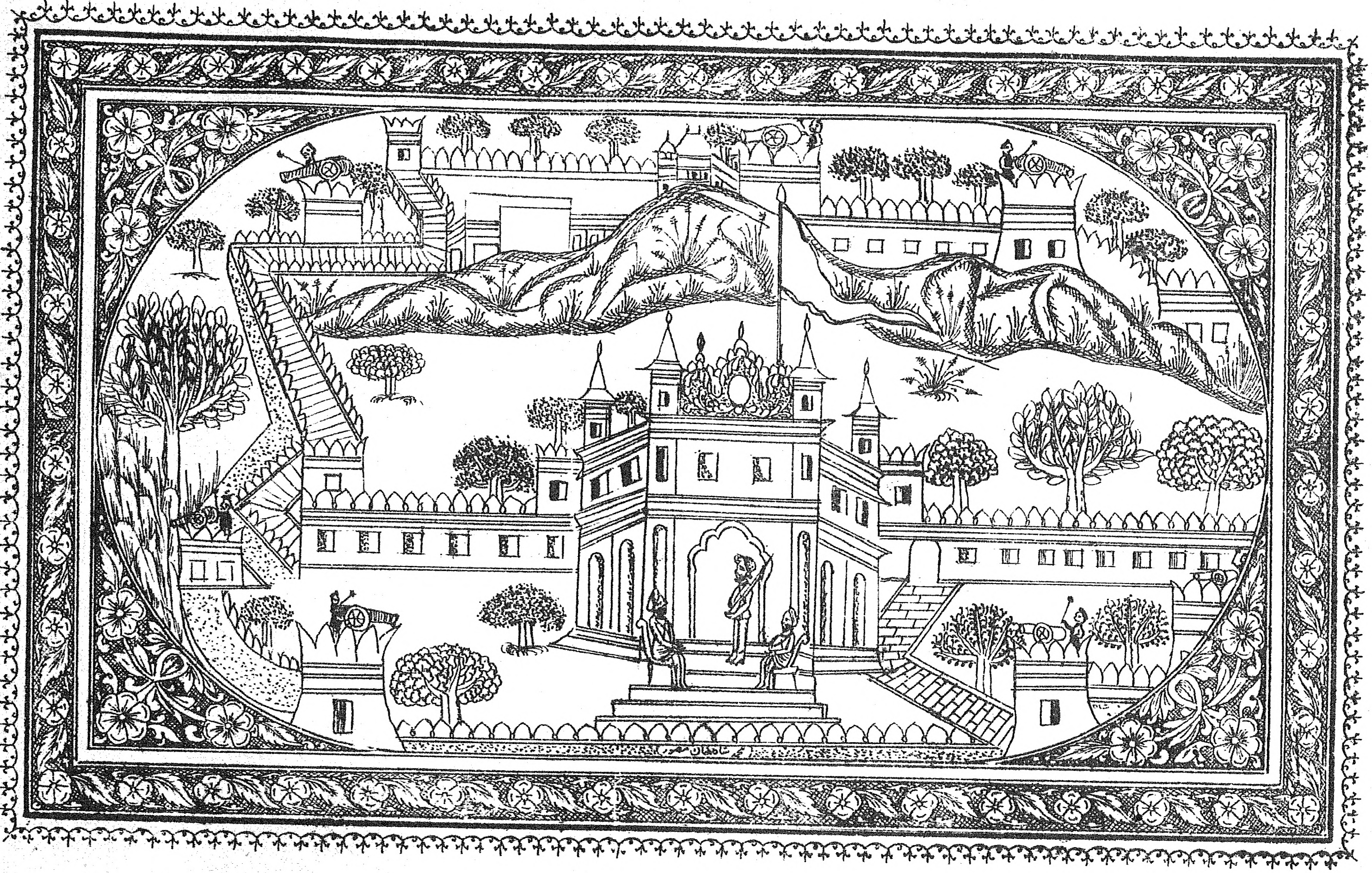
شادمان مصور

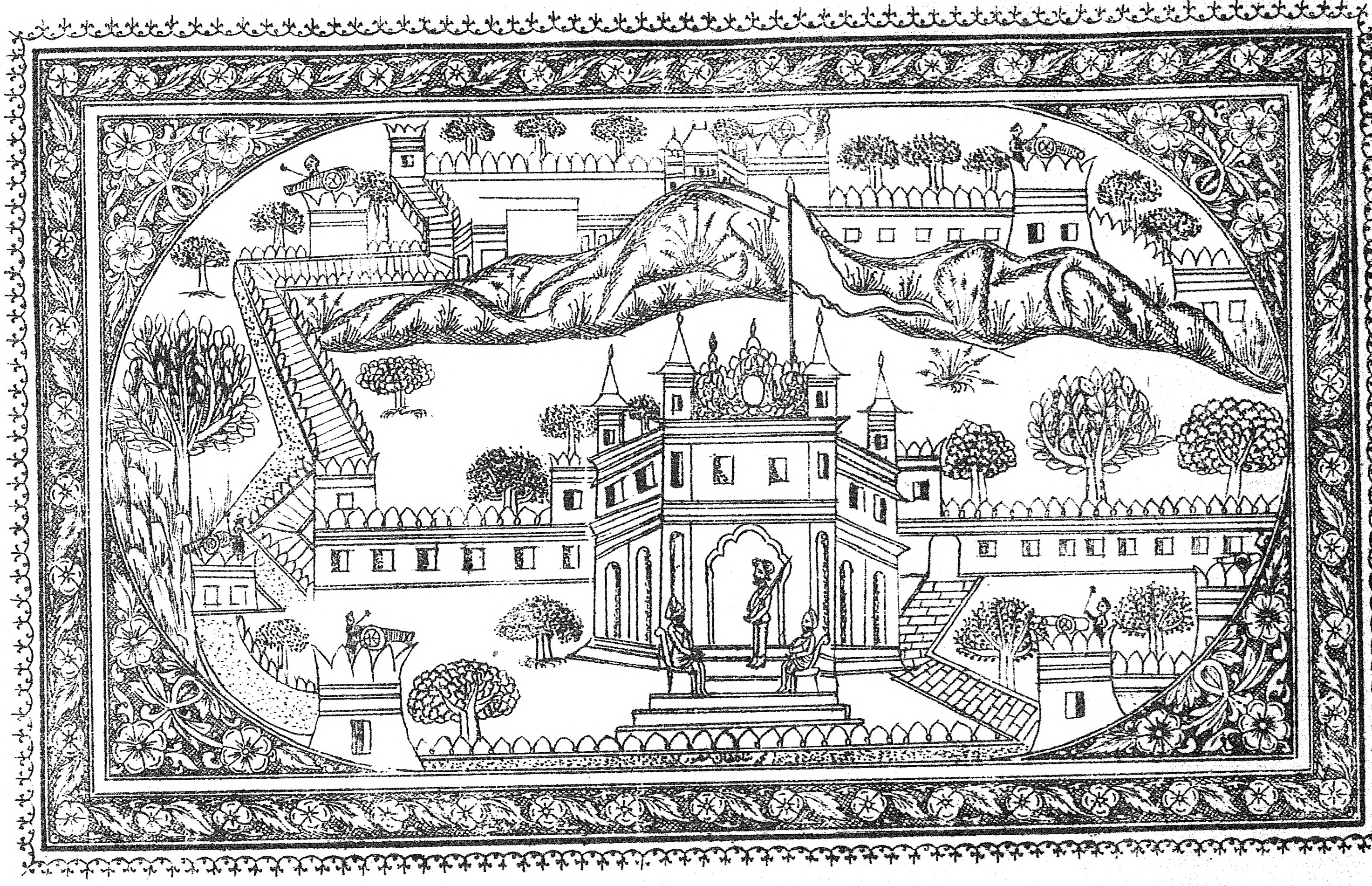

لگا تھا وہان سنگ مرمر تمام ۔ تھا جدول کا سنگ موسی سی کام
کوئی سادہ تھا اور کوئی نقشدار ۔ ہر اک قصر نو طرز تھا پُر بہار
وہ جو خاص تھا بہرِ دربارِ عام ۔ تھا اوسمین بھی سب عمدہ نایاب کام
تراشی تھی پتھر مین وہ بیل و گل ۔ کہ پیدا رگِ برگ تھین اوسمین کل
وسیع ایسا تھا جسمین با انتظام ۔ بچھی رہتی تھین لاکھہ کرسی مدام
وہان کرتا تھا شاہ دربار جب ۔ امیر و وزیر اور اراکین سب
سفیرانِ شاہان و مجرائیان ۔ اور ارباب حاجت ہزارون وہان
سب اِک بارگی ہوتی تھی باریاب ۔ نہین ہوتی تھی کچھہ بھی تنگی و تاب
جو کرسی نشین تھی وہ تھی بیٹھتے ۔ چپ و راست شاہ فلک جاہ کی

سوا اونکی جو اور حضار تھے   وہ سب دست بستہ تھی رہتی کھڑی
حضوری مین رہتی تھی با صد ادب   بڑی چھوٹے تا ختم دربار سب
اور اخلاق سی شہ کی حضار سب   حضوری مین رہتی تھی با صد طرب
سہر خوبیون سی تھا جو یہ مکان   نہین تنگدل ہوتا تھا کوئی وان
فرح بخش قلب اوسکی تعمیر تھے   بحسن عجب تھے ہر اک شی بنی
بنایا اوسی اس طریقہ سی تھا   تھا دربار خاص اور ہی طرز کا
تھا جمنا کا ساحل جدہر خوش فضا   وہان تخت گہ تھی بنی خوشنما
جدہر لطف دریا نظر آتا تھا   جہروکونکا اوس سمت کو رخ کیا
جہروکونمین جو جالیان تھین کٹی   تھی اوسمین عجب بیل پتے بنی

ہر اِک بیل پتی تھی اِک حسن زار   دکھاتی تھی ہر ایک طرفہ بہار
وہ پر لطف آتی تھی اون سی ہوا   جسے کہیے جانِ نسیم و صبا
منقش بنی ایسی تھی تخت گاہ   کہ ہو جاتی تھی محو اوسمین نگاہ
جواہر کی تھی جا بجا برگ و گل   تھی دیوار و در بھی طلا کار کل
تہِ تخت دالان کی درمیان   بصد حسن اِک نہر بھی کی روان
وہ بہتی تھی اوس لطف سی سر بسر   کہ سیراب ہوتی تھی جس سی نظر
بنا ایک حمام بھی وان عجیب   باندازِ نادر بصنع غریب
کمال اوسمین صانع نی یہ تھا رکھا   کہ وہ گرم اک شمع سی رہتا تھا
بنا بی نظیر الغرض قصر شاہ   اوسی طرح عالی بنی تخت گاہ

ہراک سمت بازار بھی خوب تر   وسیع اور پختہ بنی جانچکر
وہ آباد پھر جلد ایسے ہوئی   کہ ہر شی کی انبار وان لگ گیے
جو ہوتا تھا خواہندہ جس چیز کا   اوسیدم وہ بیجستجو پاتا تھا
ہر اقلیم کی عمدہ چیزین تمام   وہان پاتی تھی ہر جگہہ خاص و عام
عجب خوبیان رکھتی تھی ہر دکان   زبان کر نہین سکتی اونکو بیان
بنا چاندنی چوک تھا جو وہان   تھین اوسمین بہت طرح کی خوبیان
وہ آرائش و زیب کا تھا ہجوم   کہ از شرق تا غرب تھی اوسکی دھوم
صفت مین ہراک کوچے کی کہی کیا   جز اسکی کہ گلزار کا رشک تھا
دکانین بنی عمدہ تھین سب وہان   تھین سنگین مثل دل دلبران

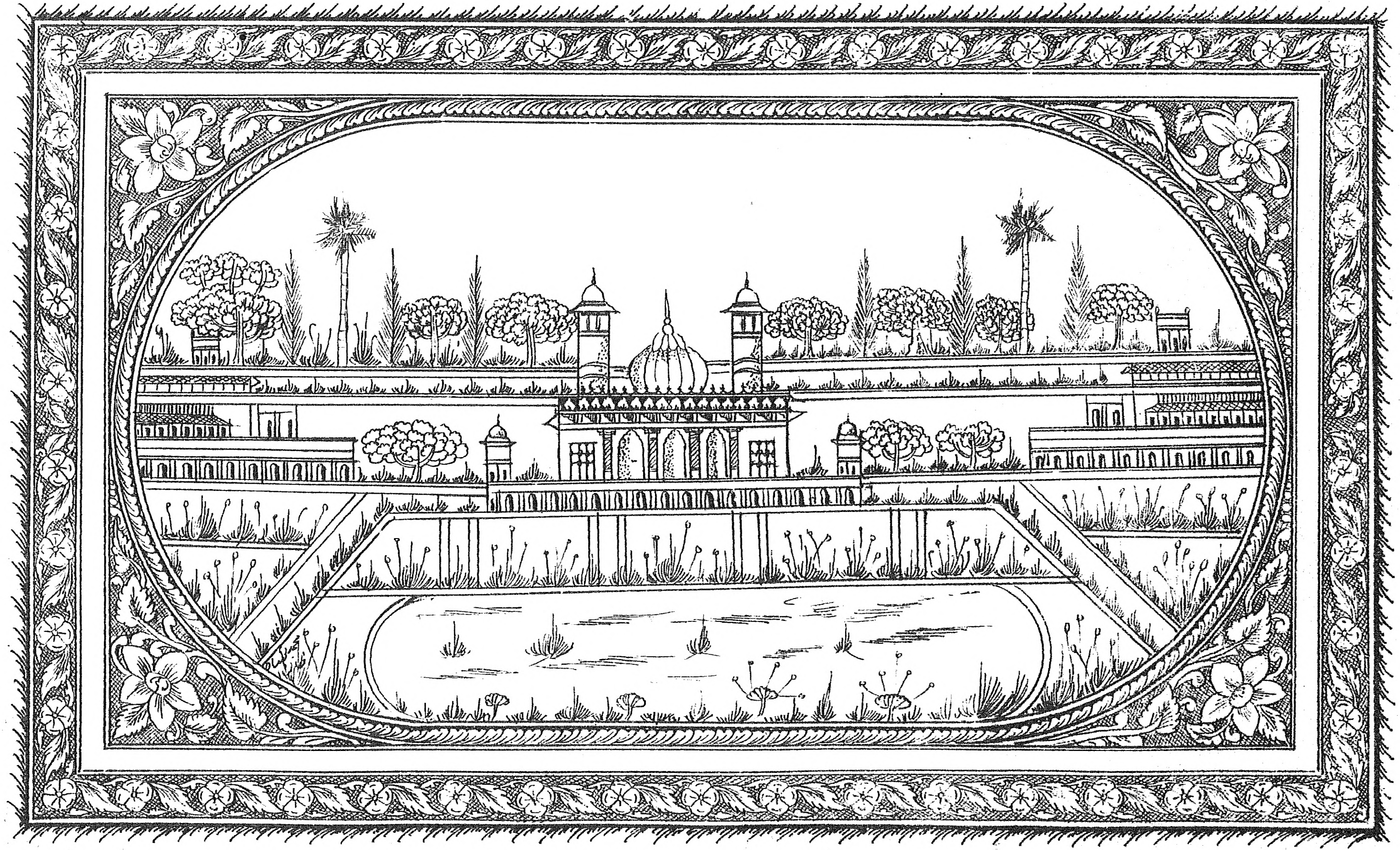

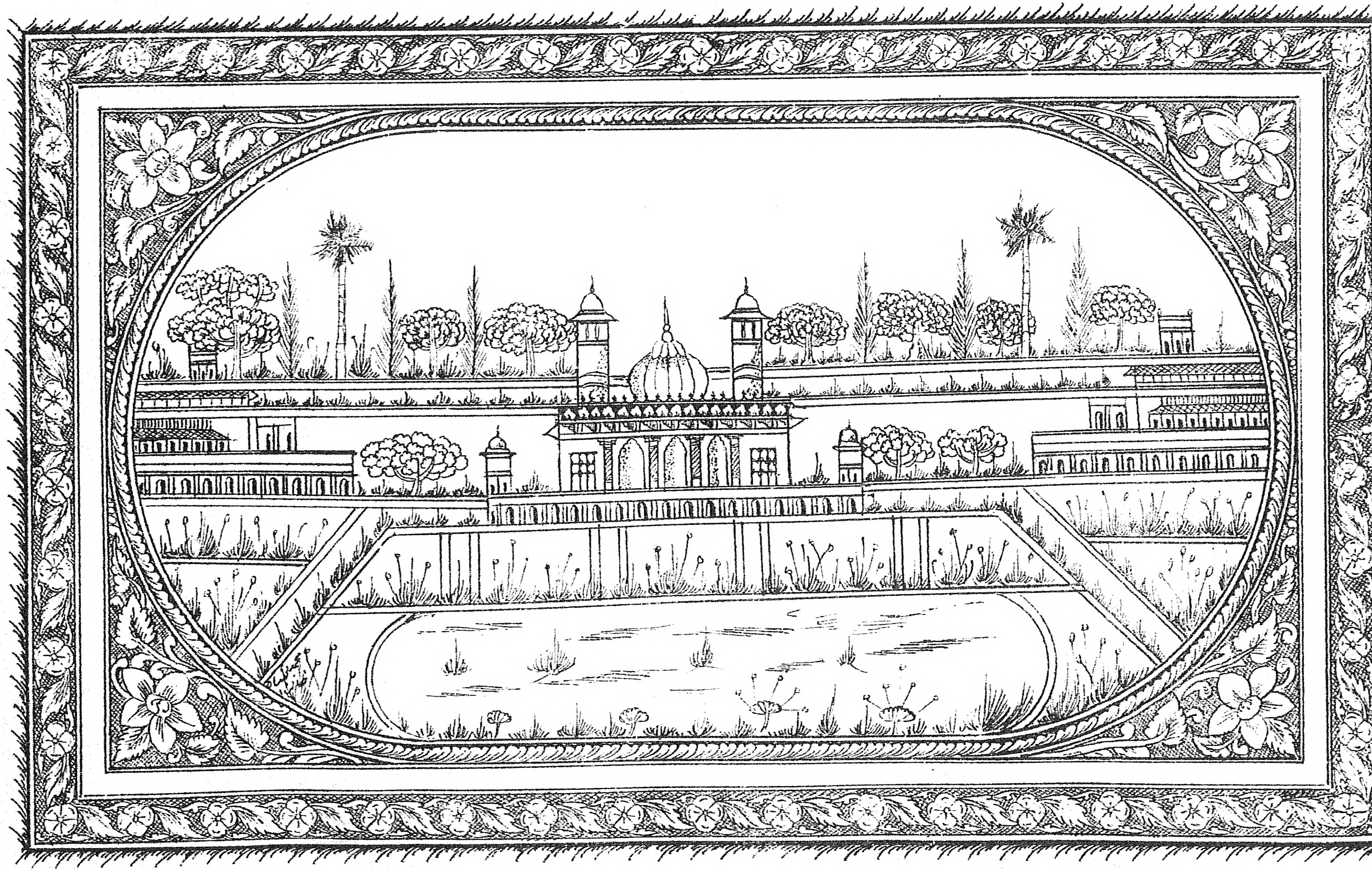

مکانات تھی صنعتون سی بھرے
تھی دو منزلی بعض سہ منزلی

عجب شان رکھتی تھی دیوار و در
تھی سقف اور کرسی بہت خوب تر

مصفا تھی آئنہ سی بیشتر
برستا تھا نور اون پہ آٹھون پہر

مکانونکی آگی جو تھی سائبان
چمکتی تھی وہ جملہ بلور سان

دکانونکی آگی تھین سڑکین جو وان
تھین اونمین بھی ہر طرحکی خوبیان

بہت پہن تھین اور پختہ تمام
باآرام پھرتی تھی وان خاص و عام

بنی نہر تھی اوسکی بہی درمیان
عجب لطف سی بہتی تھی وہ روان

تھی جمنا سی لائی وہ نہر روان
لگا کر بہت پمپ محکم وہان

تکلف سی ہر اک دکاندار وان
تھا دکان مین بیٹھتا شادمان

ہراک قسم کی وان دکاندار تھے   بشوکت دُکانونمین تھی بیٹھتے
بچھاکر سرِ تخت زیبا بساط   ہراک بیٹھتا تھا بصد انبساط
پس پشت ہوتا تھا تکیہ کلان   اک اعزاز رہتا تھا جس سی عیان
ہراک جوہری اپنی پیش نظر   جواہر تھا رکھتا بہت خوب تر
تھی زیور بھی ساتھہ اونکی عمدہ تمام   غرض بکتی تھی از سحر تا بشام
دُکانون پہ صرافونکی رہتی تھے   مہیا بہت پول ہر قسم کے
کھلی رہتی تھی توڑونکی وان دہن   تھی بیع اونکو کرتی یہ نیکو چلن
دکانون مین بزازون کے برملا   لگا رہتا انبار کپڑی کا تھا
بہت قیمتی اور بھی کم بہا   ہراک قسم کا کپڑا وان ملتا تھا

حریر اور کمخواب اور پرنیان بکثرت یہ رہتی تھی زیبِ دُکان
تمامی کی تھان اور زربفت کے ہزارون ہی ہر روز وان بکتی تھی
کلی اور لچکہ بنت اور کرن پر از تاب مثل سہیل یمن
بنارس کا یہ مال باآب و تاب بکثرت وہان ہوتا تھا دستیاب
فرانس اور جرمن کے دوکاندار تجارت کا جو کرتے تھی کاروبار
دُکانون کو رکھتی تھی آراستہ بآئین و انداز پیراستہ
بلُور اور شیشی کا سامان تمام چنا رہتا تھا میزون پہ وان مدام
حلبی وہان آئینے پر ضیا جو دیوارون پر تھی لگی جابجا
ہر اک شی کا عکس اُنمین تھا جلوہ گر بہت بڑھ رہتا تھا اوس سی لطف نظر

تھی ٹٹرکونکی رخ پر جو کمرون کی در ‌ کواڑ اونکی شیشونکی تھی سر بسر
عجب رنگ کی چلمنین عمدہ تر ‌ پڑی رہتی تھین اون پہ با کر و فر
معزز تھی تجار جتنی تمام ‌ بعظمت تھی کرتی تجارت کا کام
سوا اونکی ہر پیشہ ور بھی وہان ‌ قرینے سی رکھتی تھی اپنی دکان
تھی جس شی کی ہر ایک دوکان وہان ‌ مقابل مین تھی اسبا اسکی دکان
بہت خوبی کی ساتھہ وان روز و شب ‌ دکانین لگی رہتی تھین سبکی سب
لذیذ اور مزیدار شیرینیان ‌ بنا کر سلیقے سی حلوائی وان
اونہین تولکر تھالونمین رکھتی تھی ‌ بشیرین کلامی تھی پھر بیچتے
جو باورچی اور نان بائی تھی وان ‌ بہت عمدہ رکھتی تھی وہ بھی دکان

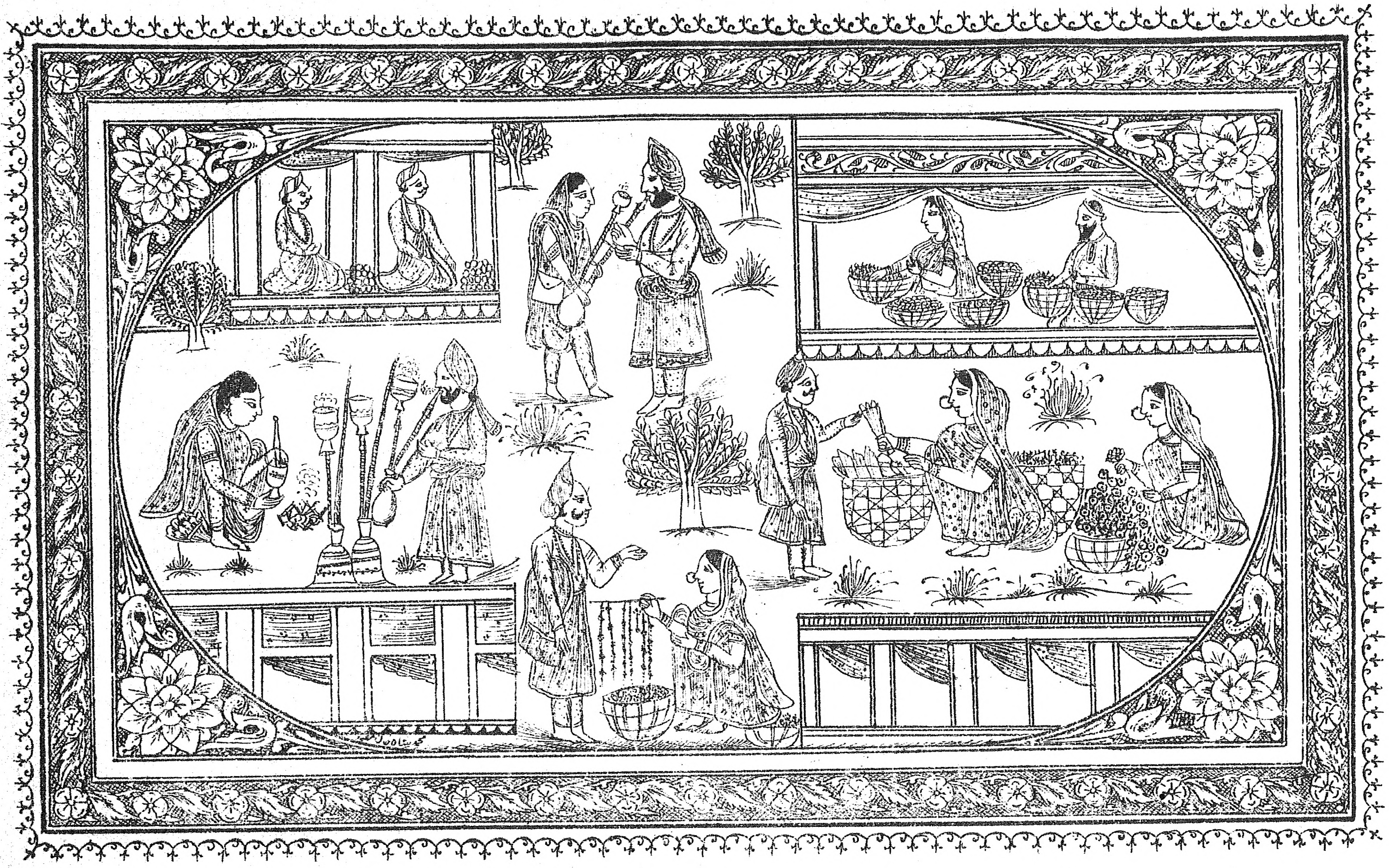

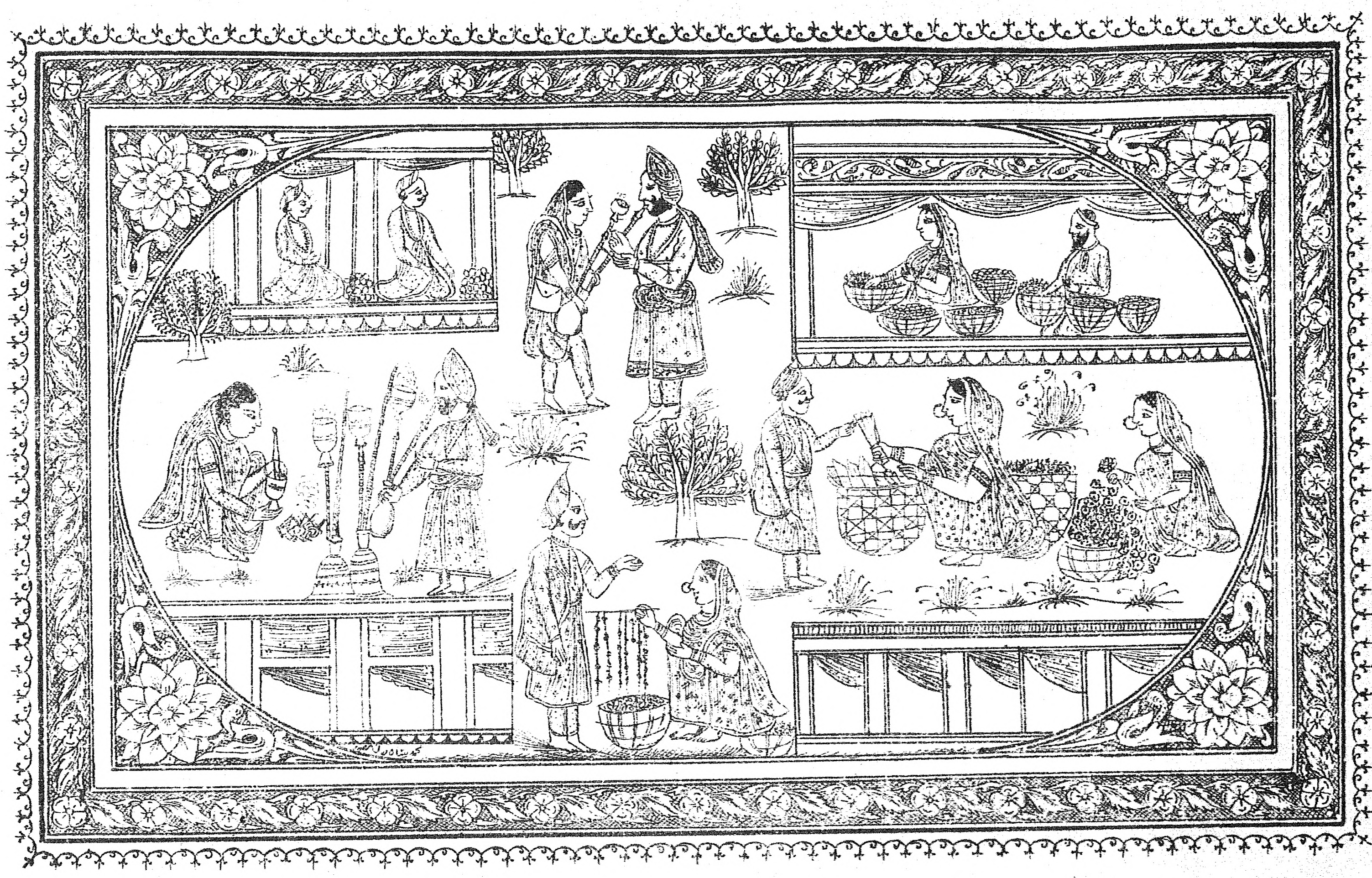
کہیالال لاہور

پکا کر ہر اک قسم کا وہ طعام
دکانوں مین رکھتی تھی با اہتمام
غرض یہ تھی جو کوئی کھائی اُسی
بہت خوش ہو اور دام دلخواہ دی
بناز و ادا ساقنین جا بجا
پلاتی تھین بھر بھر کی حقی سدا
تماکو بھی حقو مین وہ بھرتی تھین
کہ کھینچے جسی غیرتِ مشک چین
تھین تمبولنین بھی دکھاتی اک آن
لی آتی تھین عمدہ دساور کی پان
گلوری بنا کر اک انداز سے
خریدارون کو دیتی تھین ناز سی
اور آکر وہان مالنین گلعذار
دکھاتی تھین مثلِ چمن اک بہار
چمیلی کی جوہی کی بیلی کی ہار
بنا لاتی تھین یعنی وہ عشوہ بار
اور اقسام کی زیورِ دلفروز
گلون سی بنا کر لی آتی تھین روز

دکانون پہ اونکو بحسنِ نظام
وہ رکھتی تھین اور بیچتی تھین مدام
کیا کرتی تھی گشت وان سڑکون پہ
بہت سودی والی اِدہر اور اُدہر
لگاتی تھی آوازی یعنی مدام
باآواز ہر شے کا لیتی تھی نام
خریدارون کو تاکہ ہو آگہی
غرض یہ اوس آواز سی اُنکی تھی
ہر اک قسم کا سودا بکتا تھا وان
کسی جا تھا ارزان کسی جا گران
غرض وان تمیز اور سلیقی کی ساتھ
بکا کرتا ہر سودا تھا ہاتھون ہاتھ
سڑک کی جو پٹری تھی وان صبح و شام
لیی پھرتی تھی سقے مشکین تمام
وہ کرتی تھی چھڑکاؤ وان بار بار
رہی تو دبا اوس سی گرد و غبار
کٹوری کھنکتی تھی وان سقونکی
پیاسون کو کرتے وہ سیراب تھے

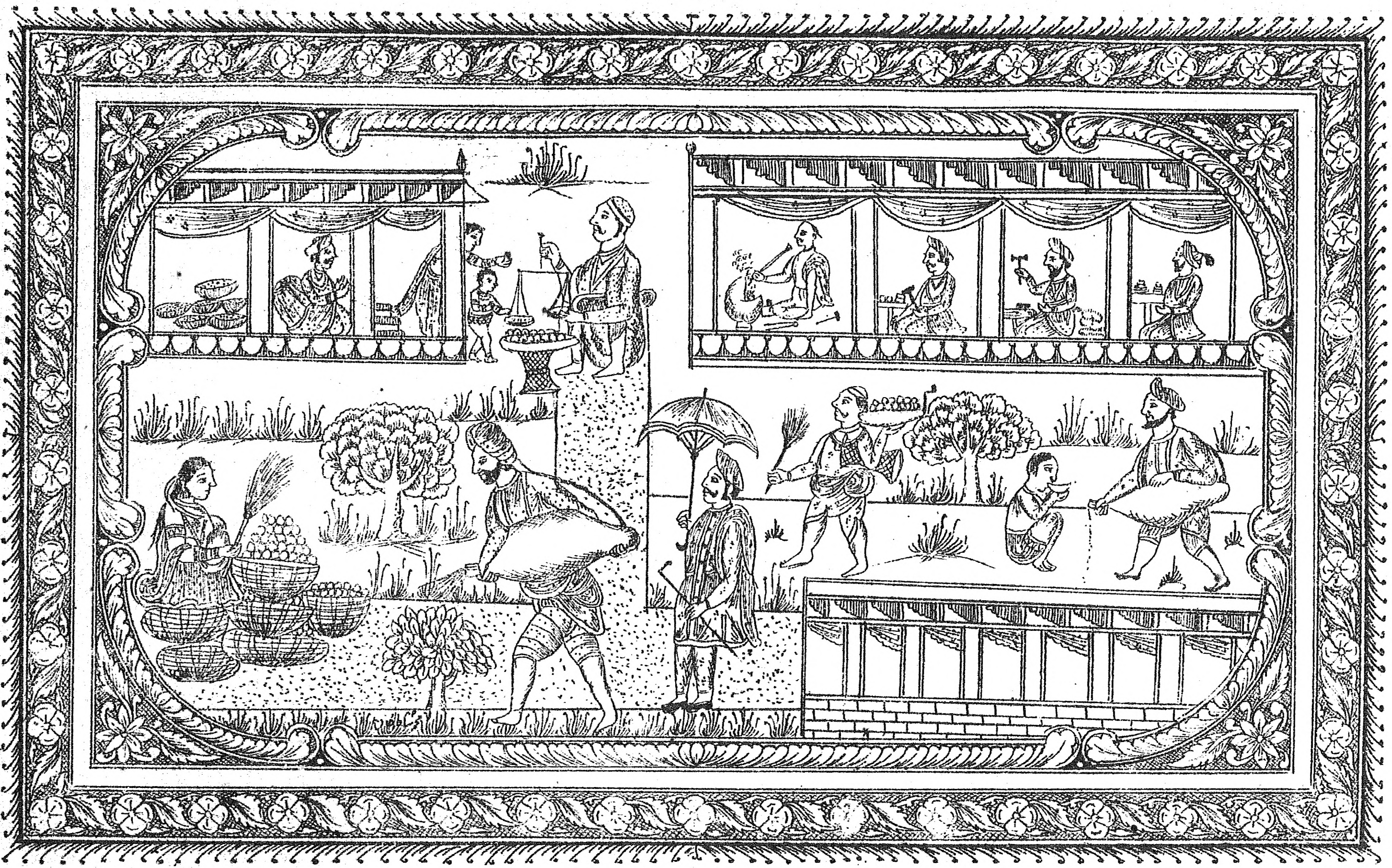

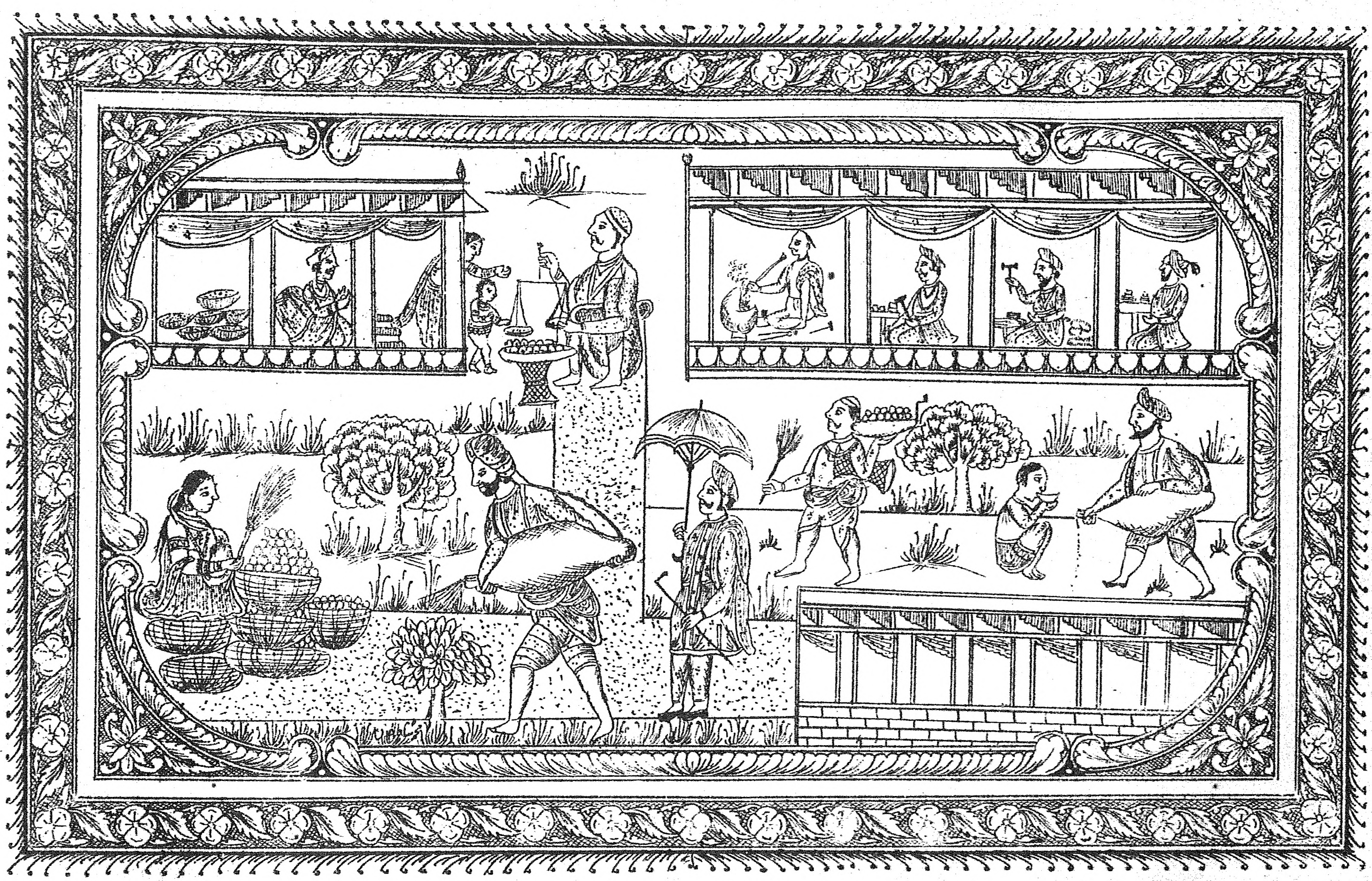

طلب کرتا تھا اونسی جو تشنہ کام
اوسی دیتی تھی آبِ شیرین کا جام

یہ بازار از صبح تا نصف شب
کشادہ تھا رہتا بلطف عجب

بپا رہتا تھا شور و غل اسقدر
کہ کہتے تھے کان الحذر الحذر

کرو ختم اب حال بازار کا
بھارِ گلستان کا لوٹو مزا

اُٹھا کر نظر کھولکر گوش ہوش
بہار مضامین رنگین کا جوش

سنین اور دیکھین سخن فہم کل
کہ کیا کیا کھلائی ہین نایاب گل

تعریف گلزار

کہاں ہی مرا ساقیِ خوشخرام
مجھی آ کی دی تند صہبا کا جام

سرور آئیگا نشۂ می سے جب — عیان لطف ذکر چمن ہوگا تب
بہت باغ شاہی جو تھی وان بنی — عجب پُر فضا قابلِ دید تھی
جو گلشن تھی آراستہ جا بجا — وہ سب تھے مسرت فزا دلکشا
ثمر اور گل سی شجر تھے بھرے — کھڑی سرو تھی باندہی اپنی پری
کھلی اوسمین تھے یاسمین نسترن — بہت عمدہ پھولون سی پُر تھی چمن
کہین صف بصف تازہ و خوب تر — لگی جو ہی بیلی کے تھی وان شجر
کہین عشق پیچان کی بیلین بلند — کہین عمدہ گل مہندیان تختہ بند
کہین موتیا تھا کسی جا پہ گُند — صبا جنسی پاتی تھی خوشبوی تند
مہکتا تھا خوشبو سی شبو کے باغ — تھی سورج مکھی شبکو مثل چراغ

بوقت سحر چٹکی تھا جب گلاب
نکلتا تھا نظارہ کو آفتاب
دکھا کر مدن بان پُر زیب آن
چلاتا تھا در پردہ نکہت کی بان
دکھاتا تھا سوسن بھی اپنی بہار
اوداہٹ سی کرتا تھا شام آشکار
ہر اک پھول گیندی کا گلدستہ تھا
کہ سوبرگ گل سی ہر اک بستہ تھا
کھلی تختی داؤدی کی تھی جہان
ہر اک سمت شمشاد تھی پاسبان
جو تختی تھی خشخاش کی جابجا
تھا اونھین ہر اک رنگ کا گل کھلا
وہ خوشبو جو دیتی تھی مدہ کامنی
وہ کیا بھینی بھینی تھی بوئیدنی
سنہری کھلی تھی جو وان جعفری
تھی نندراونکی لاکھون گل اشرفی
بھرا تھا شگوفون سی کوئی چمن
کہین سیوتی لطف سی خندہ زن

ہر اک قسم کی وان تھی گل بیشمار
دکھاتی تھی ہر قسم اپنی بہار

قرینے سے تھا خوب چمپا لگا
تھا باغ اوسکی خوشبو سے مہکا ہوا

تھی کیوڑی سے لبریز جو جو چمن
دکھاتی تھی وان بھونری مستانہ پن

گلون کا ہو جب اِسطرح ازدحام
نہ کیون ہو بکف لالہ عشرت کا جام

صفائی کو گلزار کی دیکھکر
تھی نرگس صفت حیرتی ہر نظر

تھین مہندی کی ترشی ہوئی ٹٹیان
خیابانونکی پہلو مین بستہ دان

تھی نوخیز سبزی کی ایسی بہار
زمرد تھا خوبی پہ جسکی نثار

گھنی خوب تھی مولسریونکی جہاڑ
تھی کثرت سے گل کی گلونکی پہاڑ

جو وان آکے چلتی تھی ہر دم صبا
بچھا رہتا تھا فرش گل کا سدا

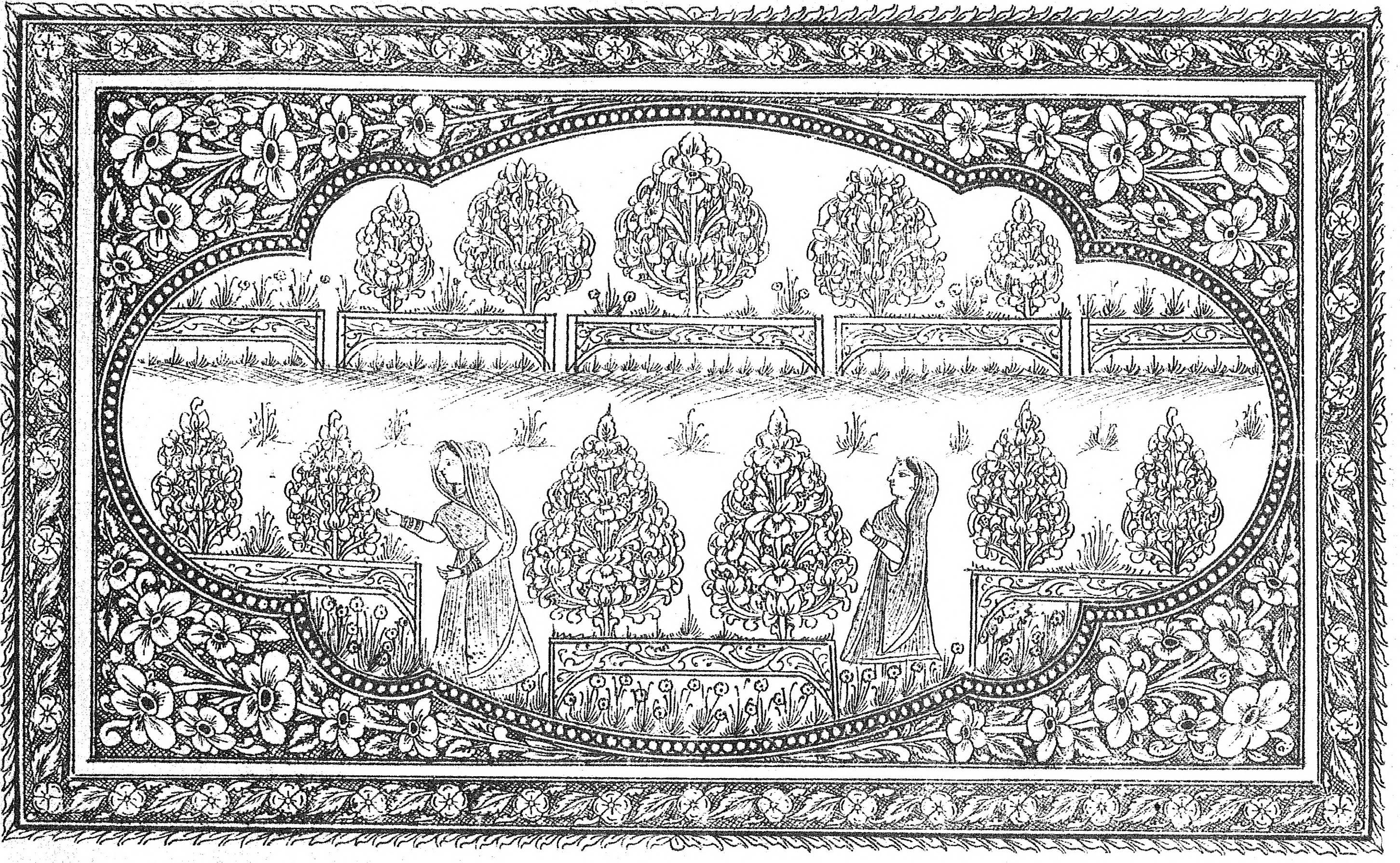

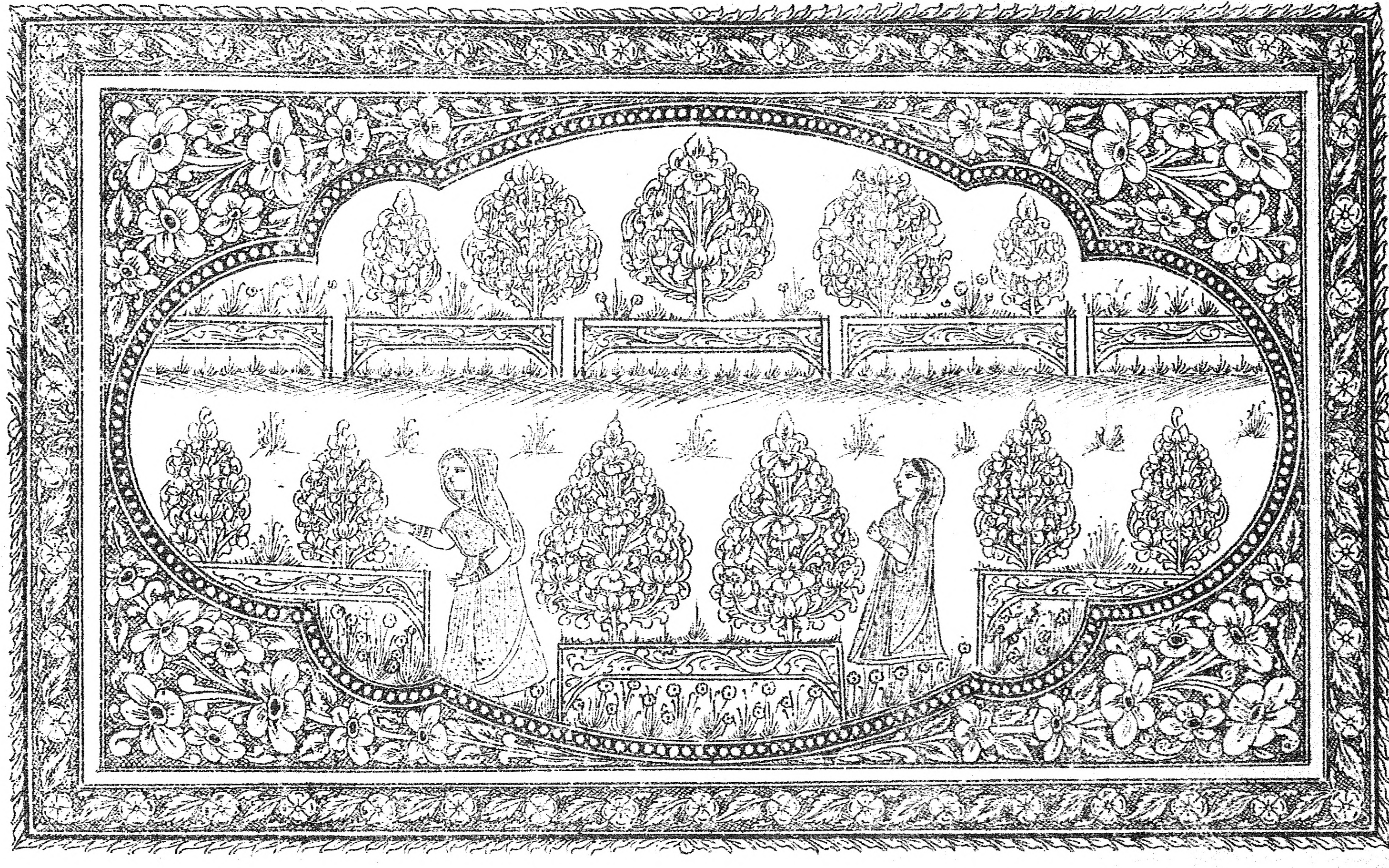

تھین چمنونکی اندر جو وان کیاریان
بھری تھین ہری اونمین ترکاریان

صنیلین روش کی جو تھین درمیان
مزین تھین کیا اونسی پہلواریان

جہان کیلون کا ہوگیا تھا ہجوم
وہان رہتی تھی کیا ہی خنکی کی دہوم

لگی تھین جہان نیبو نارنگیان
زمین بوس وان ہوتی تھین ڈالیان

ترنج اور شہتوت آڑو لکاٹ
لگائی تھی موقع سی سب جہانٹ جہانٹ

کہین رنگترہ تھی کہین تھی انار
کہین نخل امرود کے باردار

کہین قلمی آنبون کی اور تخمی کے
بجنس قرینہ لگی جہاڑ تھے

یہ لذت مین جو تھی بہت دلپذیر
تھی نام اونکے بھی دلربا بینظیر

تھی انجیر و سیب و بہی کی شجر
بہت خوشنما اور بر از ثمر

تہا ہر نخل کمرک کا خوبی مین فرد   لگی کمرکین اونمین تہین زر و زرد
تہین انگور کی جو گہنی ماندڑیان   نہین جاتی تہی دہوپ ہرگز وہان
کہین کشمشونکی تہی خوشی لگے   کہین تہی شجر مشمشونکی پہلے
پہلی ناریل کی تہی نخل اسقدر   کہ چوٹی سی جڑ تک نہ تہی جز ثمر
تہی ایسی پہلی فالسونکی شجر   کہ تہی رنگ سے اونکی تازہ نظر
کہین پر تہی پیوندی بیرونکی جہاڑ   لگی اونچی اونچی کہین پر تہی تاڑ
کہین پستی اخروٹ بادام کے   لگی تہی شجر عمدہ اقسام کی
لگی تہی کروندے چرونجی تمام   پلاتی تہی جامن لطافت کا جام
تہی جوز اور جوتری سے لگے چہالیا   درختون نے باغونکو تہا چہالیا

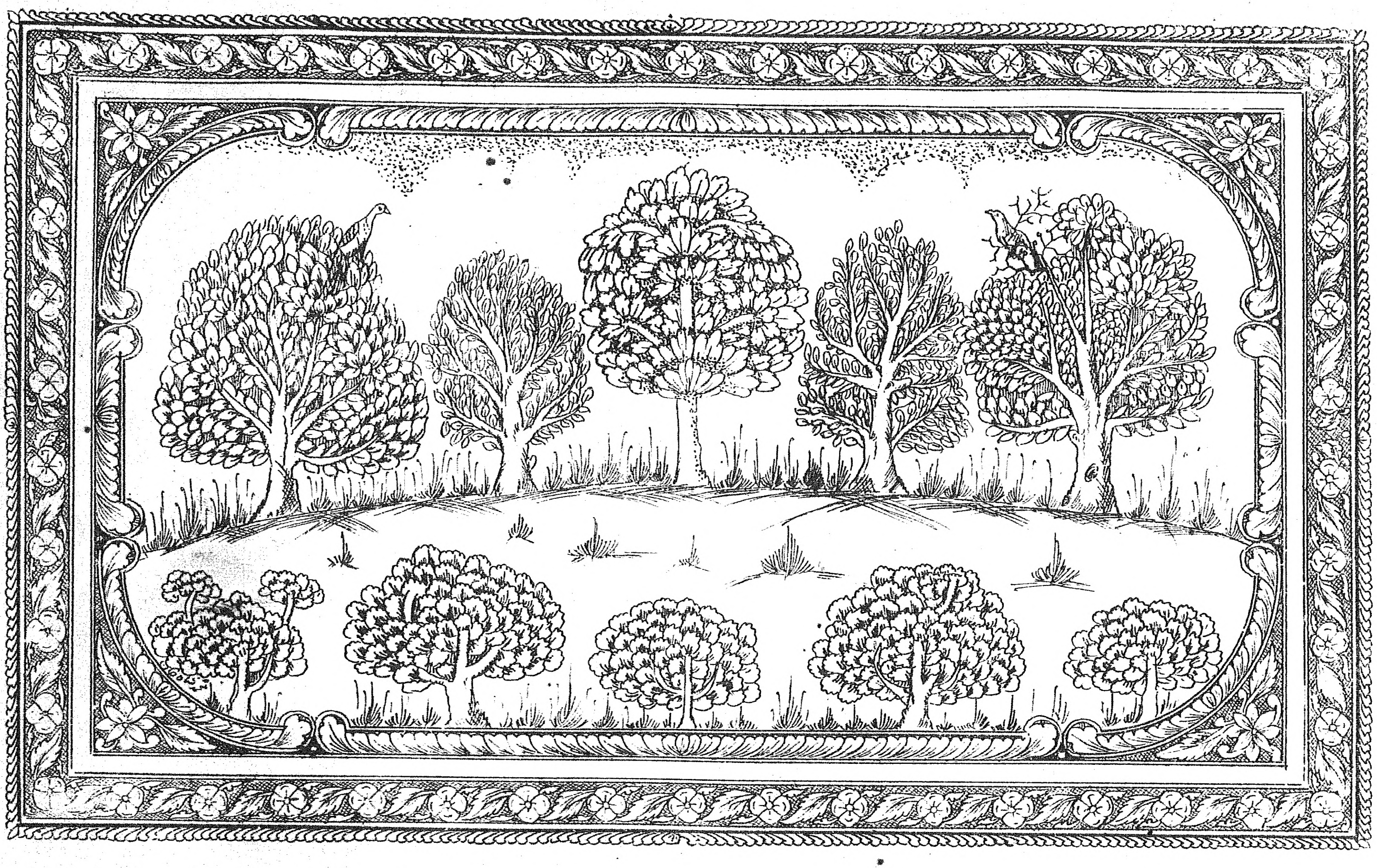

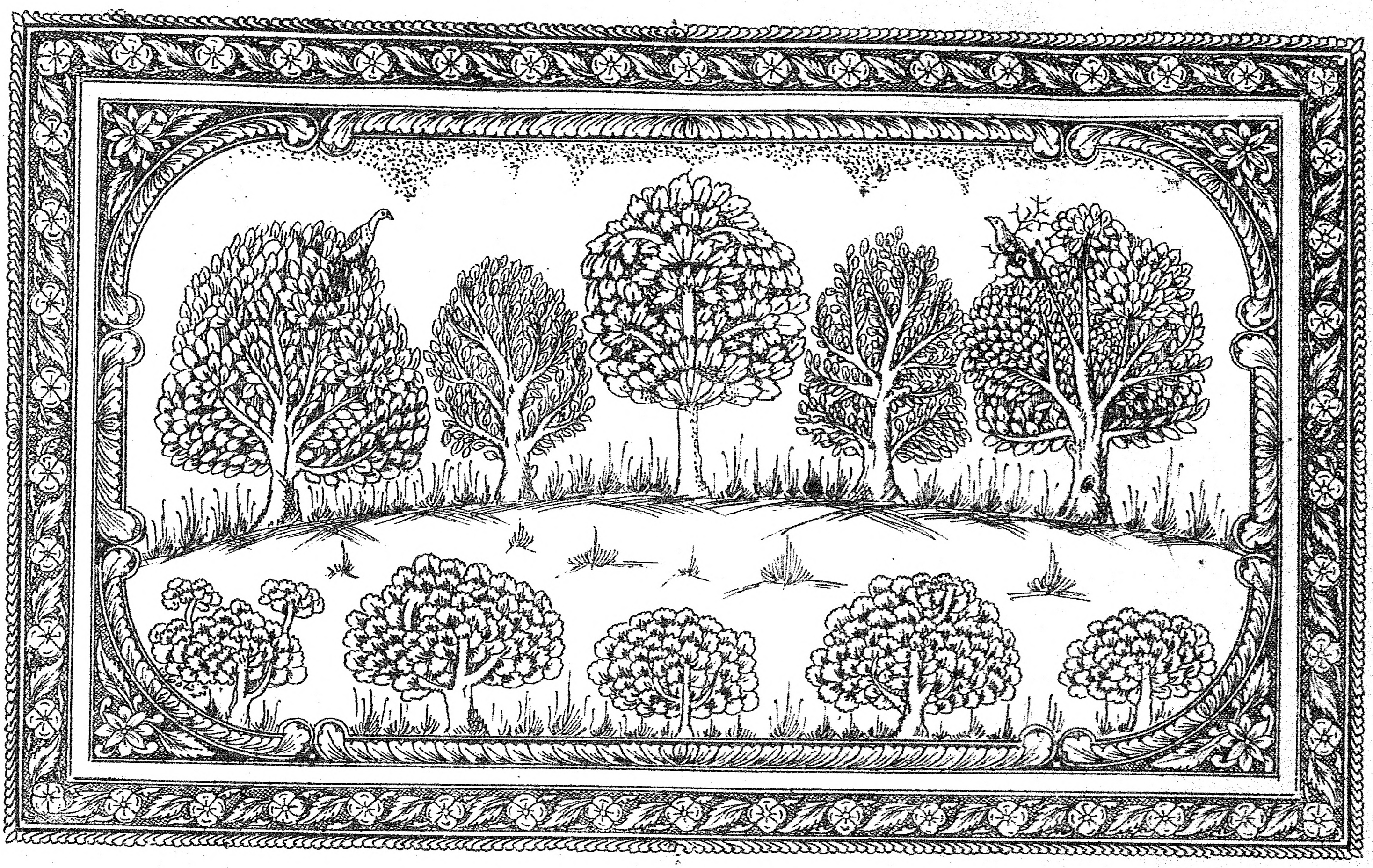

یہ تھی اونکی کیفیتِ ازدحام پہلونکی بہی لکھون کہانتک مین نام
بہری میوہ و گل سی تھی سب نہال تھی طائر بہی وان کی نہایت نہال
بہارِ چمن دیکھکر ہر زمان عنادل رہا کرتی تہین نغمہ خوان
وہ سب ہو کی خوش کہتی تہین بار بار کرو حسن گلشن پہ تن من نثار
تھی جب سنتی بلبل کی نغمونکا شور تھی بس ناچتی مست ہو ہو کی مور
جو تہین سرو پر قمریان جلوہ گر یہ کہتی تہین منقار کو کھول کر
کہ ای طوطیو تم ہو بیٹھی کہان کرو وصفِ گلزار آکر بیان
ہر اِک برگ کا تم اولٹکر ورق صفاتِ چمن کا سناؤ سبق
غرض دیکھکر اوسکی عمدہ فضا ہر اِک مرغ نغمہ سرا ہوتا تھا

جب اسطرح سی باغ تادر ہوا
بخوبی و زیبائی جلوہ نما

عمارت لبس عالی و دلکشا
بموقع ہوئین اونمین زیب بنا

بنی بنگلی اور کوٹھی کمرے کلان
بصد زیب و عمدہ صنایع وہان

بنائی تھی اونمین وہ نقش و نگار
کہ کہیی جسبی جان جوشِ بہار

بنا کر گل و شاخ و برگ و شجر
رنگی تھی عجب رنگونسی خوب تر

تھی دیوار و در کی جو جا درمیان
لگی وہان تھی موقع سی ماہی دہان

جب آب اونکی مونھ سی تہا ہو روان
صندلیونمین فوراً پہنچتا تہا وان

چکا کو جو تھی صحن مین سنگ کی
وہ آبِ مصفا سی پُر رہتی تھے

وہ تھی حسن و خوبی مین ہمثیل گل
بجای حباب اونمین بہتی تھی گل

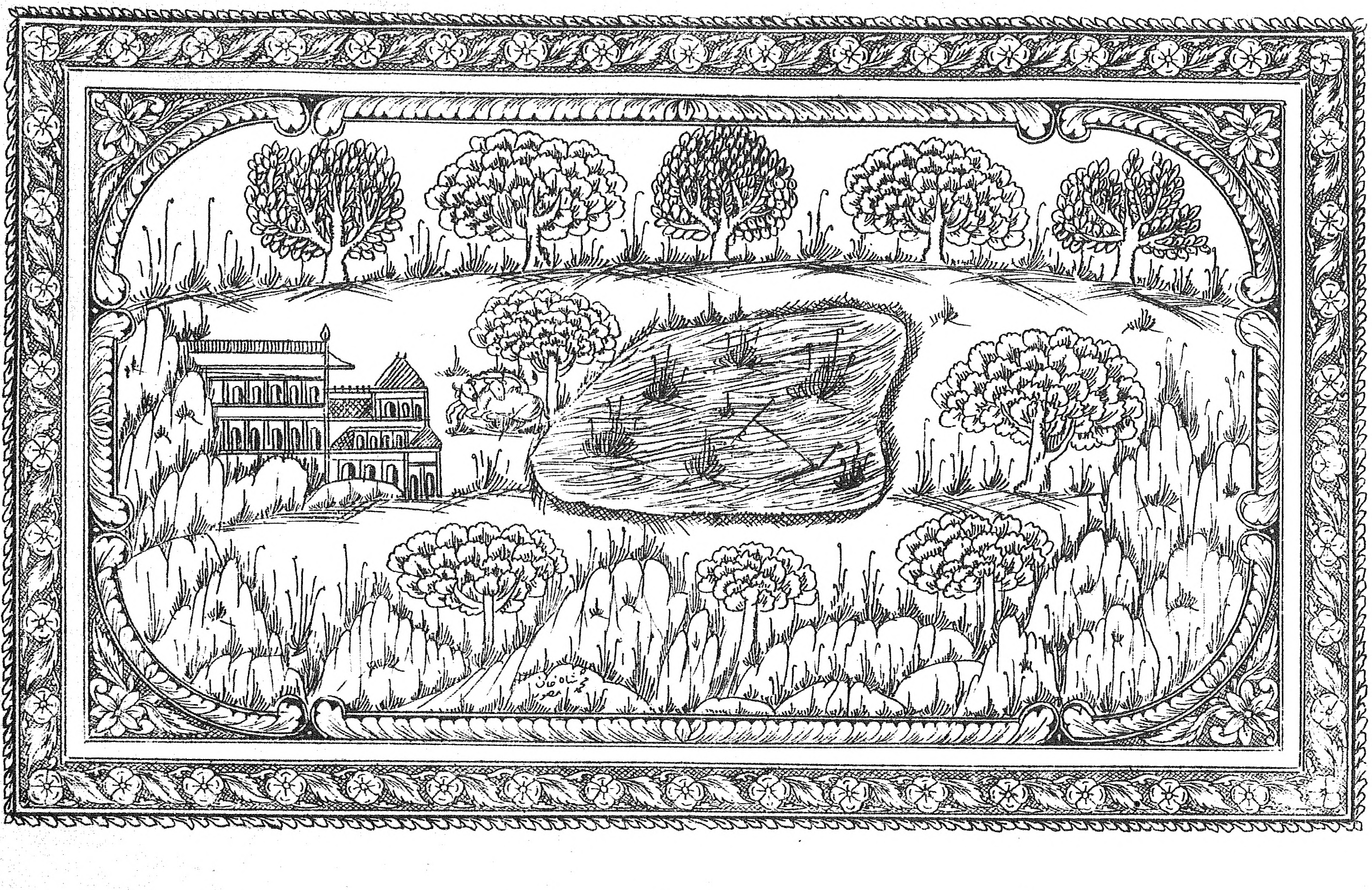
محمد شاه خان
مصور

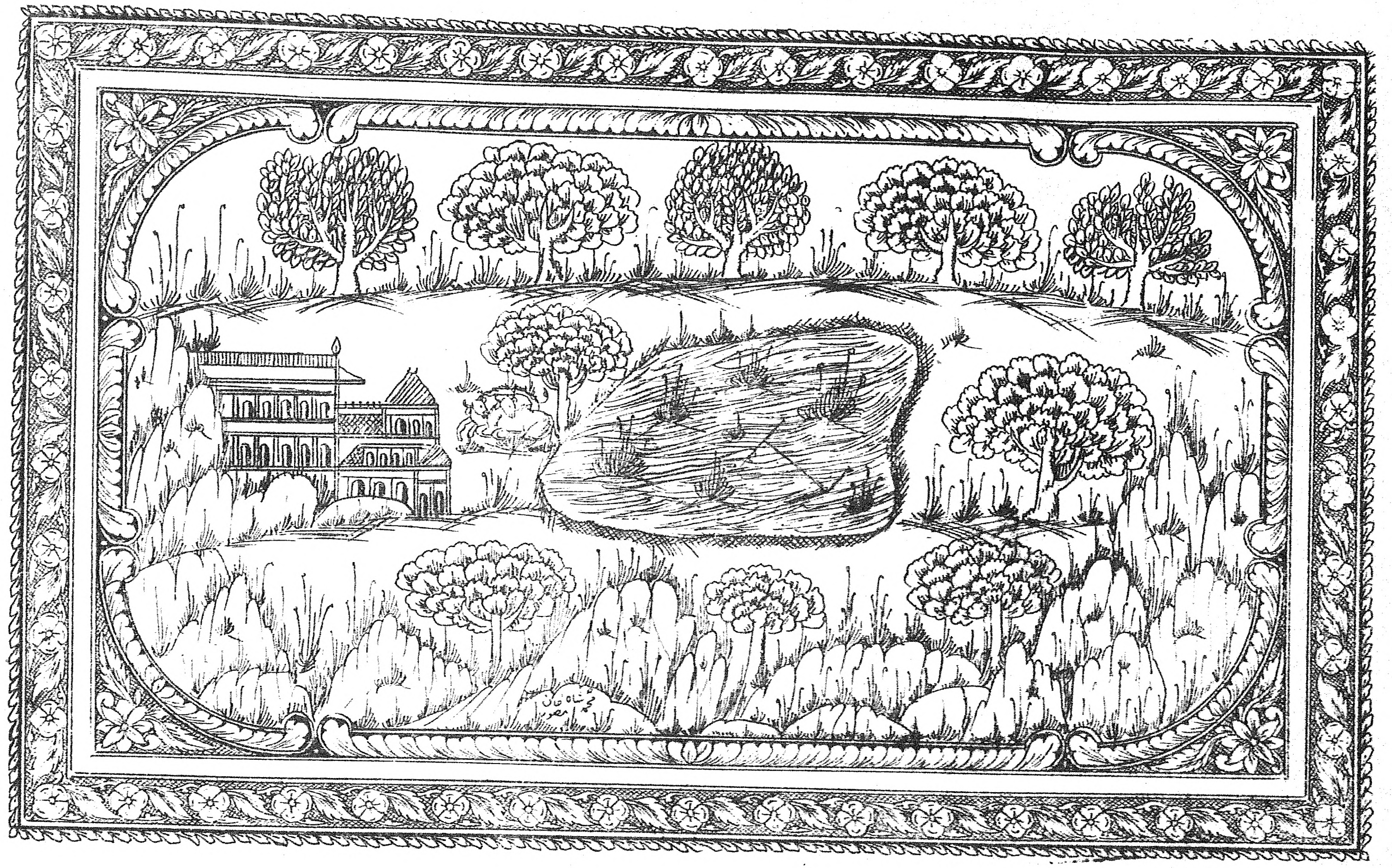
محمد شاه خان
مصور

ہوئی ایسی تیار وان عمدہ چاہ خنک ہوتی تھی جن پہ جاکر نگاہ
کہین پر عمیق ایسی تھی باولے تھی تہ جسکی تحت الثری سی ملی
بنی گرد جو تھی کو دونکے مکان تھی بس خنکی سی وہ فرح بخش جان
دہانون پہ اونکی لگی تھی وہ چرخ کہ چکر اتا تھا دیکھکر اونکو چرخ
ہر اک سو چرس موٹھہ چلتی تھی جو روان آب رہتا تھا ہر سمت کو
جو موٹھونسی گرتا تھا پانی وہان بصد لطف ہوتا تھا ہر سو روان
جو گرد روش پانی بہتا تھا وان تھی جدول کشتی اوس سی بالکل عیان
مصفا سفید اور سیدہا طویل کہون کہکشان اوسکو یا سلسبیل
جو ہوتا تھا جمع آب صافی وہان چمکتی تھی تہ اوسکی آئینہ سان

بجا ہی ہر اک حوض کوٹھی جو وان
کہون چشمۂ مہر روے بتان

بنا اونکی تھی اسلیے دلنشین
کہ تھین عمدہ انداز سی سب بنین

مربع کوئی اور کوئی شش پہل
کسی کی بنا تھی بشکل کنول

ہلالی و بیضاوی سورت جمکھے
نظر اونپہ رکھتی تھی انجم سب جھکے

کوئی تھا مدور بھی ایسا بنا
کہ کہیی جسے چشمہ تہا مہر کا

لگے انمین فواری تھی بیشمار
بنی تھی بہت عمدہ تر آبشار

وہان چھٹتی تھی نہر جب حوض پر
تھی بوندونسی گرتی مثال گہر

روان ہوتا تھا پانی چادر کا جب
اُبل پڑتی تھین نہرین پُر ہوکی تب

پئی زیب بستانِ شاہی مدام
رہا کرتا تھا خوب یون اہتمام

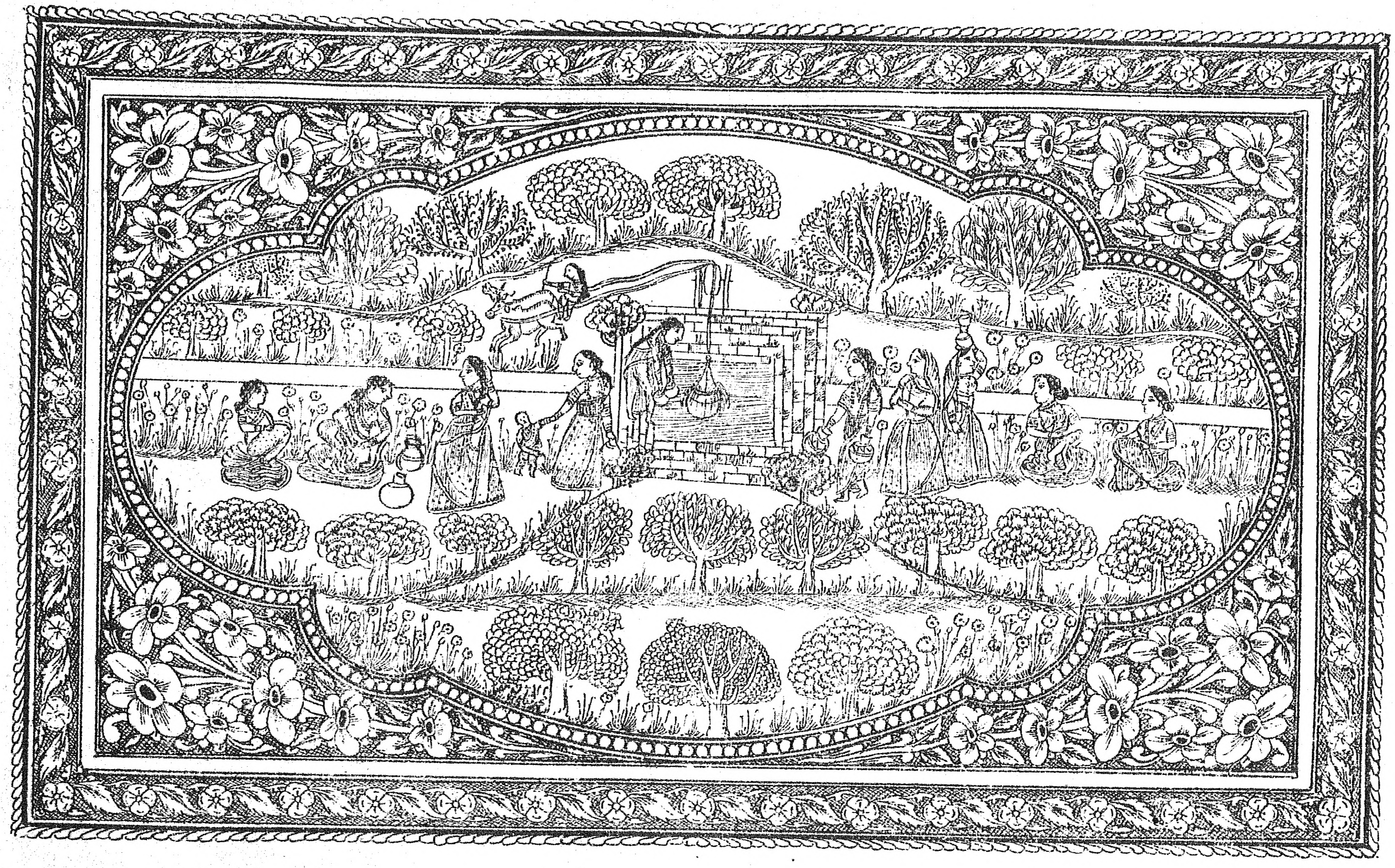

بنی تھی جو گلشن پئے بیگمات　　وہ کرتی تھین سیر اونکی دن اور رات
محلات کے آگے جو صحن تھے　　چمن عمدہ تر وان لگائی گئے
بنائی گیی پائین باغ ایسی وان　　کہ کہتی تھی خلق اونکو باغ جنان
ہر اک نخل سبز و شاداب تھا　　ثمر بھی ہر اک اونکا نایاب تھا
کہین تھا نظر باغ پیش نظر　　بھری رہتی تھی اوسمین گل اور ثمر
رہا کرتی تھی وان ہمیشہ بہار　　خزان کا گذر وان نہ تھا زینہار
لکھی کیا قلم اونکی خوبی کا حال　　زبان کر سکی کچھہ بیان کیا مجال
گل و غنچہ و برگ و شاخ و شجر　　یہ سب تھے فرح بخش روح و نظر
کہین آبجو تھی چمن مین جو وان　　بہتی تھی ہر سو روان اور دوان

وہ تھا گردشِ آب کا زور شور   کہ یاد آتا تھا جس سی دریای شور
روش جو چمن کی تھی وہ صاف تھی   تھی خوشرنگ سرخی ہر اک پر بچھی
جو سبزہ تھا اوس سرخی پر اوسکا رنگ   بس آنکھونمین کب جاتا تھا بیدرنگ
نظر ایسا آتا تھا وان جابجا   کہ لعل اور زمرد دیئے تھی بچھا
سندیلون کا چمنونکا لطفِ بہار   کیا تھا پئی حسن یون آشکار
کہ موقع کو ہر اک جگہہ جانچکر   لگائی تھی نایاب و موزون شجر
تھا شبو کہین اور کہین لالہ زار   تھی گل مہندیونکی کسی جا قطار
ہر اک قسم کی گل کی تختے تمام   نظر آتی تھی وان شگفتہ مدام
بہت سے محافظ سلیقہ شعار   بجا لاکی رہتی تھین مصروف کار

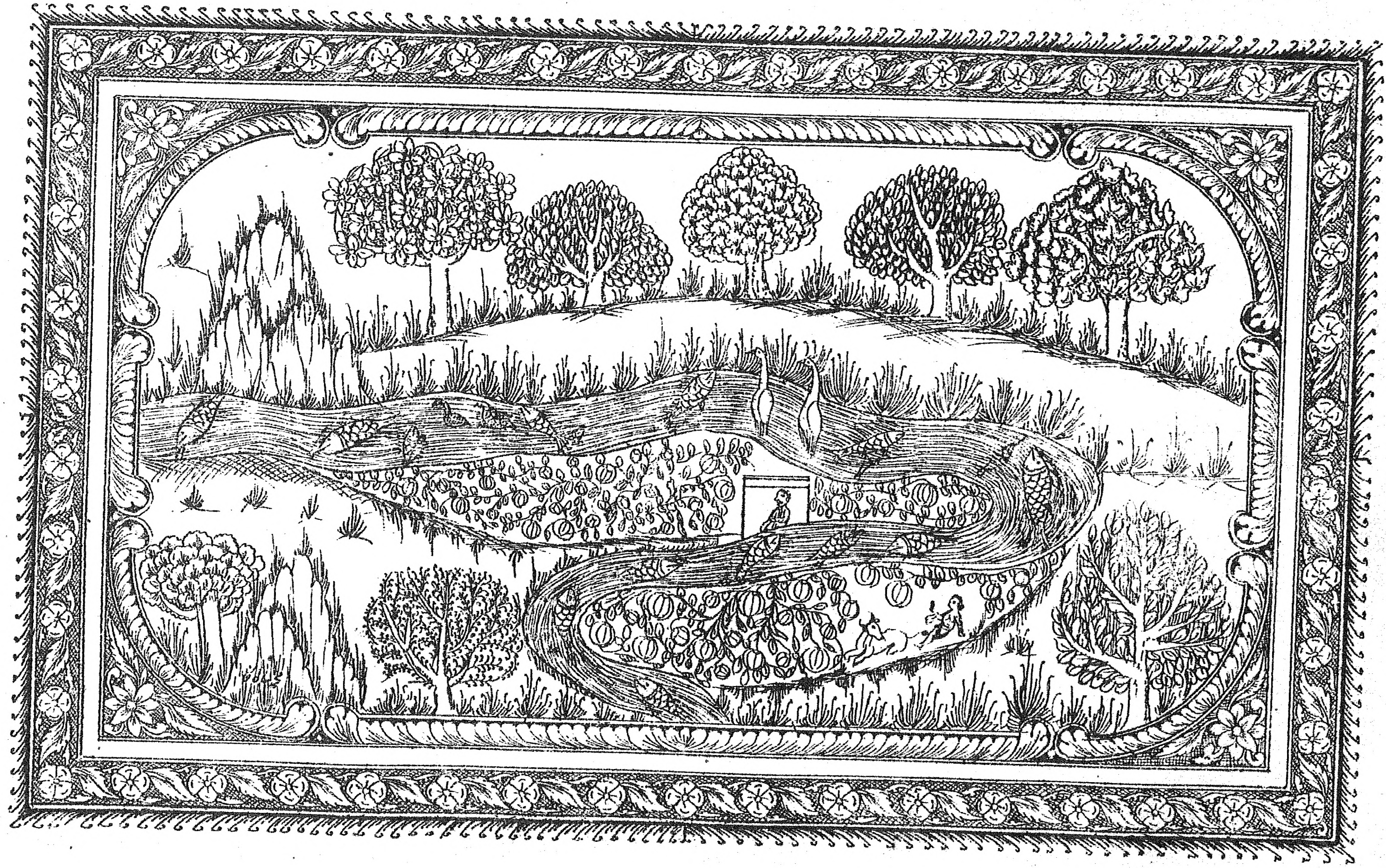

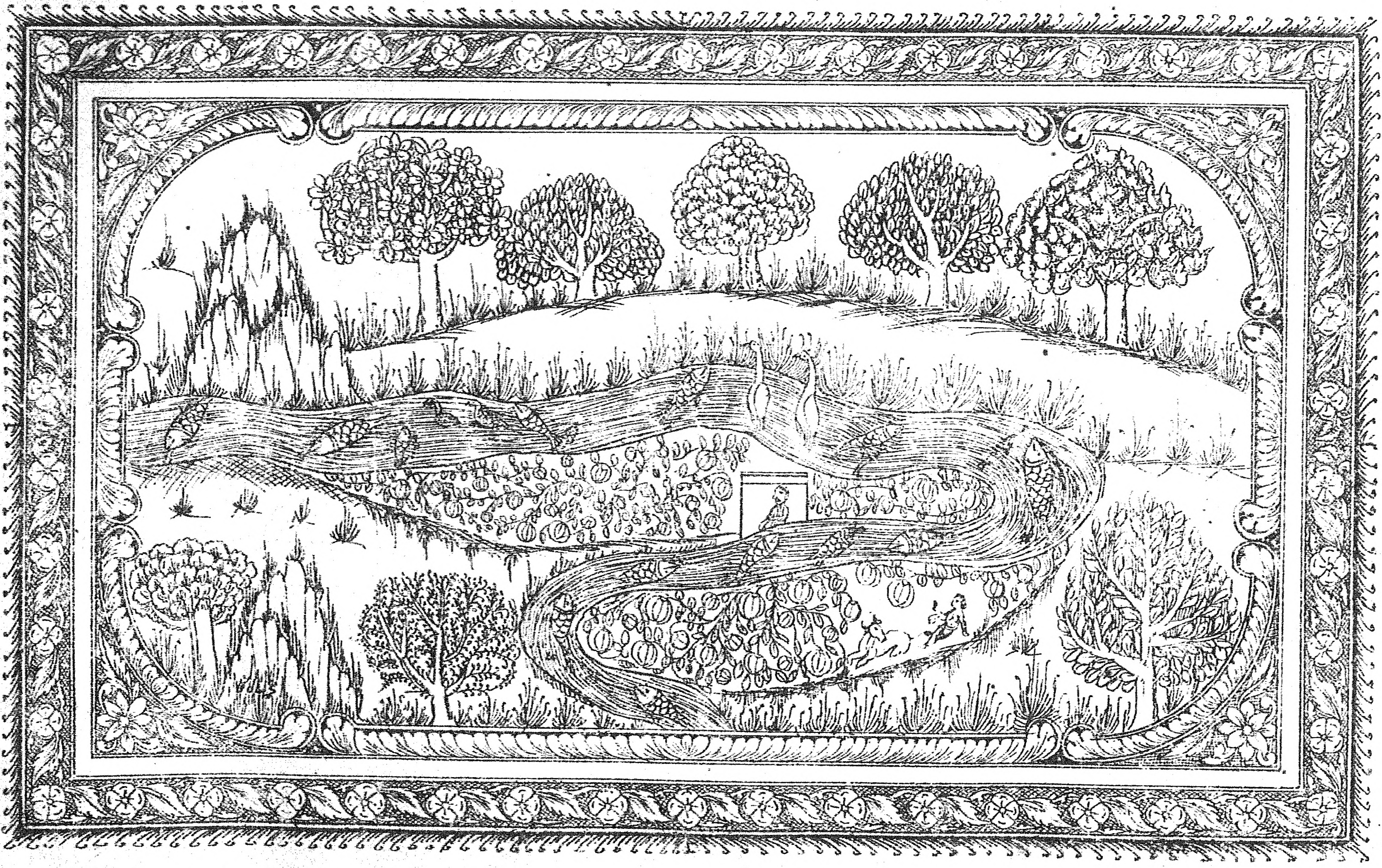

مقرر وہان جو تھی جس عہدہ پر
اُسی دیتے انجام تھی خوب تر

وہان دیکھتی بھالتی پھرتی تھین
شجر اور گل مالنین نازنین

لیی کھرپیان ہاتھہ مین نازسی
چمن صاف کرتی تھین اندازسی

جو تھی گولہ بندی بھی مدِ نظر
لیی پھرتی تھین بیلچی عمدہ تر

بنا کر سندیل اور روش کو تمام
مصفّا بہت کرکی بااہتمام

بچھاتی تھین اسپر وہ سرخی تمام
کہ جس سی زمین دلکا ہوتی تھی دم

نظر کرکی اسمی تناسب پہ کام
دیا تھا ہر اِک کو بحسنِ نظام

چتر چنچل اور سندر اونکا تھا نام
دیا جنکو وان کی صفائی کا کام

تھا ان دل لگن جیت لگن جنکا نام
وہ کرتی تھین اس کام کا انتظام

جماتی تھین سرخی پہ سبزہ دوب
بناتی تھین گل بیل کی نقشی خوب
تھا تن سکھہ کا ہنس مکھہ کا یہ کاروبا
کہ بوتی تھین ہر قسم کی وان بہا
کہین پر کھڑے کام رو شام رو
بتاکید کرتی تھین یون گفتگو
رہی ہر روش صاف آئینہ سان
نہ اک خس بھی بیکار چھوٹی یہان
سمن جوہی اور چمپہ اور رای بیل
کہین بیٹھکر تھین بساتی پھلیل
تھین گنوتی اور تارا روپا رتن
معین بگل جیبی ہر حسین
بناتی تھی پھولون کا زیور گلاب
بہت خوب اور عمدہ ولاجواب
جو گلدستہ بندی کا کرتی تھی کام
بصد عمدگی اوسکا گیندا تھا نام
غرض تھین رنگیلی چھبیلے تمام
جو باہم گلستان کا کرتی تھین کام

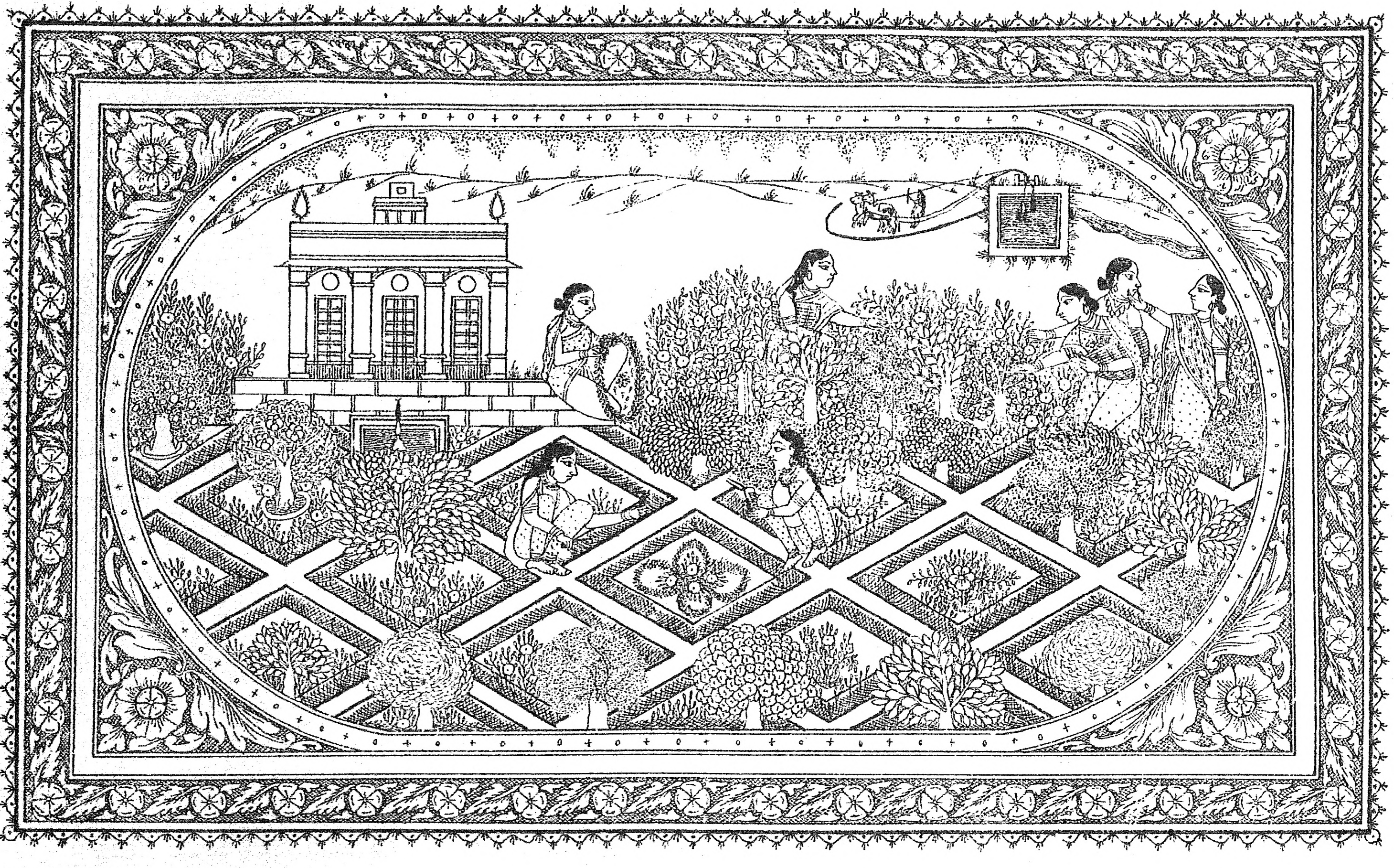

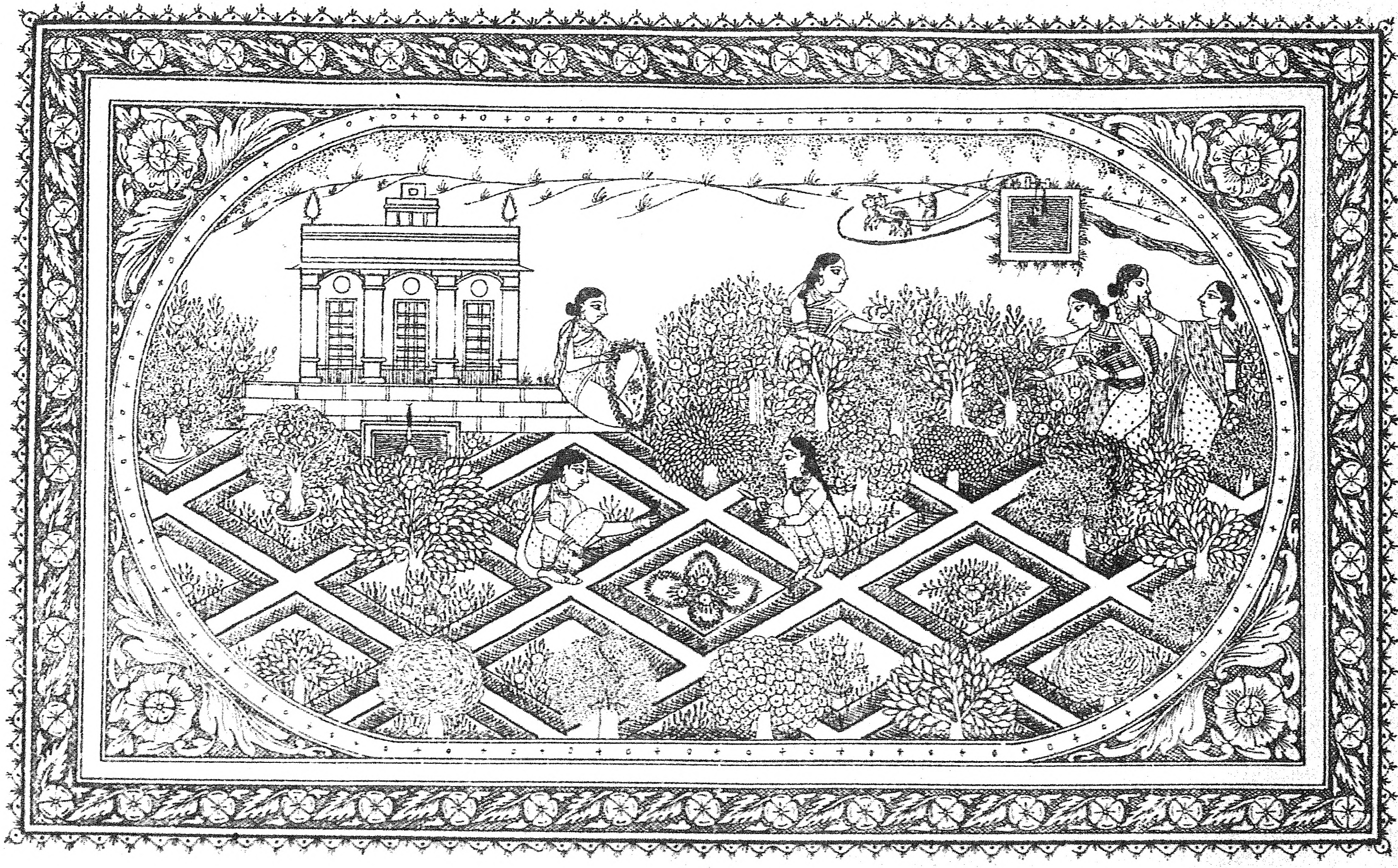

وہ لہنگونکی گہیر اور کچھی ساریان بنی گاتیون پر تہین گلکاریان
بنی اور ٹھنی تھی ہر اک نازنین بشیرین زبانی و خندہ جبین
ہر اک کام وان کا سلیقے کی ساتھ کیا کرتی تہین ملکی سب ہاتون ہاتھ
بصد زیب و زینت مثال دلہن سدا رکہتی آراستہ تہین چمن
ملک زادیئین بیگمین مہ لقا وہان رہتی تہین جلوہ فرما سدا
جلیسین تمام اور مغلانیان بعیش و طرب سیر کرتی تہین وان
خواصین کنیزین بہی تہین دلستان عجب چہلونسی گشت کرتی تہین وان
شمیم اور نکہت نسیم اور صبا تہین گلگشت کرتی بناز و ادا
کہین کیتکی سیوتی اور ناز بو بحسن ادا پہرتے تہین چار سو

لیی جھولیون مین تر و تازہ گل
کہ تا بلبلین ہوکی مستانہ گل

پھسین دام مین زلف کے آنکر
ترانے سی تا گوش ہون بہرہ ور

سہی سرو اور سوسن او خوش خرام
لگاتی تہین گشت گلستان تمام

بہم پھرتی تہین دوڑتی کھیلتے
بناز ایک دیگر کو تہی ٹھیلتے

صنوبر قد و سبزہ ریحان بہار
یہ تہین سب کی سب نوجوان گلعذا

لب نہر پر بیٹھکر شادمان
کیا کرتی تہین آب بازی وہان

تہین گلنار اور نرگس و ارغوان
پئی چیدن گل معین وہان

بہت جیتی سی توڑلاتی تہین سب
گل و غنچہ چیدنی باطبر

غرض جملہ یہ لالہ رو غنچہ لب
اٹھاتی تہین گلشن سی حظ عجب

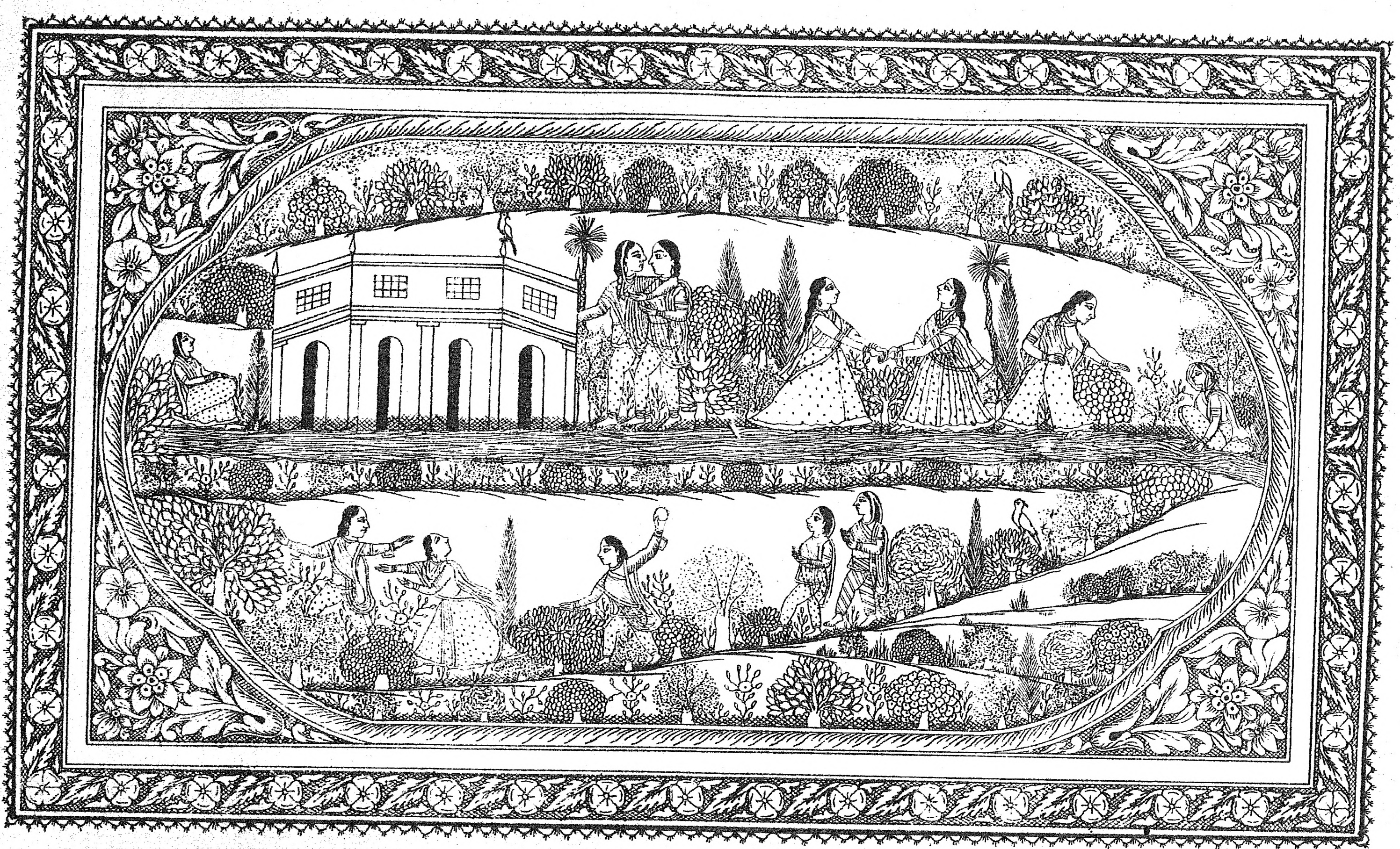

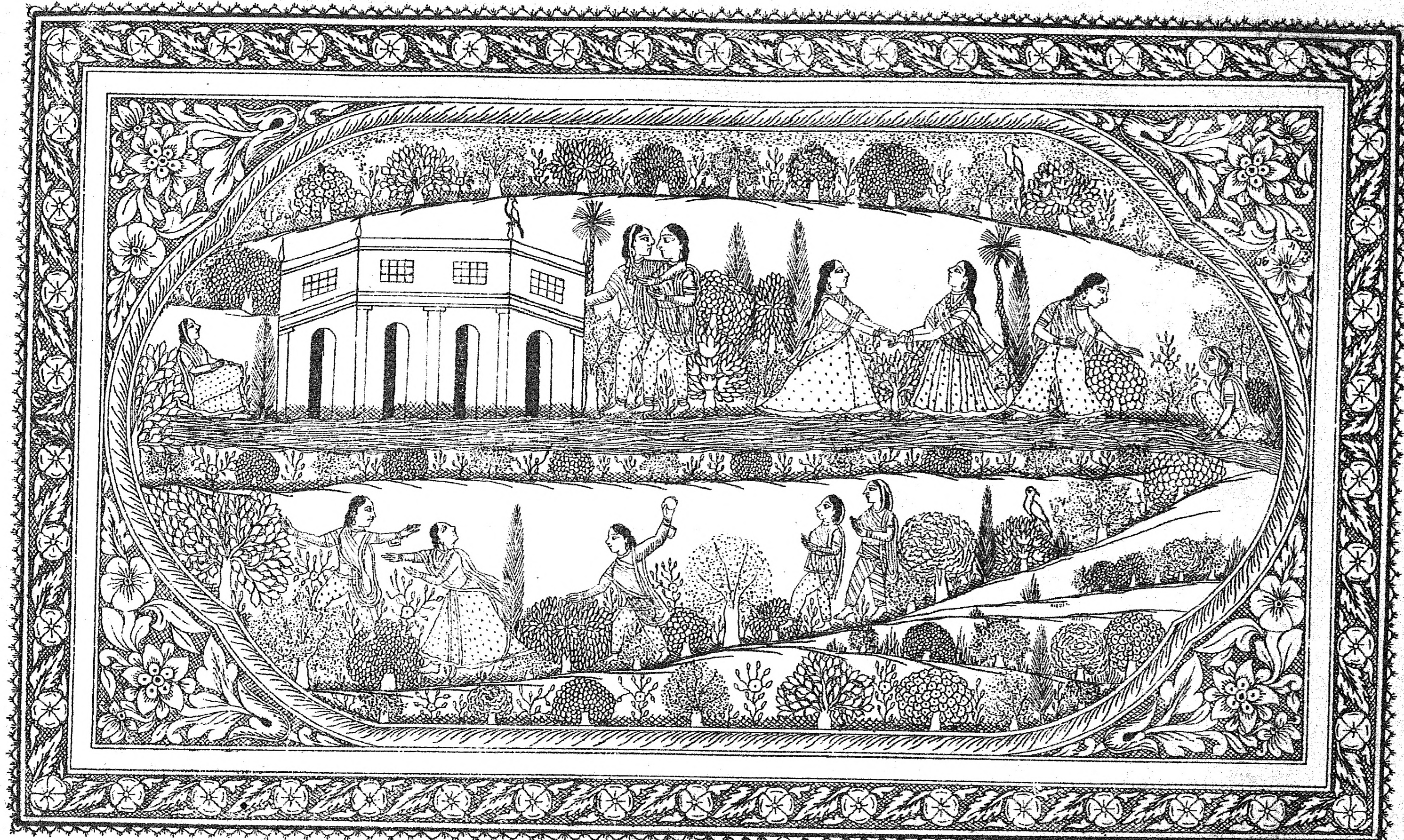

جو اہل مکان تھی وہان ذی وقار
کیا کرتی تھی جلسے وہ پُر بہار
بایجاد خاطر وہان نت نیا
ہوا کرتا تھا جشن عشرت فزا
کوئی مہ لقا کرتی تھی اہتمام
شب ماہ مین باشکوہ تمام
کمال قمر کے جب آتی تھی شب
سمان چاندنی کا وہ کرتی تھی تب
کوئی کرکی آرائش بوستان
بسنت اُسمین کرتی تھی جلوہ کنان
کوئی کرکی ساون کا دلمین خیال
ئی جمع احباب بے قیل و قال
درست اُسکا کرتی تھی سامان تمام
ہو ساون کا تا خوب تر ازدحام
بفرط مسرت کوئی شوخ و شنگ
یہ کہتی تھی ہولی کا کھیلینگے رنگ
غرض ایسی جلسی بعیش و طرب
ہوا کرتی تھی محلون مین روز و شب

رہا کرتی تھی شاد و خرم تمام   بجز عیش کی کچھہ نہ تھا اور کام
ہوئی مثنوی جب یہانتک رقم   تو چاہا قلم نے نہین توڑی دم
مگر اِن سمونکی بیان سی ذرا   نہ سیری سی خاطر ہوئی آشنا
ہوی نام جلسونکی جسدم رقم   تو دل نی کہا دای ہی کیا ستم
سُنا کر ہمین ایسی جلسونکی نام   بیان اُسکا کیون رکہتی ہو ناتمام
یہ شاہونکی بازیب جشنونکا حال   رقم کیون نہین کرتی ہو خوشخصال
سمین انکی بہی ہونگی عشرت فزا   سنادو ہمین انکو بہی برملا
ہوا واصل گوش جب یہ سوال   کہا مین نی لکہتا ہون جلسونکا حال
اگرچہ نہ تہا طول مدِ نظر   ولی بیقراری دل دیکہکر

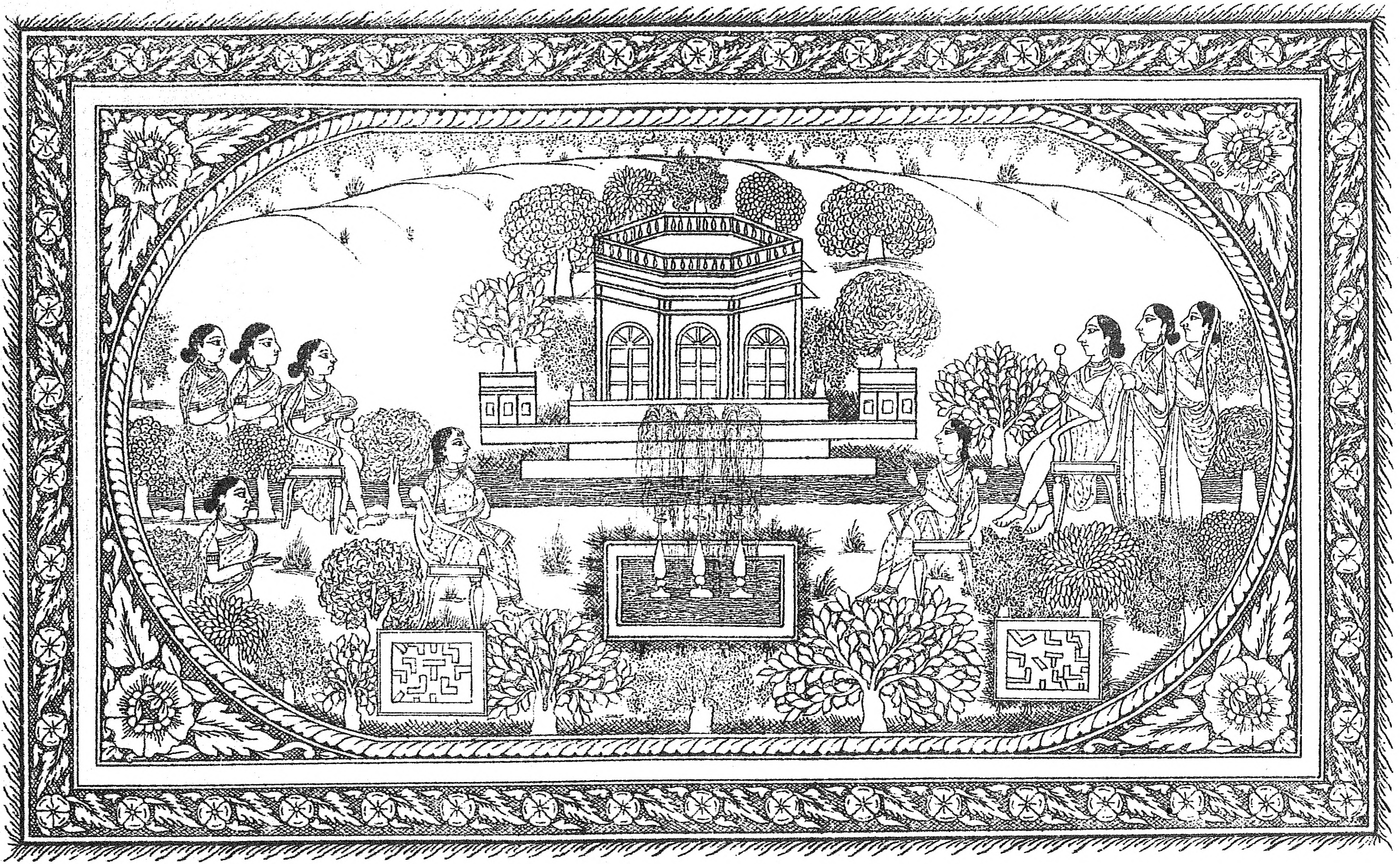

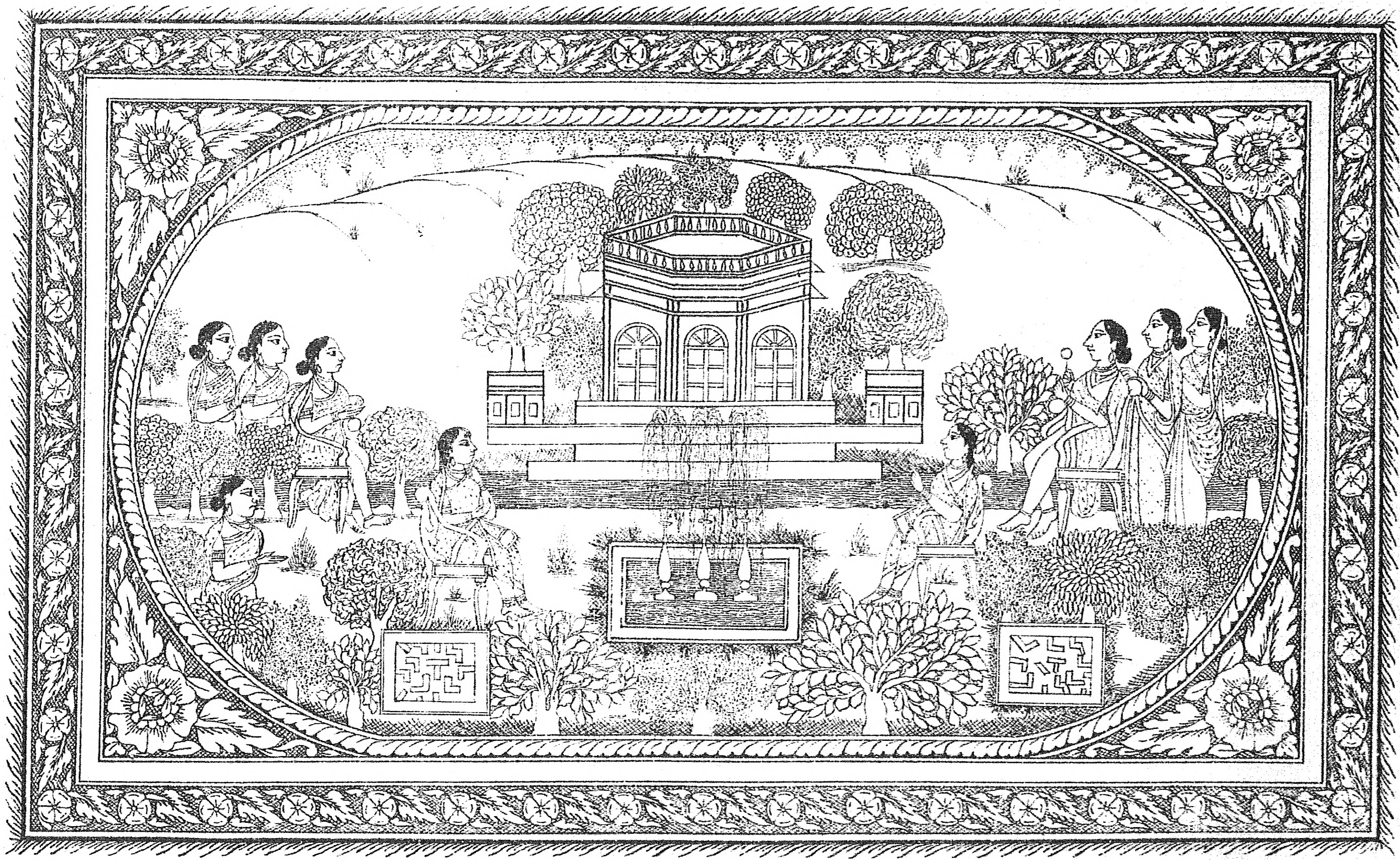

ہوا میل با اختصار کلام
لکھون تا کہ ہون یہ میں بھی تمام

کہا طبع نے پہلی بی قیل و قال
رقم چاندنی کی ہو جلسی کا حال

کیفیت چاندنی

بہت جلد ای ساقی مہ لقا
شراب مصفا چھلکتی پلا

پیالی پلا بھر کے صہبا سی جام
شب مہ کا تا ہو عیان اہتمام

جو دریا کی جانب بنے تھی مکان
شب مہ عجب جلسہ ہوتا تھا وان

سہری سنگ مرمر کی قلعی تھی کل
تھی ترشی ہوئی اُس پہ بیل اور گل

مصفا مجلا وہ تھی اس قدر
کہ شیشے کی گویا تھی دیوار و در

پھر اون پہ ابرک جو تھا پر ضیا
نظر آتا تھا کیا چمکتا ہوا

درخشان تھی ذری ہر اک نقش کی
تھی گویا فروزان ستاری جڑی
سفیدی مین بھی تھی چمک اسقدر
کہ غش کھاتی تھی چاندنی دیکھکر
جو محلونکی اندر چھتین تھین بندہی
روپہلی تمامی کی تھی وہ بنے
لٹکتی درون پر تھی پردی عجب
بنا بادلی کا تھا کام اون پہ سب
وہ قیتون کی ڈوریون سے کھچی
اور اونمین تھی سلمی کی جھبی لگی
بچھا فرش زیبا جو تھا جا بجا
ہر اک اونمین سی تہانئی وضع کا
بچھی طاش کی فرش تہی جگمگے
اور اون پر تہی زردوزی تکیی لگی
ہی محلونکی صحنونمین بھی وہ بساط
کہ تھی جوش زن اونسی فرط نشاط
تھی نمگیری زربفت کے وان کھچی
بچھونی مشجر کی اونمین بچھے

لگین نقرئی چوبین تھین بیشمار
کوئی سادہ تھی اور کوئی نقشدار
تھین لنگر کی وان دوڑیان کھچی
وہ زرتار کی عمدہ تھین سب بنی
تھی گرد اونکی جھالر جو عمدہ لگی
سراسر وہ مقیش کی تھی بنی
تھین وریان بہت عمدہ جو وان بچھی
ہر اک اگری کی تھی فرمایشی
بچھی چاندنین تھین صاف اور سفید
زمین اونسی تھی مثل صبح امید
لگایا تھا یہ طرہ اون پر نیا
کہ ڈالا تھا مقیش کترا ہوا
چمک اوسکی تھی فرش پر اسقدر
کہ گویا تھی انجم گری ٹوٹ کر
رکھی وان تھی گوشونپہ وہ میز فرش
کہ جاتی تھی اونکی ضیا تا بعرش
یہ سامان کیا تھا پئی روشنی
کہ مردنگین رکھی تھین ہر طور کی

وہان تھی جو دیوار گیر سے لگی
ڈہلی تھی وہ اک ڈال بلور کی

تھی آویختہ فرشی سقفی وہ جہاڑ
چکاچوند تھی جنکی نظرون کی آڑ

جو خالی تھی جا جہاڑونکی درمیان
تھین لٹکائین موقع سی وان ہانڈیان

کنول جہاڑ فانوس جتنی تھی وان
چڑہی اون پہ کافوری تہین بتیان

ستون ساحلون پر تھی صدہا کہڑے
بہت خوب تھے لیمپ اُنپر چڑہی

وہ جب ہوتی روشن تھی ہوتا تہا وان
چراغان سے آب روشن عیان

شعاعونکی جسدم بندہی تھی لڑی
تھی ہر لہر مین چہوٹتی پہلجہڑی

کرون روشنی کا کہانتک بیان
نظر کہتی تھی روشنی کا جہان

یہ ہوچکتی تہین جبکہ طیاریان
وہان جلوہ گر ہوتی تھی میہمان

جب آتی تھی بن بن کی ہر مہ لقا
عجب رنگ ہوتا تھا وان بزم کا

تھین سب ماہ رو سیمبر گلبدن
ادا رکھتی تھین قاتل اور بانکپن

وہ سب تھین چھبیلی حسین طرحدار
کیا کرتی تھین سب بلا کا سنگار

وہ کرتی تھین بالونکا پھلے بناؤ
کہ افسر بنا دل کا ہے یہ بناؤ

شب مہ صفت مو بھی رکھتی ہین نور
ہی وصف اسلیے اونکا لکھنا ضرور

سیاہ و دراز اور باریک مو
چمکتے گھنی چکنی اور مشکبو

سیاہی مین اونکی وہ ہوتی تھی آب
شب مہ کی شرماتی تھی جنسی تاب

بلای دل و جان تھی گیسو کی بل
لٹکتی تھی بیری بھی کیا بر محل

بکھر کر جو سینے پہ زلف آتی تھی
شب مہ خجل اوس سی ہو جاتی تھی

اور اونمین تھی افشانکی ایسی جھلک
تھی گویا ستارونکی شب مین چمک

عجب چوٹی جوڑونکا تھا طرز و رنگ
نمایان تھا ہر ایک سی طرفہ ڈھنگ

کسیکی تھی چوٹی چٹائی نما
پڑے تا کمر بلکہ تا ساق پا

گوندہی چوٹی تھی صاف و دلربا
تھا موباف بجلی کا اوسمین پڑا

جو موباف تھا نقرئی وان پڑا
تھا مار سیہ کیچلی مین چھپا

بندہی تھی جو پیچ جوڑی سو تھی
جواہر نگار اونمین شانی لگے

ہی کنگی بھی کیا کوئی عمدہ فسون
کہ کالی کو بس گانس لیتی ہی یون

بندہی چوٹی جوڑی تھی بس تنگ و چست
تھین پوشاکین عمدہ مکلف درست

بھری تھی جو جوڑونمین مقیشی تار
تھی گویا صف کہکشان آشکار

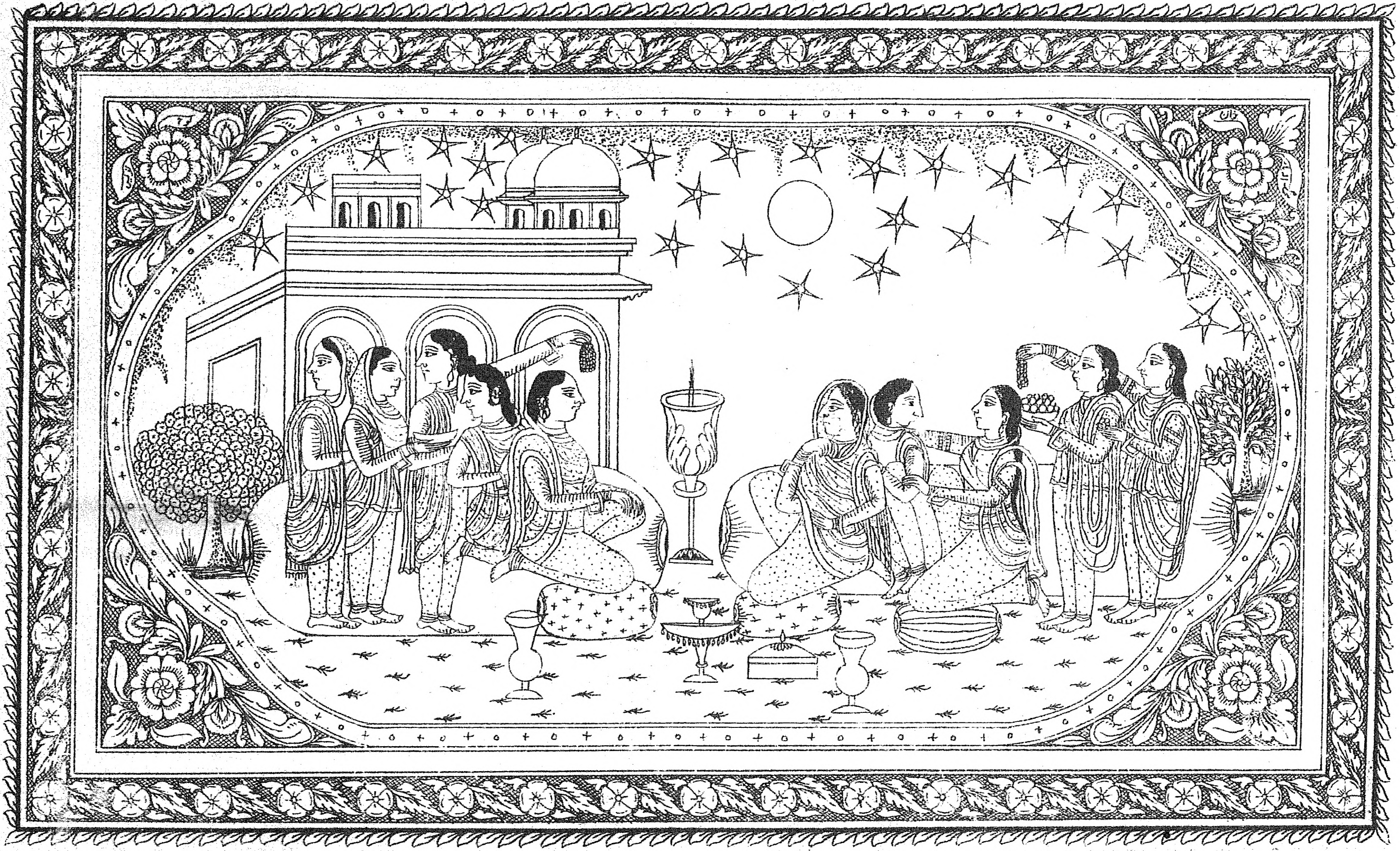

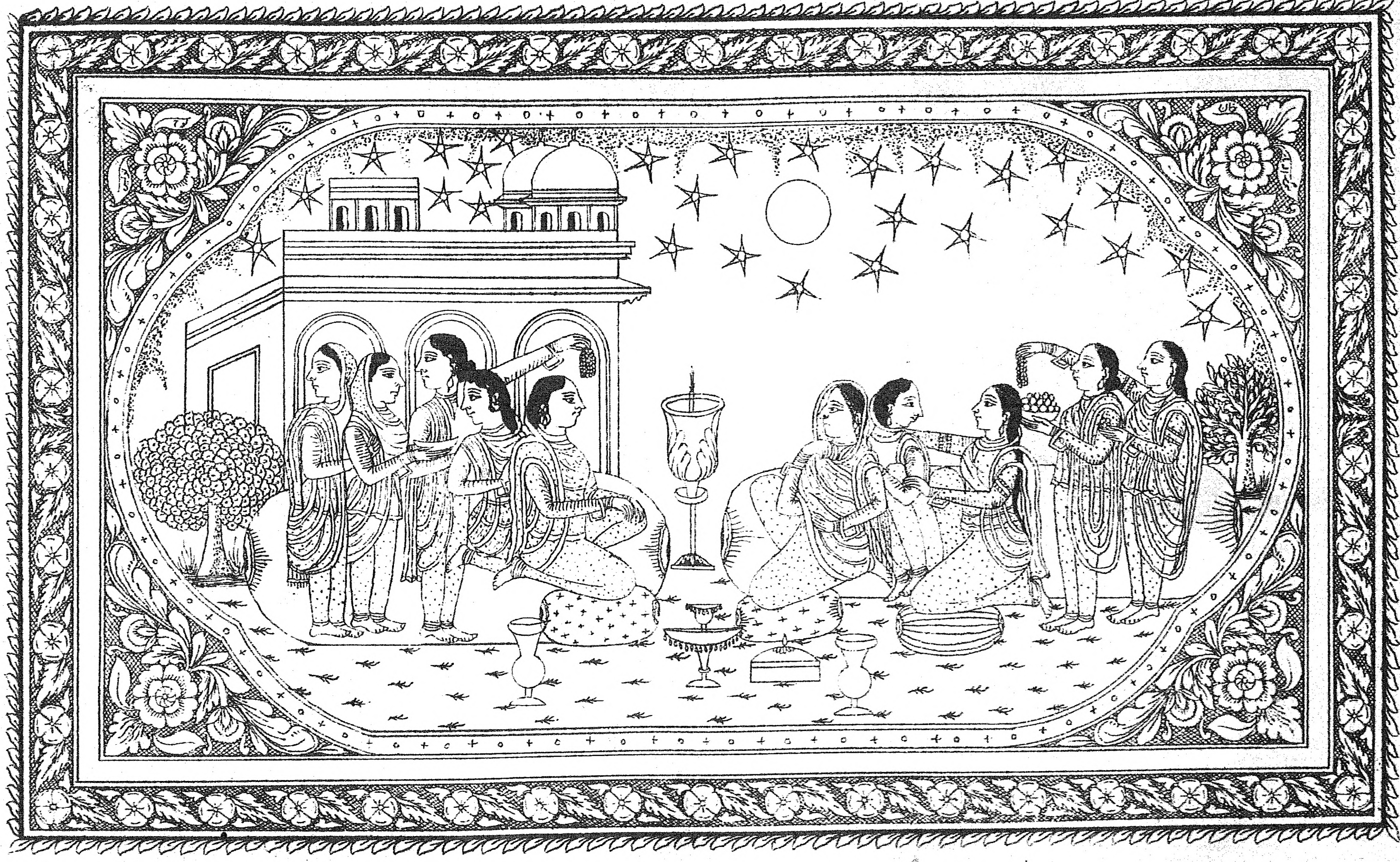

کوئی جوڑا پہنی تھی وان ڈاک کا   نمایان تھی جس سی بدن کی ضیا
کسیکی تھی پوشاک زر دوزی کل   اور اوس پر تھی سلمی ستارونکی گل
ہر اک فرط خوبی سی تھے دلربا   لباس اور زیور بھی نایاب تھا
لگی جھبکی جھومر سرون پر تھی جو   ثریا سی بہتر اونہین جان تو
وہ ہیرونکی ٹیکی تھی زیب جبین   کہ تھی مطلع مہر جیسے زمین
تھی ماتھون پہ ٹیکونکی ایسی جھلک   دم صبح زہرہ کی جیسے چمک
بھری مانگ مین تھی در شاہوار   تھی یا نصف شب مین سحر آشکار
نتھین جو چمکتی تھین رخسارون پر   بہم گویا تھی مشتری اور قمر
تھی گوہر کی پتون سی پر ایسی گوش   جنہین دیکھکر دل کی اُڑتی تھی ہوش

تھی کانونمین وہ بالی ورجھالی بھی
تھی ہر جھوک جسکی تڑپ برق کی

تھی جھومکی کرن پھول ماہی مگر
نہایت ہی پرزیب اور عمدہ تر

گلومین گلوبند تھی تابدار
پڑی موتیون کی تھی سینون پہ ہار

بندہی تھی وہ پرزیب چمپاکلی
کنی دیکھکر جسکی ہو بیکلی

بڑی ہار تھی دوش ہی تامیان
اسیطرح زنّار اور بدہیان

تھی کنگن بھی اور پہونچی دستی کڑی
ستارہ نما اونمین ہیری جڑے

تھی بازو پہ بہوجبند اور نونگے
نگ اونمین تھی مثل کواکب لگے

تھی چھلّی انگوٹھی جواہر نگار
دکھاتی تھی کیا انگلیونمین بہار

تھی پازیب توڑی جھڑی زیب پا
چمک اور صدا جسکی تھی دلربا

لگی کھیتلونمین تھی گھونگرو تمام
تھا کفشونکی پتون پہ خوش زر کا کام

اونہین پہنی تھی پایین ہر نازنین
یون سنگھری ہوئی سر سے پا تک وہ تہین

غضب کی ادا سی وہ چلتی تہین چال
دل ناظرین کرتی تہین پائمال

غرض یون سنگار اپنا کرکی وہین
بہم ہوتی تہین جملہ مسند نشین

پہر آپسمین کرکی چہل سب کے سب
تہین مصروف ہوتی بلہو و لعب

کوئی گوٹی کی گیند اُٹھا کر وہان
چلاتی تھی پیہم سوے آسمان

کوئی شوخی سی گیند کو تاک کر
کسیکی تھی بس مارتی سینہ پر

کوئی اسطرح گیند دیتی تھے مار
کہ ہوتا تھا کھلکر گلے کا وہ ہار

کوئی گود مین بہر کی مقیشی گل
ہر اک سمت پھینکی تھی جون مست مل

کوئی لیکے مقیش کترا ہوا
اوڑاتی تھی ہر سو بناز و ادا
مقرض جو اوڑتا تھا مقیش وان
کواکب کا ہوتا تھا اوسپر گمان
غرض سب وہ خورشید رو سیمبر
باین خوبیان چاندنی دیکھکر
ہوئین خوب خوشوقت و محظوظ جب
رہین تا سحر محو لہو و لعب
یہ بہایا سمان جب شب ماہ کا
تو اک مہ لقا نی یہ سب سے کہا
کہ اک اور جلسہ بھی ہوگا بیان
کسی روز با ساز عشرت فشان
بسنتی سمان اوسمین ہوگا عیان
قلوب اوس سی ہونگی بہت شادمان
چمن ہوگا اس جشن سی پر بہار
کرینگی بسنت اوسمین سب گلعذار

بہار بسنت

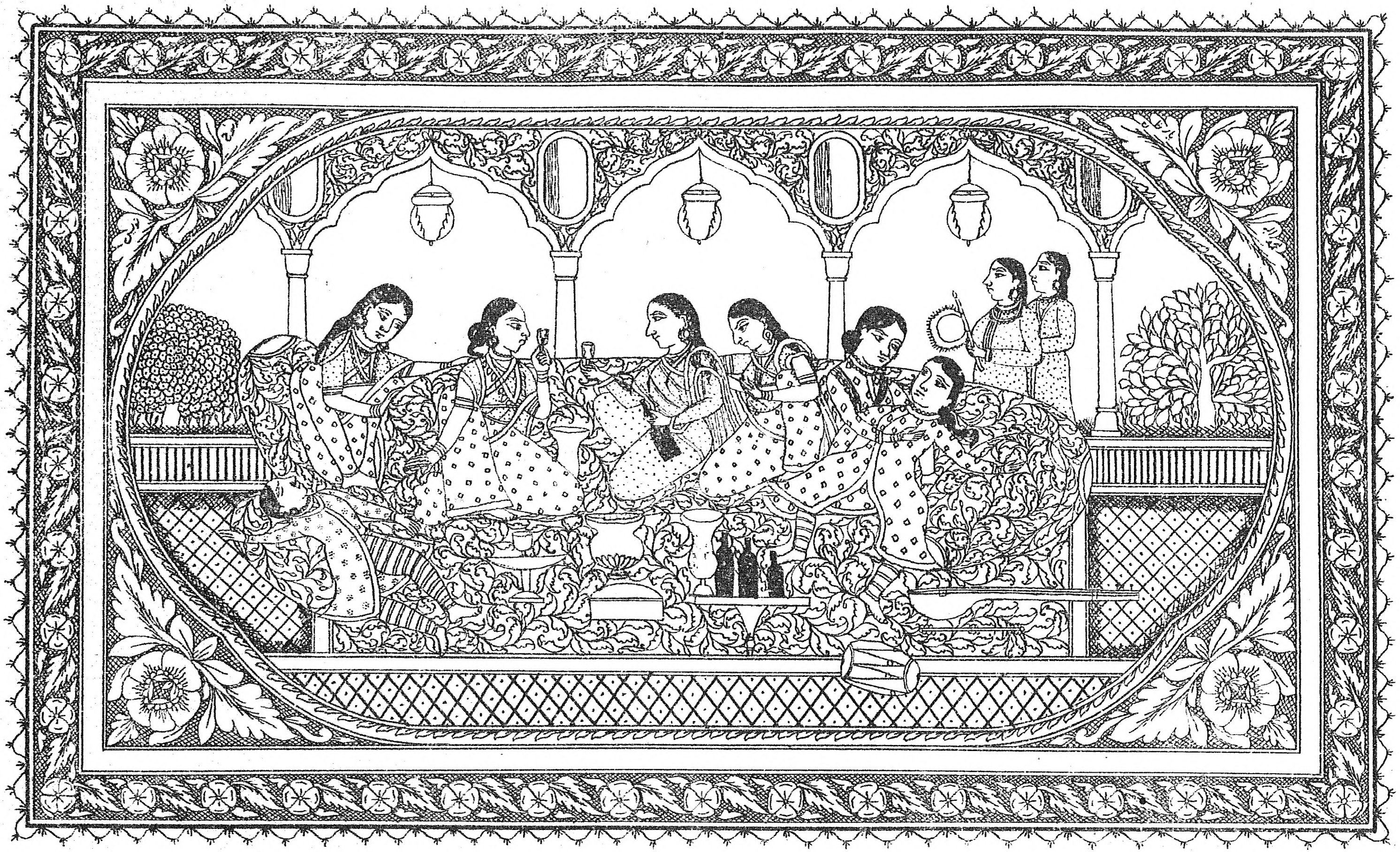

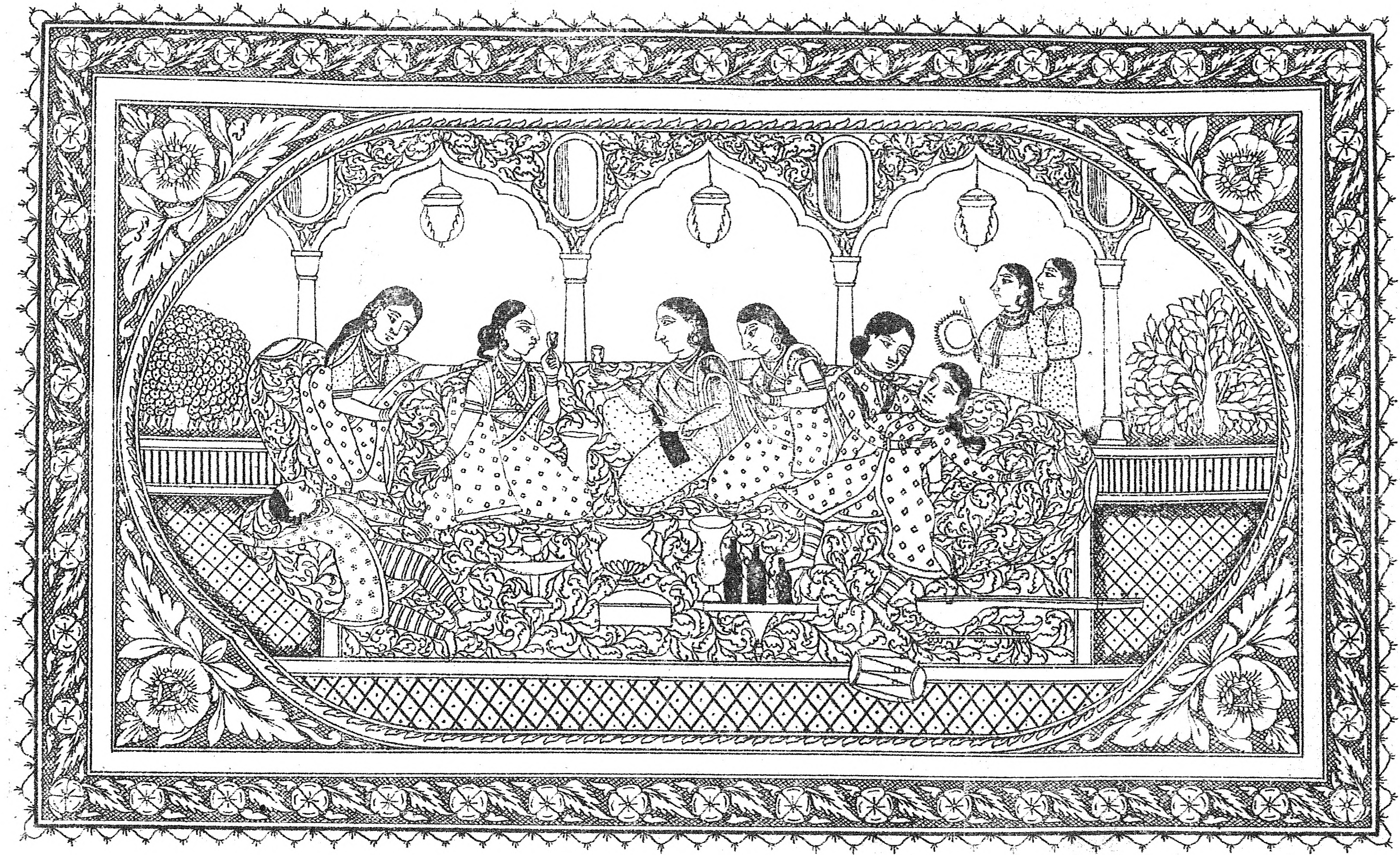

لے دور بہار آگیا ساقیا
ہی آراستہ بزم عشرت فزا

ہو صہبای گلگون کا دور اب شتاب
بسنت آکی ہوتی ہی یان باریاب

ہی گلشن مین اور قصر مین ازدحام
بسنتی سمان کی ہی یان دھوم دھام

بڑی شان و شوکت سی ہر اک مقام
سجا تھائی جشن با انتظام

تھی یہ بزم جس قصر مین جلوہ گر
طلا کار تھی اوسکی دیوار و در

سنہری تمامی کا وان فرش تھا
تھی چھت بھی لگی عمدہ اور پر ضیا

مشجر سبھی پُر زیب ہر سقف تھے
جسی دیکھکر جھینپتی تھی پری

تھی جھالر بھی کیا بادلی کی لگی
کرن جیسی سورج کی ہو جگمگی

پئی روشنی سقف مین جھاڑ ون
تھی آویزان پکھراجی سب بے گمان

سُنہری تھین بیلونکی کل ہانڈیان   درخشان تھین سب ماہ و خورشید سان
پڑی تھی جو پردی درون پر تمام   وہ تھی زرد اطلس کی پر زر تمام
تھا بستان سراوان جو پیشِ نظر   اور اوسمین تھی جتنی ثمر اور شجر
طلا کی ورق اون پہ چسپیدہ تھی   وہ ساری شجر گویا تھی نور کی
صبا کی جب آتی سی ہلتی تھی گل   مہ و مہر آسا چمکتے تھے کُل
چمن کی خیابانون پر جا بجا   بچھا فرش زربفت و کمخواب تھا
اور اون پر لگائی تھی جو سائبان   مشجر کی تھی با عجب عز و شان
سنہری وہ چوبون پہ استادہ تھی   تھی زرتار کی ڈوریونسی کھچی
گلونسی تھا لبریز ہر اِک چمن   عنادل بھی تھی ہر طرف نغمہ زن

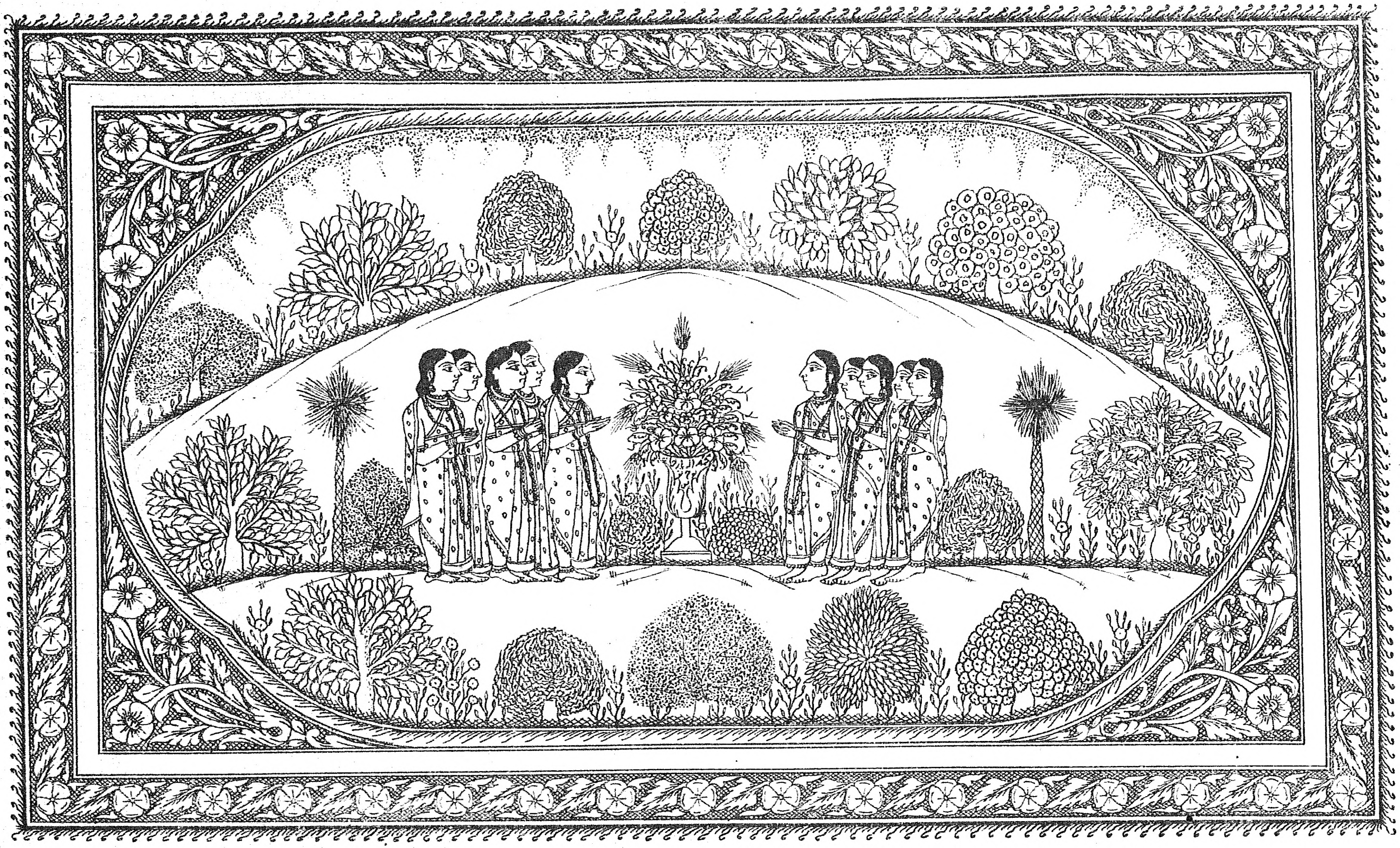

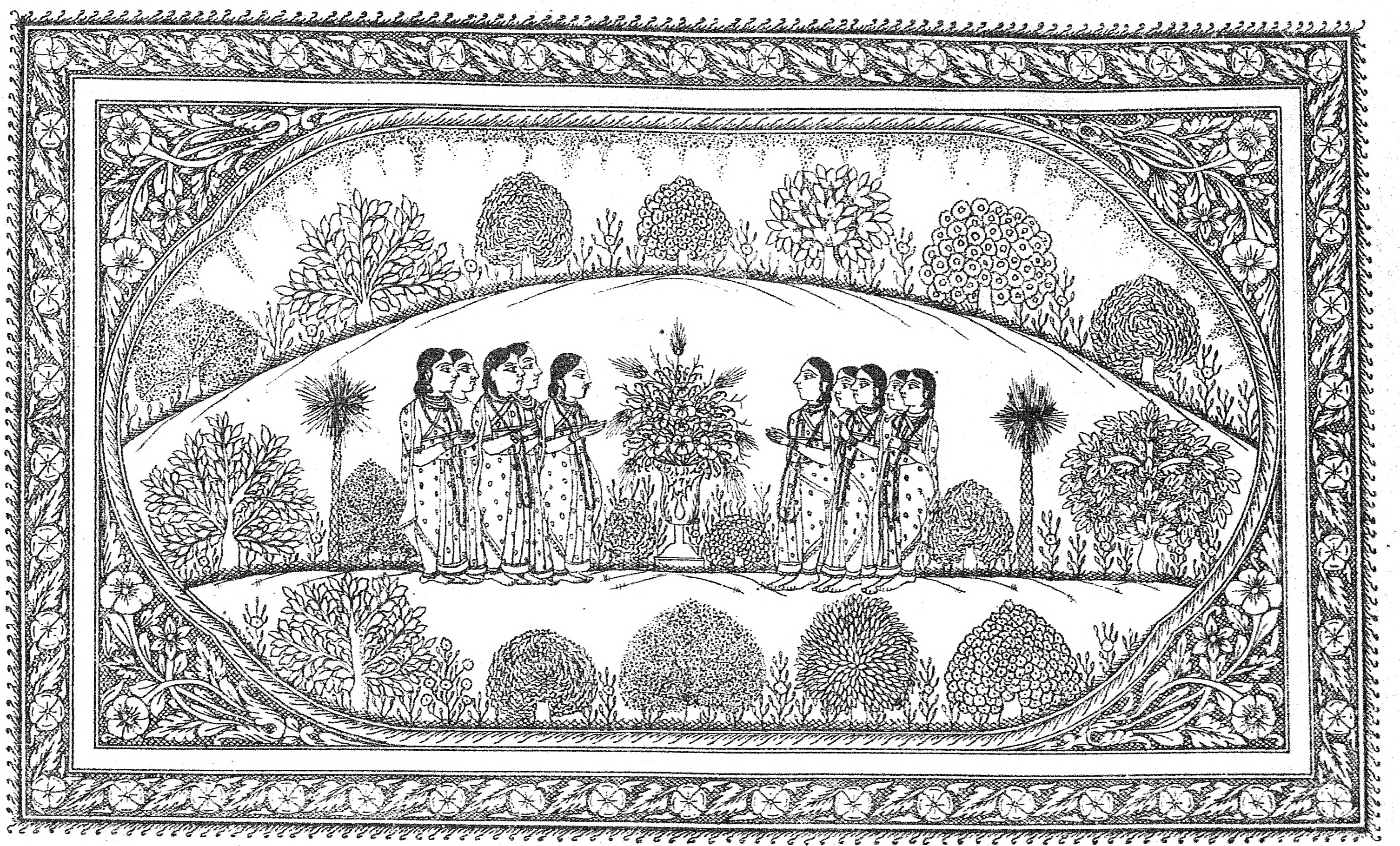

ہر اک قسم کی پھول تھی بیشمار
صندلی اور روش تھی ہر اک بہار

کسی جا کھلی زرد داؤدی تھی
گل اشرفی کی تھی جدول کھچی

تھی گیندی کی تختی شگفتہ جہان
نظر زعفران زار آتا تھا وان

کہین یاسمن زرد اور جعفری
گل و غنچہ سی خوب پر زیب تھی

ہر اک گل تھا مثل رخ دلبران
ہر اک غنچہ تھا جیسی اونکا دہان

یون جب زیب قصر و چمن کا تمام
ہوا بہر جشن بسنت انتظام

ملک زادیونکی بصد احتشام
ہوئی آمد آمد کی پھر دھوم دھام

ہر اک کی سواری کا رنگ ایک تھا
کہ تھا تختۂ زعفرانی کھلا

حشم اور خدم اور سب خاص و عام
تھی پوشاکین پہنی بسنتی تمام

ہر اک کی علاقی کی وردیکا ڈھنگ
جدا یعنی تھا زردی کا اور رنگ

سنہری کوئی چمپئی کوئی زرد
کئی زینتِ تن تھی زن اور مرد

جو پوشاکین پہنی تھین شہزادیان
تھی ہر شہر کی طرز انسی عیان

پہنکر ہر اک قسم کے پیرہن
دکھاتی تھی چھب اپنی ہر گلبدن

کوئی پہنی پاجامہ تھی چوڑی دار
فتوحی انگرکھی کی اوسپر بہار

دراز آستینونکی وہ کرتیان
کہ ران اور کولی ہون انسی نہان

اور اون پر دوپٹّے عریض و طویل
ادا اسی تھین اوڑھی حسین و جمیل

غراری سی کوئی کئی تھی بناؤ
لٹک مین بھی اوسکی تھا نادر سبھاؤ

وہ جاکٹ وہ کرتی جو تھی ناف تک
عیان اوس سی تھی صفا تنکی دمک

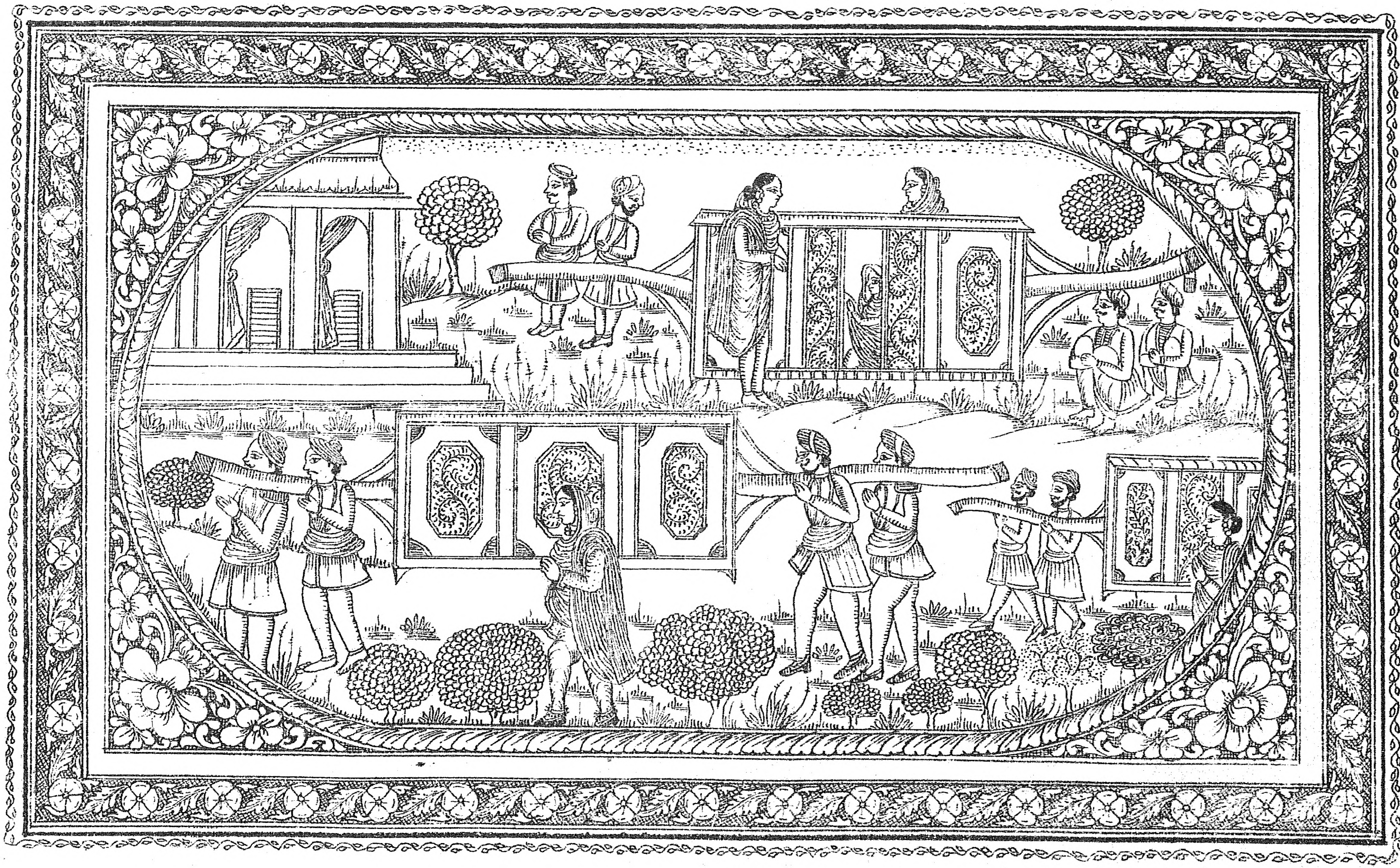

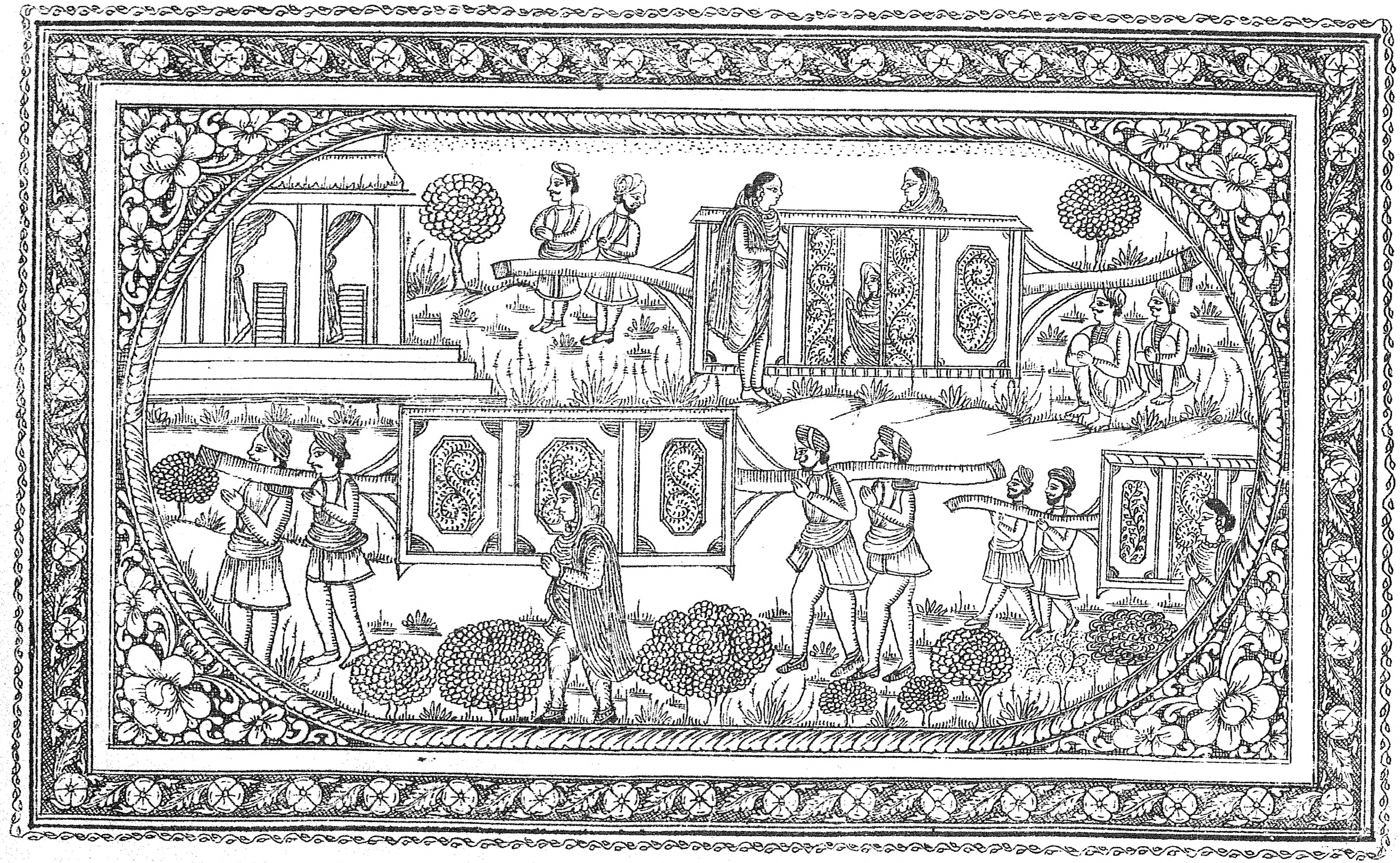

تھی چھوٹی دوپٹّی بڑی کاندہوں پر
تھی باریک بھی ایسی وہ سر بسر
کہ عکس بدن آتا تھا سب نظر
نظر اوس سی جاتی تھی بلکہ گزر
بس اوڑہی ہوئی اونکو ہر دلربا
عیان کرتی تھی تمکنت و ادا
اوٹھائی ہوئی اور سنبھالی ہوی
کفِ نازنین سی بڑی پائنچے
اداسی وہ چلتی تھین ایسی چال
دکھاتی ہوئی اپنا جاہ و جمال
مکلف لباس اور بہت وضعدا
تھین پہنین ہوئی گل و رشک بہا
پی زیب زیور بھی سر تا بپا
جو پہنی تھی ہر مہروش دلربا
وہ تھا گل سنہرے چمکتا ہوا
ہر اک عمدہ تر اور نو طرز تھا
ملک زادیان تھین جو حسنا جمال
نفیس المزاج اور نازک خیال

وہ پہنی تھین کل گہنا پکھراج کا
جو تھا پچی کاری کا عمدہ بنا
جلیسین انیسین مصاحب کنیز
خواص اور مغلانیان باتمیز
تھین گلچہرہ غنچہ دہن لالہ فام
اور اونکا تھا زیور طلائی تمام
غرض خوب بن ٹھن کی سب خاص و عام
ہوئین باغ مین جمع آکر تمام
بلہو و لعب اور بعیش و طرب
لگین کرنی سیر چمن سب کے سب
جہان شامیانی کھچی تھی وہان
ہوا جبکہ پہلی دنکو عجائب سمان
بچھی تھین جہان کونچین اور کرسیان
وہان جاکی بیٹھین وہ سب شادمان
جمی بزم عشرت وہان پر عجیب
لگی چہلین ہونی عجیب و غریب
مخاطب کوئی ہوکی سوی چمن
لگی دیکھنے آبجوی چمن

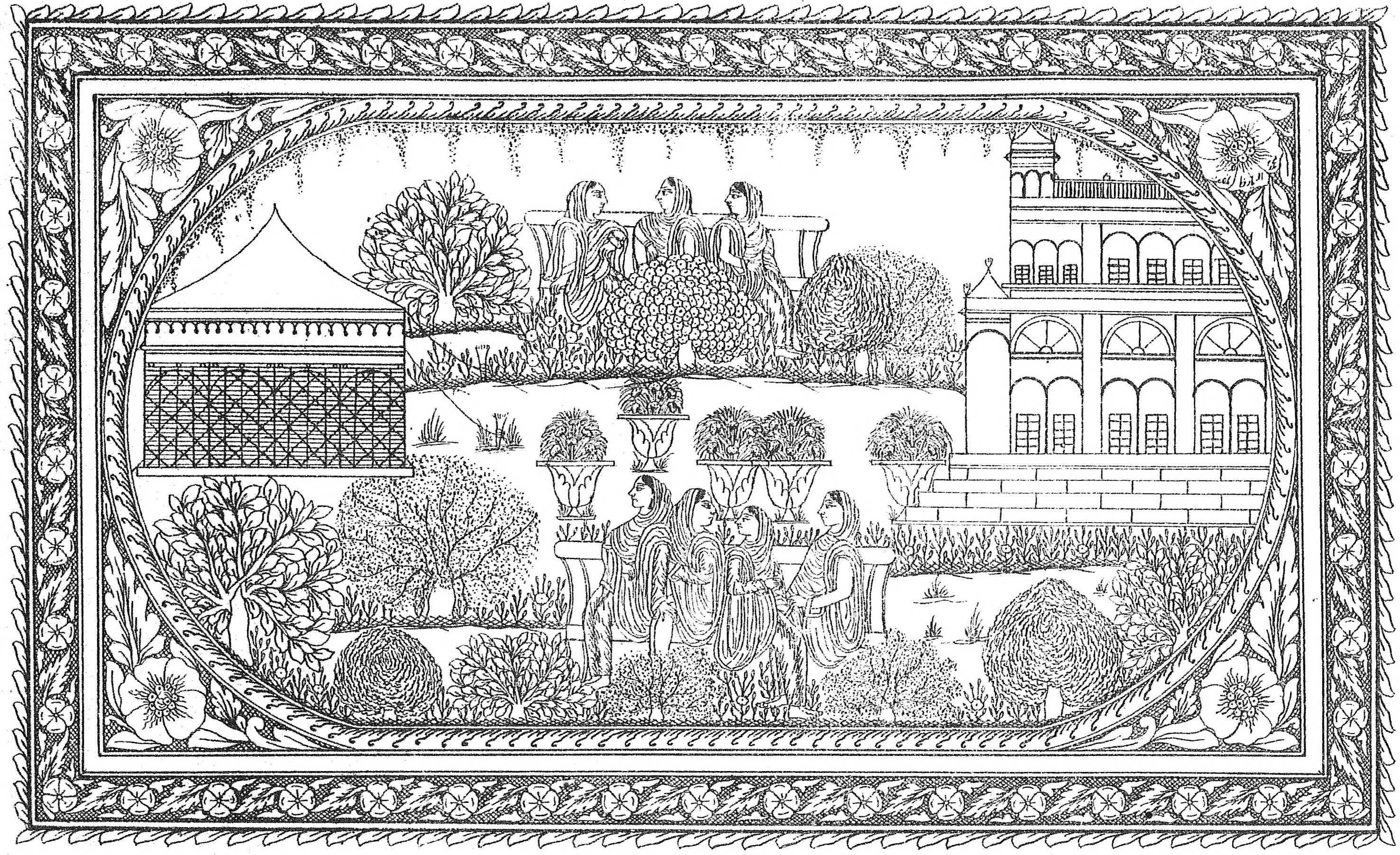

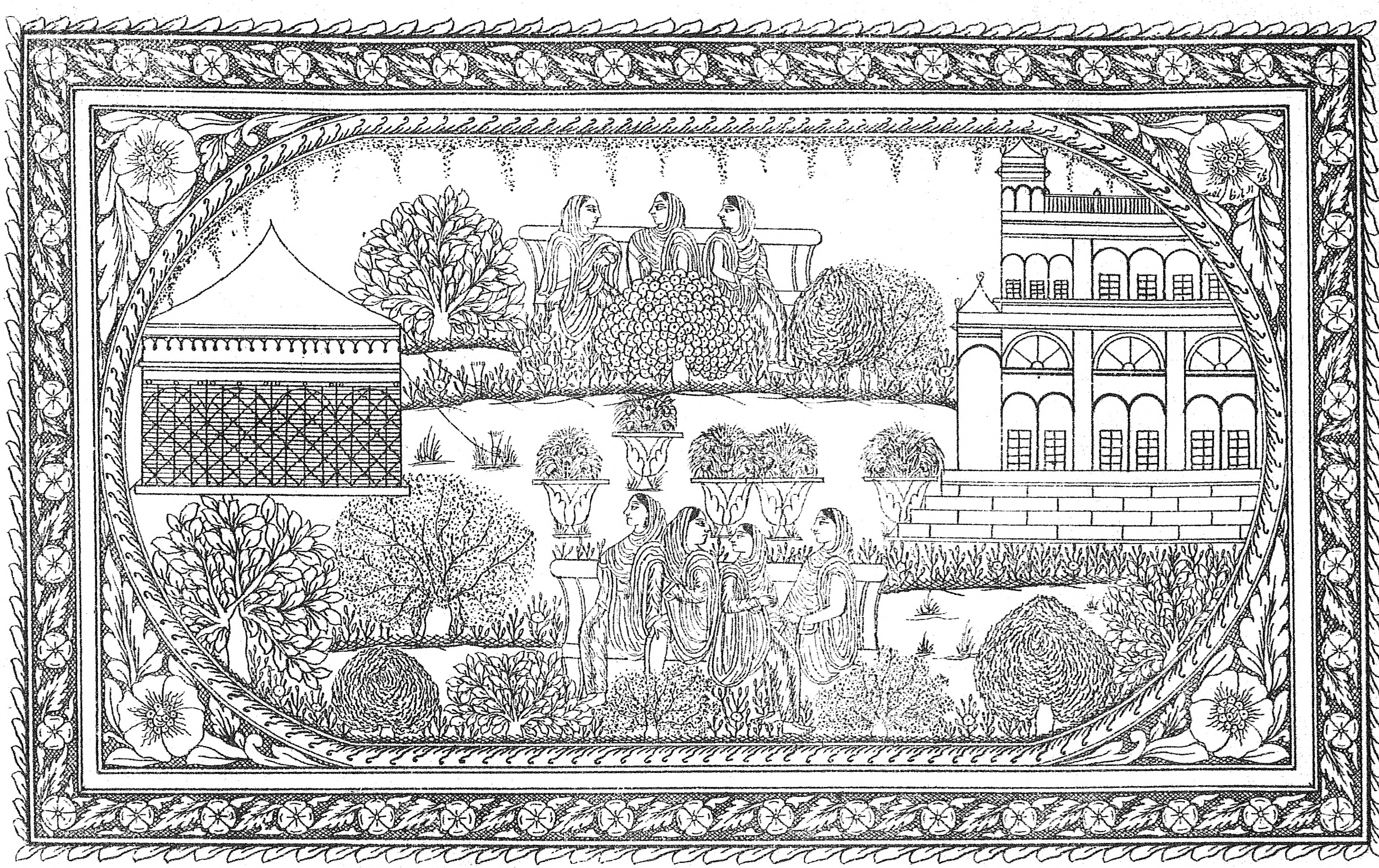

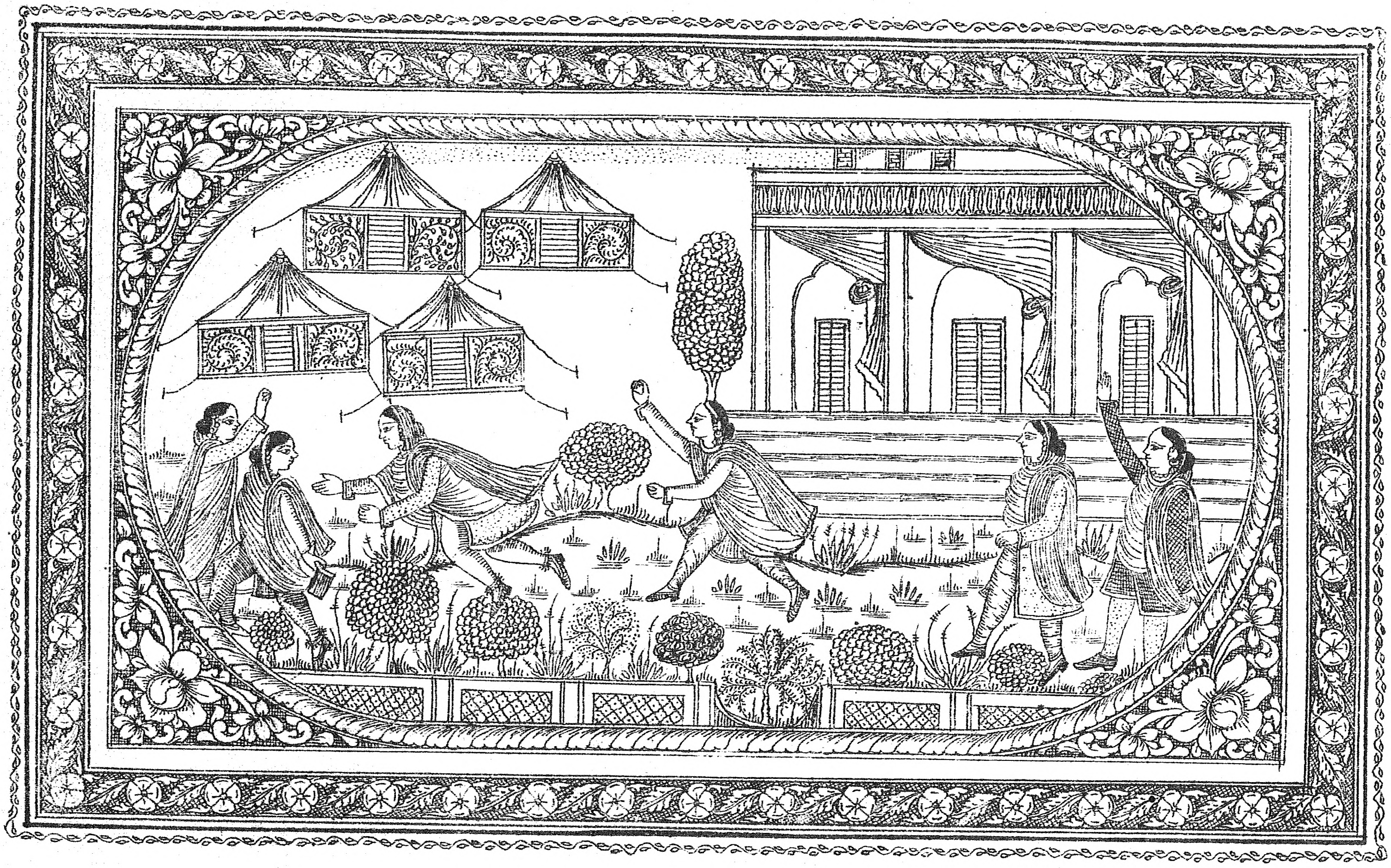

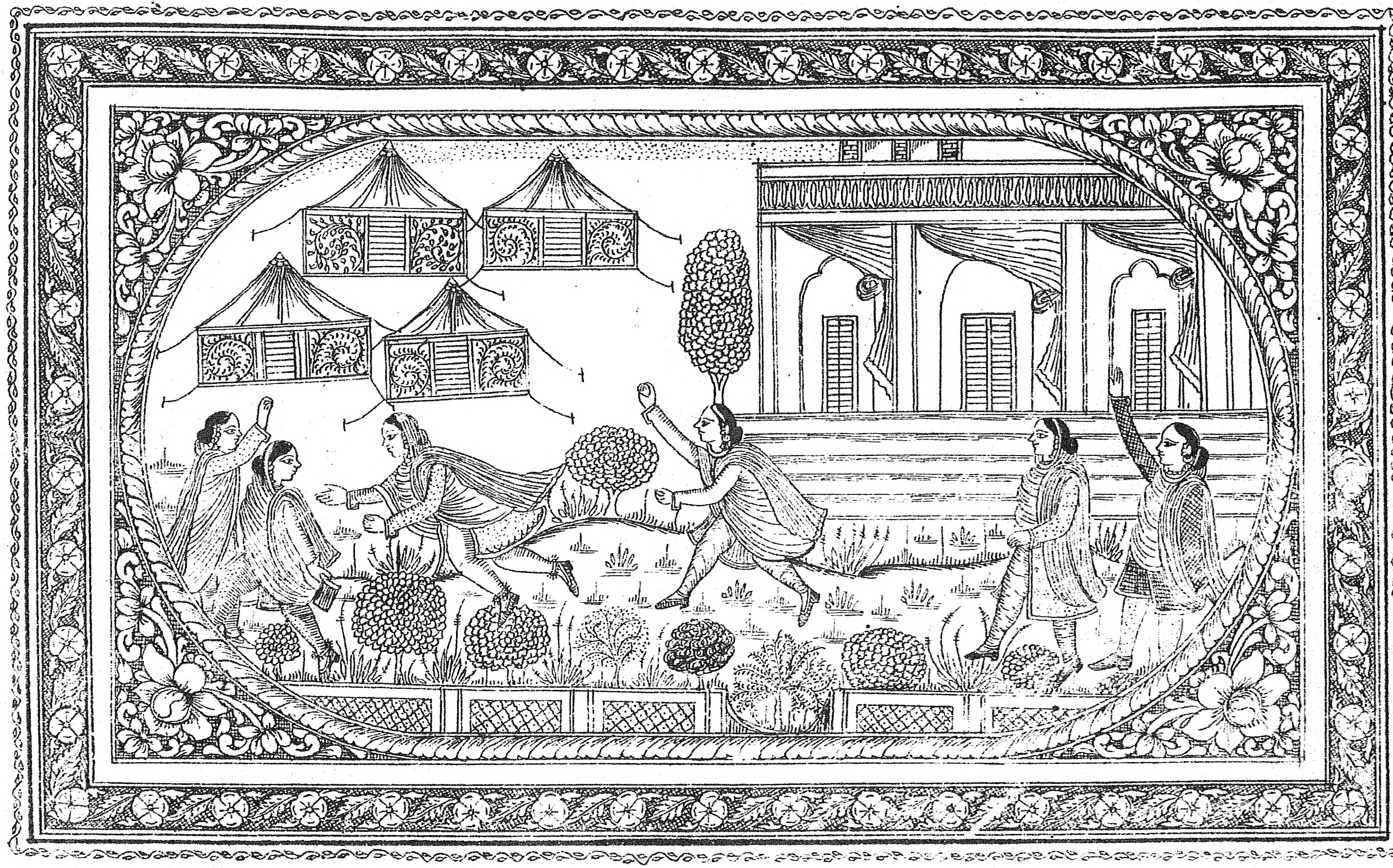

وہان چادر آب جو چھٹتی تھے   تو لہراتی خاطر تھی ہر ایک کی
ہر اک رنگ کی برگ و گل توڑ کر   چمن سی کوئی لاتی تھی گود بھر
اونہین چادرِ آب پر پھینک کر   ہنساتی تھی گلرویونکو بیشتر
کوئی گیند اتھی کھیلتی وان کھڑی   کوئی گیند کی چوٹ سی گر پڑی
ہنسے گرنی پر تھی کسیکی کوئی   جھپٹ گرگریکو سنبھالی کوئی
مقابل مین آ آگی دو تین چار   رخ اور سینے کو تاک کر بار بار
بیاپی وہ دیتی تہین گیندونکی مار   نہین لینی دیتی تہین دم زینہار
غرض وان اسیطرح دو تین روز   رہا شغل اور جلسۂ دلفروز
ہوا ختم جب جشن یہ پُر بہار   تو شہزادی شہزادیان باوقار

پئی مشورت بیٹھے با انبساط   کرین تا کہ اک اور جشنِ نشاط
غرض متفق ہو گئی اس پہ سب   کہ اب جشن ہولی کا ہو با طرب
کرین اسلیے شاہ سی عرض سب   کہ ہولی کا سامان ملی ہمکو اب
بس اسِ رای پر کی سب اتفاق   گئی اپنی قصرون مین با اشتیاق
ہوا صبح جب شاہِ خاور طلوع   سوی قصر شاہی ہوئی سب رجوع
حضوری مین حاضر ہوئی جب وہ سب   تو صف باندہکر اور دست ادب
یہ کی عرض سب نے کہ ای والا جاہ   ہی ہولی کی دلمین بہت ابتو چاہ
یہی فصل گرما کی اب ابتدا   ہو ہولی کا سامان ہمکو عطا
تمنا یہی خانہ زادون کی ہی   کہ یہ جشن ہو جانب شاہ سے

باعزاز ہم تا کہ یہ جلسہ اَب   عنایات شہ سی کرین ملکی سب
بقدر خوشی ہولی ہم کھیلکر   نکالین خوشی دل کی ہر طور پر
یہ سُنکر ہوئی خرّمی شاہ کو   کہا خوب سامان ہولی کا لو
یہ فرما کے منشی کو بلوا لیا   ہر اک منتظم کو یہ لکھوا دیا
کہ شہزادیان اور شہزادی سب   سمان ہولی کا دیکھینگے باطرب
ہو کثرت سے سامان اسکا تمام   کہ تا کھیلین وہ رنگ با احتشام

سمان ہولی کا

ہوا اَب ساقی صہبای احمر کا دور   کہ ہی جلوہ جشن رنگین کا دور
ہوا ہند مین زور گرما کا جب   ہوئی جشن ہولی کی طیاری تب

یہ جشن ایک ہفتی کا پایا قرار
ہوئی اُسنکی دل سبکی باغ و بہار

ہوا حکم تزئین گلزار کا
سرانجام ہولی کا ہونی لگا

میان چمنہای عشرت فزا
تھی میدان جو خوب تر دلکشا

پئی رنگ بازی بکثرت وہان
لگی خیمی اور شامیانی کلان

گلستان مین وان جسقدر حوض تھے
کیا اونکو لبریز ہر رنگ سے

کسی مین شہاب اور کسی مین بتنگ
کسی مین بہرا زعفران کا تہا رنگ

کوئی رنگ سی ٹیسو کی تہا بہرا
کسی مین بہرا رنگ زنگاری تہا

تہا صندل بھی بنسیر یون وان گھلا
گلاب اور کیوڑہ تہا جسمین ملا

تہین ناندین بلوری بھی وان بشمار
بہری آبِ صندل سی اور تابدار

وہ سونیکی خوان اور روپی کی تہال
درخشان تہی جو ماہ و خور کی مثال

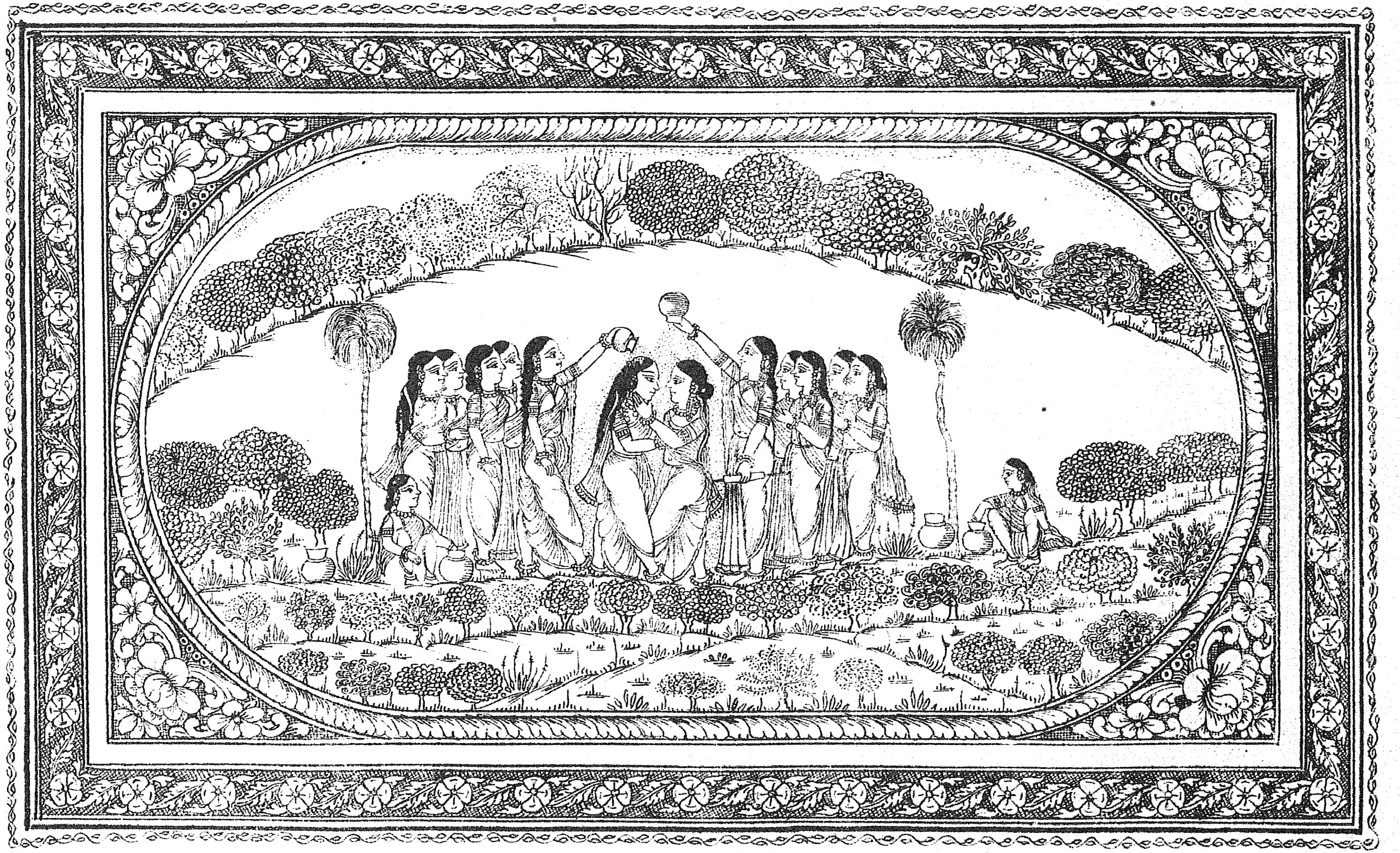

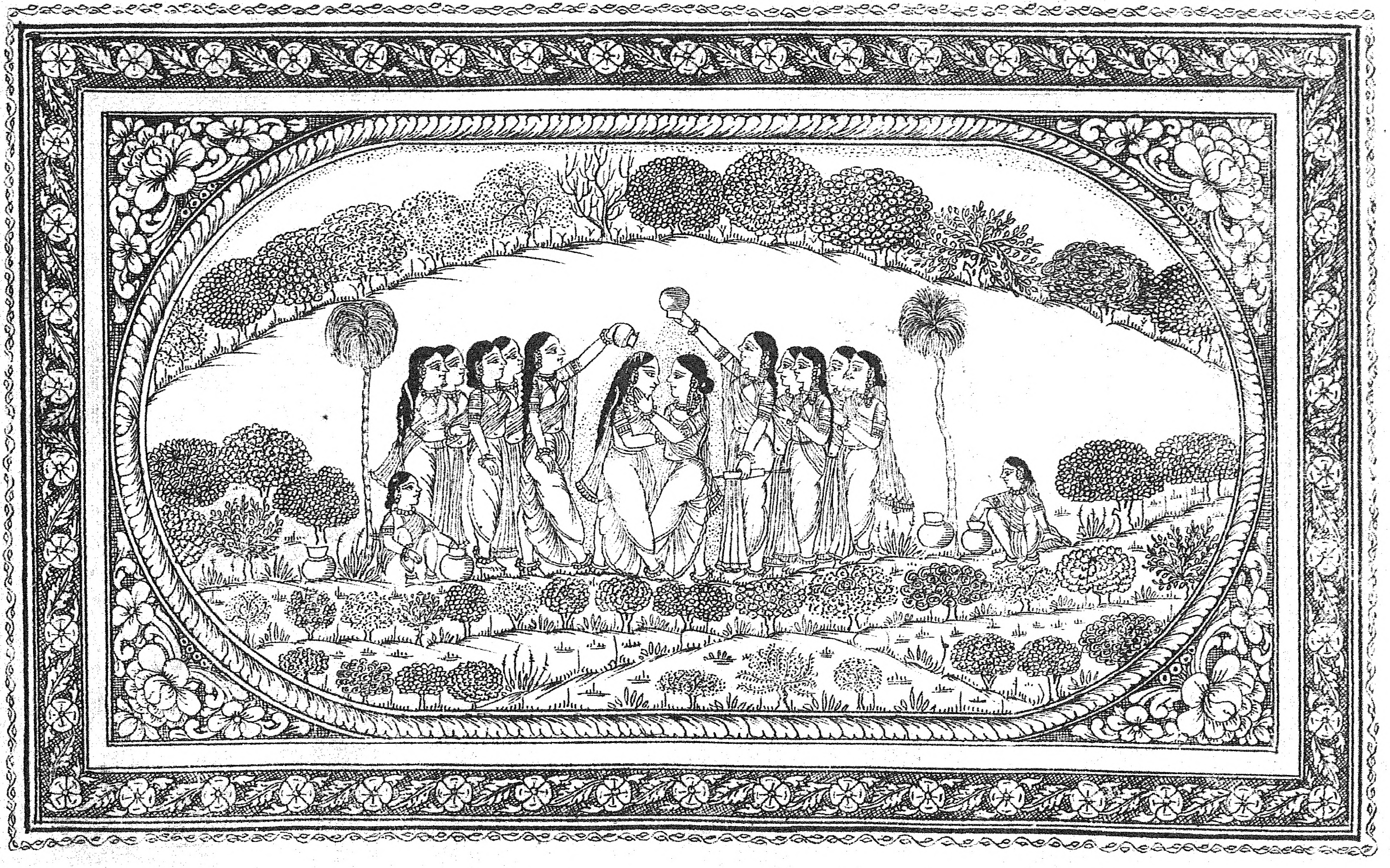

نہایت لبالب تہا اونمین بہرا
عبیر اور ابرک گلال ارگجا
تھی شہزادون شہزادیونکی لیے
دُرو لعل پچکاریون مین جڑے
سوا اونکی جو مرد و زن اور تھی
ہوا خواہ شہزادی شہزادونکی
تھین اونکی لیی جو کہ پچکاریان
وہ حسب مراتب تھین اور حسب شان
طلای و سیمین مرصع نگار
بنی تھین ہر اک قسم کی بیشمار
دہن سی جو اونکی نکلتی تھی دہار
بھگو کر لباسون سی ہوتی تھی پار
دو دہاری سہ دہاری وہ اوپر پڑی
کہ دہار اونکی ہم پلہ تھی تیر کی
منقش مطلا و مالیدہ کار
لگائی ہزاری بہی تھی زوردار
یہ سامان شاہانہ جب ہو چکا
تو پھر کھیل کا دن مقرر ہوا
اراکین اقارب عزیزونکی یان
پئی اذن فردین گئین زرفشان

ہوا کھیل کا روز جب رونما تو گلزار مین جمع مجمع ہوا
زن و مرد سب اور صغیر و کبیر ہوئی اپنی اپنی جگہہ جای گیر
جو وقت آگیا رنگ بازیکاون ہوئی ایک رنگ اوسمین خورد و کلان
سفید اور شفاف جوڑے تمام ہوئی زیب اندام ہر لالہ فام
وہ بھر بھر کی پچکاری مین خوب رنگ لگین مارنی ہر طرف بیدرنگ
ہر اک کی سر و سینہ کو تاک کر چلاتی تھی پچکاری ہر شوخ تر
مقابل کو اکدم مین ہر سیمبر بھگو دیتی تھی پاؤن سی تا بہ سر
ہر اک رنگ سی ہوگی تر پیرہن نظر آتا رنگین تھا مثلِ چمن
اور اوس جامۂ تر پہ اوڑ کر کنیر جب آ آ کی پڑتا تھا ابرک عبیر
بس اوسدم ہر اک پیرہن ہوتا تھا عجب تابدار اور مھکا ہوا

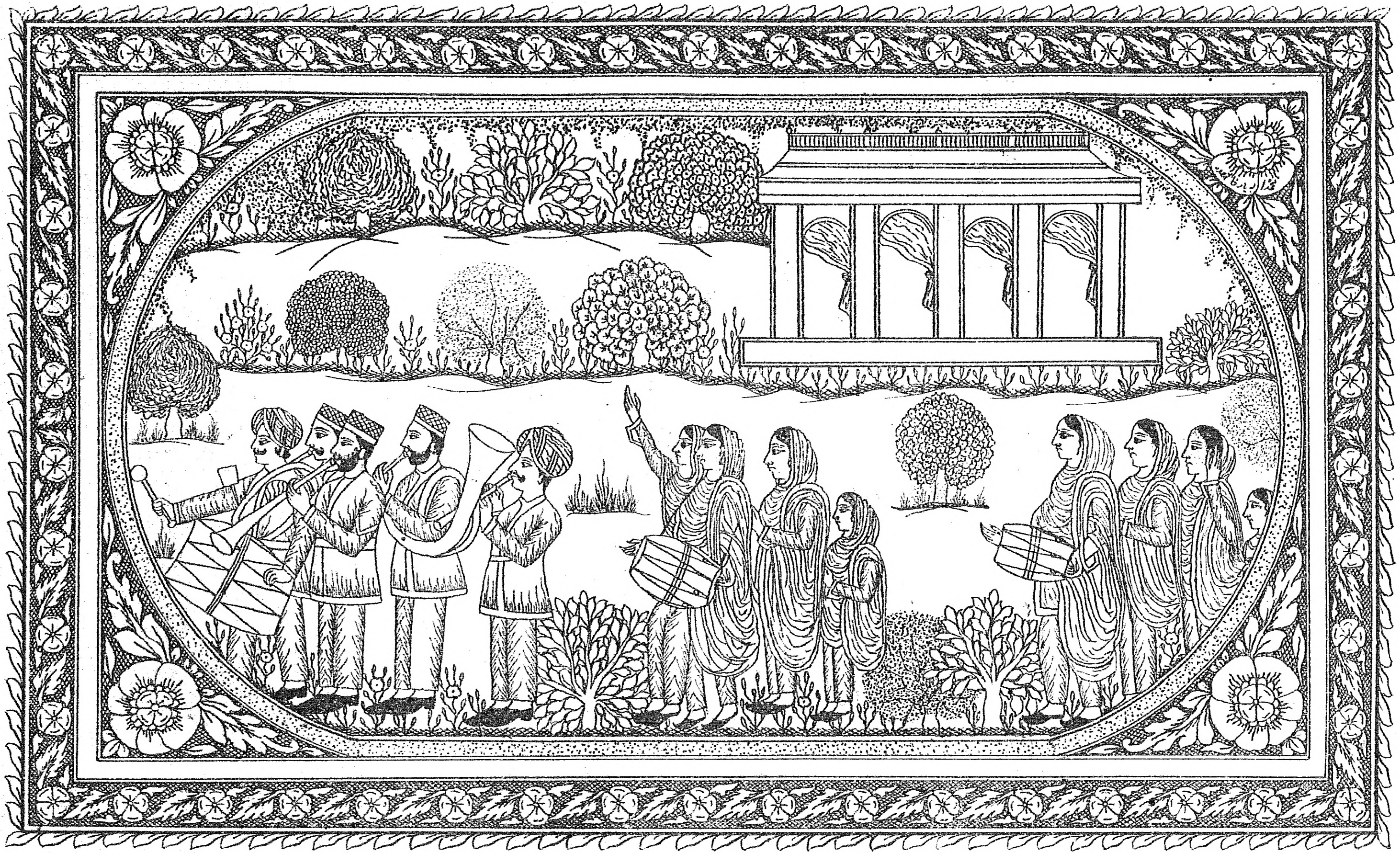

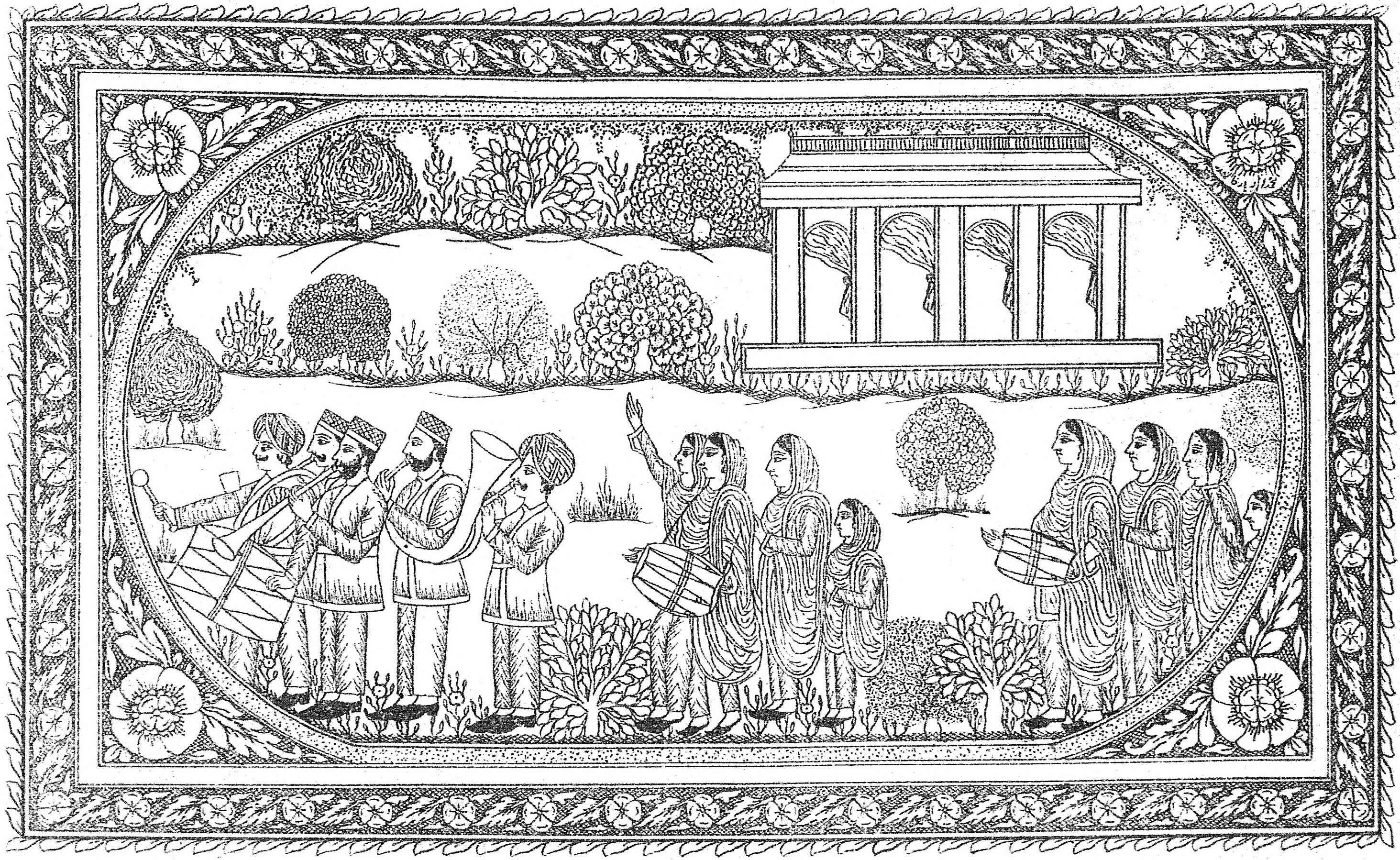

گلال اوڑکی جب سوی گردون گیا   بنا ایک یاقوتی گردون نیا
تھی بوچھار وہ قمقمونکی وہان   کہ پوشیدہ ہوجاتا تھا آسمان
جما رنگ جب رنگبازی کا وان   ہوا ہر کہہ و مہ بہت شادمان
صدا بین باجی کی جسدم سنے   تو مستئے دل ہوگئی چوگنے
اور اوسپہ یہ نغمہ کا وان رنگ تھا   کہ پیر و جوان اور چھوٹا بڑا
ہر اک عالم وجد مین محو تھا   ہر اک سمت تھی واہ وا کی صدا
جو رکھتی تھین زہرہ سی بڑھکر ہنر   وہ میراثنین غول کو باندھکر
بہ انداز دیدی کی ڈھولک پہ تال   سُریلی صدا اوُنسی باصد کمال
بہت ہوئین کافی کھماچ کے   وہان گائین با انبساط دلے
بس اک ہفتہ کامل باین دھوم دہام   رہا جشن عشرت بصد احتشام

گزر جب گئے سات دن ہفتی کی
اور آسودہ وہ سب ہوئی کیل سی
بٹین خلعتین جانبِ شاہ سی
بہت عمدہ اور ساتھہ اعزاز کی
تھی سیمین ظروف اور پچکاریان
طلاکار و نو طرز عظمت نشان
موافق ہر اک شخص کی رتبی کی
عنایت ہوئی جانبِ شاہ سی
ہوئی ساتھہ خلعت کے جو یہ عطا
عنایات شہ سی ہر اک خوش ہوا
یہ جب جشن رنگین بخوبی تمام
بصد خرمی پا چکا اختتام
اوسی بزم رنگین مین سب نے کہا
نہین سیر اس سی ابھی دل ہوا
یہ ہی خواہشِ دل کہ اک اور سمان
کرین ملکی شہزادی شہزادیان
یہ ہونی لگا مشورہ پھر وہان
کہ بارش مین ساونکا ہووی سمان
مگر اب ہو سامان اوسکا طلب
بجشنِ ادب شاہ بیگم سی سب

چلین اور گزارش کرین انسی سب ۔۔۔ کہ ساونکا سامان عنایت ہو اب
اور اوسکی ابھی سی ہون طیاریان ۔۔۔ کہ اسمین بھی ہی لطف راحت فشان
یہ آپسمین جب مشورہ ہو چکا ۔۔۔ ہر اک شادمان وانسی رخصت ہوا
پہر آئی حضوری مین بیگم کی سب ۔۔۔ باآداب شاہانہ و باطرب
پس از کورنش کرکی نیچی نظر ۔۔۔ بصد عجز پہر ہاتھہ کو جوڑکر
یہ کی عرض سبنے کہ ای ماجان ۔۔۔ رہین آپ قائم بحفظ و امان
تمنا ہماری یہ پوری ہو اب ۔۔۔ کرین جلسہ اس سال ساونکا سب
ہو سامان اسکا ابھی سی عطا ۔۔۔ کہ تا خوب ہو نظم اس جشن کا
یہ جب عرض حال انکا سب سن لیا ۔۔۔ تو بیگم نے پہر مسکراکر کہا
بہت خوب بہتر ہی کیا چاہئی ۔۔۔ اسیوقت اب ہمسی لیجائیے

یہ فرما کی بلوایا داروغہ کو کہا جلد سامان ساون کا ہو
اوسی دن سی با جاہ و حشمت وہان لگین ہونی ساون کی طیاریان

سمان ساون کا

ہوا آب ساقیا دوری کا وہ ڈھنگ کہ ساونکی جلسی کا جم جای رنگ
عیان آج ساونکا پہلا ہی روز ہی گلزار مین مجمعِ دلفروز
ہی ہر سمت سامان عشرت فزا بآئین شاہانہ جلوہ نما
طلا کار جھولی کی کھم تابدار روش پر گڑی چار سو بیشمار
تھی رسی جو جھولونمین مضبوط تر ملا اونمین تھا ریشم اور تارِ زر
جو تھین پٹریان جھولونکی درمیان تھین مینائی اور سب مرصع وہان
میانِ چمن تھی شجر جو بڑے تھی شاخونمین اونکی بھی جھولی پڑے

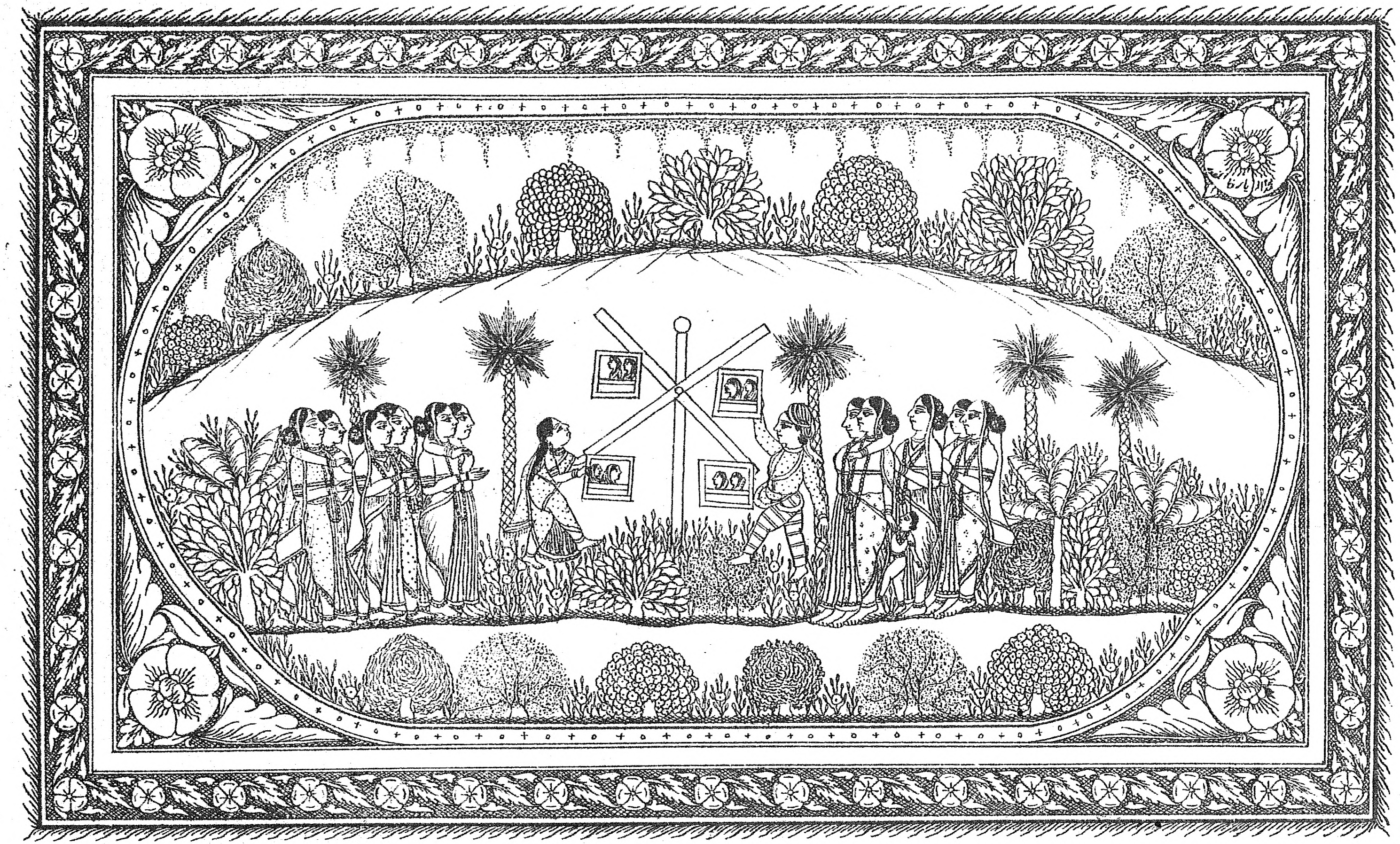

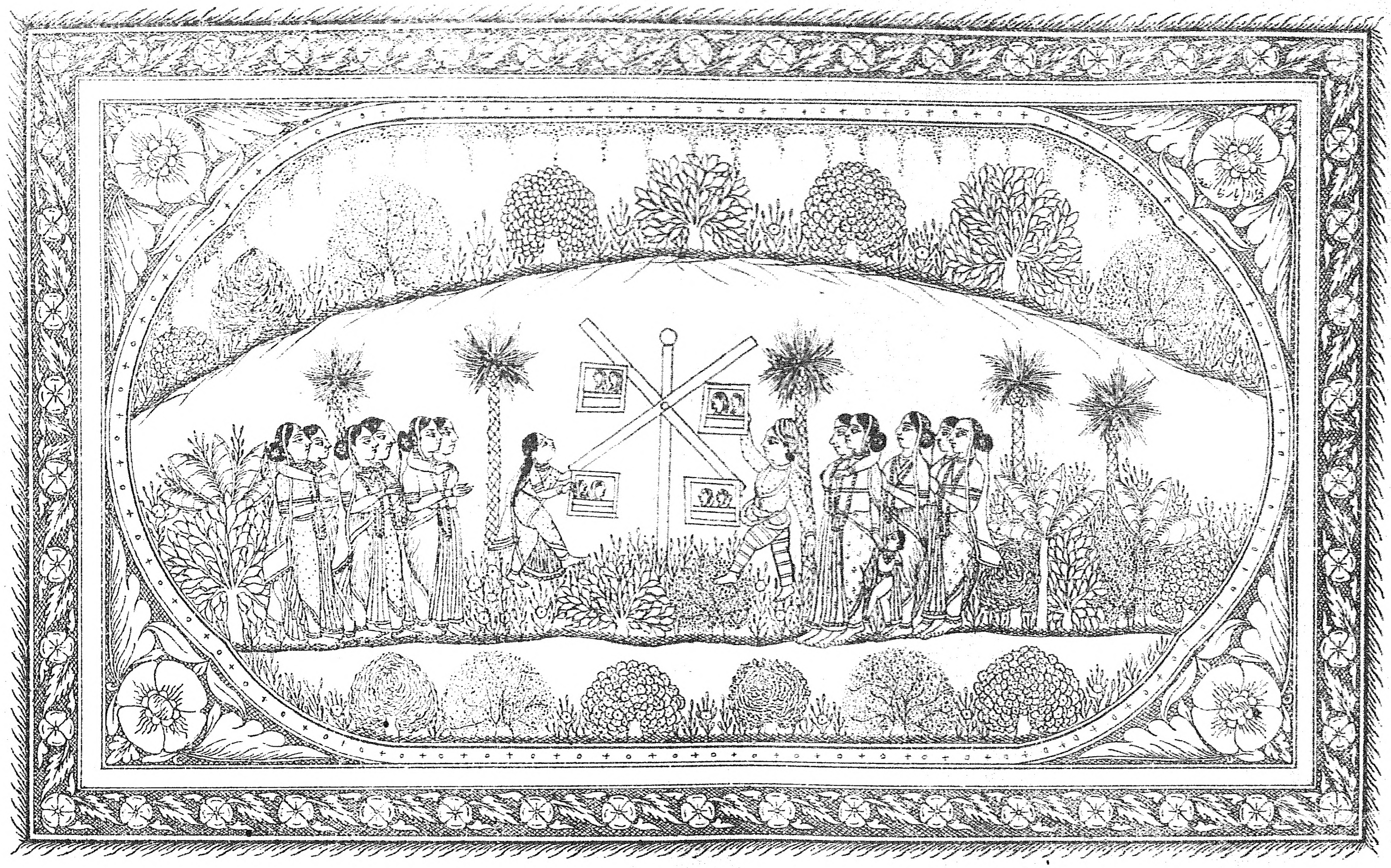

بہت دور گردون بھی تھی وان کڑے
جو صورت مین مانند گردونکی تھی
جو چمچونمین وان صحن تھی دلکشا
ہنڈولی تھی اونمین گڑی جا بجا
وہ تھی سبکی سب صندل اور عاجکے
اور آراستہ دستکاریسی تھے
ہنڈولونمین وہ مخملی فرش تہا
گل نقلی پر تھا گمان اصل کا
تھی سامان بھی ہر قسم پکوان کی
کڑہاؤ اک طرف تھی بکثرت چڑہے
کہین چاے نوشی کا اسباب تھا
قرینی سی میزون کی اوپر سجا
ہر اک میوہ فصلی بھی ترشا ہوا
تھا بلوری قابون مین رکھا ہوا
چنین میزون پر تہین وہ قابین تمام
فواکہ سی پُر اور بحسن نظام
بیان اونکی لذت کا ہو کسطرح
جو میٹہی خوش تہا دیتا تہا می کی فرح
جو شیرین تہا اوسمین حلاوت مین تہا
شکر بلکہ لعل تبان سے بڑہا

یہ طیاریان باغ مین جب تمام
بہت خوبی سی پا چکین انصرام

بجاہ و حشم سہر ملکزادیان
بصد زیب و زینت پئی سیر وان

ہوئین زیب بخش آ کی با صد وقار
ہوئی باغ کی اون سی دونی بہار

وہ پوشاکین رنگین تھین زیب بدن
جنہین حسن کہتا تہا رشک چمن

پرستار تک اونکی ہر ایک تھے
لباسِ عروسانہ پہنی ہوئے

جو تھین اونمین کم عمر اور مہ جبین
میِ نوجوانی سے سرشار تہین

بہت گہری رنگت کی اور شوخ رنگ
تہین پوشاکین پہنی ہوئی چسپ و تنگ

جو تہین دوربین اور نازک خیال
نفیس المزاج اور اہلِ جمال

سبک رنگ تھی اونکی پوشاک کے
تھی عطر سمن اور گل سی بسی

غرض تہا ہر اک رنگ وان دلربا
دکھاتا تھا ہر پیرہن اک ادا

بیان اونکی خوبی کا کیا ہو سکے
عجب حسن پیدا تھا ہر رنگ سے

تھی نارنجی اور چنپئی آتشے
تھی شفقی کوئی اور کوئی کاسنی

تھی دہانی پیازی کپاسی کوئی
گلابی تھی سیبی تھی آبی کوئی

سنہری بسنتی تھی اور گیندئی
تھی کاہی اور انگوری اور کوئی

تھی عباسی اور پستئی گل انار
جدی تھی ہر اک رنگ کی اک بہار

تھی شفتالو اور سردئی سرخ و زرد
ہر اک رنگ تھا اپنی خوبی مین فرد

جو تھین دختریں کمسنین نوجوان
تھین پہنی ہوئے لہنگی اور ساڑیان

بہر نوع آراستہ ہوگی سب
لگین کرنی گلگشت باغ طرب

وہ پہر چلکی دو چار ساعت وہان
پئی فرحت دل تفرج کنان

تھی جہولی ہنڈولی جہان نصب وان
ہوئین آنکر جمع سب شادمان

بحسب پسند و بخوش خاطر
لگی جھولنی جھولا ہر اک پری

گئین دوڑ کر وان کئی دلربا
کھمونکا جہان جھولا استادہ تہا

درختونمین آویزان جو جہولی تہی
کئی دلربا وان گئین جہولنی

کئی اور کچہہ عالی دماغ
ہنڈولونمین جا بیٹھین خوش باغ باغ

ہر اک پالنی مین ہنڈولی کی وان
ہوئین جلوہ گر دو دو سروِ روان

جو تھین شوخ اور اہلِ طبع بلند
اونہون نی کیا دور گردون پسند

بصد شوخی و ناز و فرطِ نشاط
بصد عشوہ و غمزہ و انبساط

ہر اک جہولا تھی جہولتی بیخطر
کہڑی ہو کی کوئی کوئی بیٹھکر

عجب لطف تہا جہولونکی دور کا
بلند اور پست اور گردش نما

وہ تھی آمد و رفت اونکی غضب
کہ عالم تھا زیر و زبر گویا سب

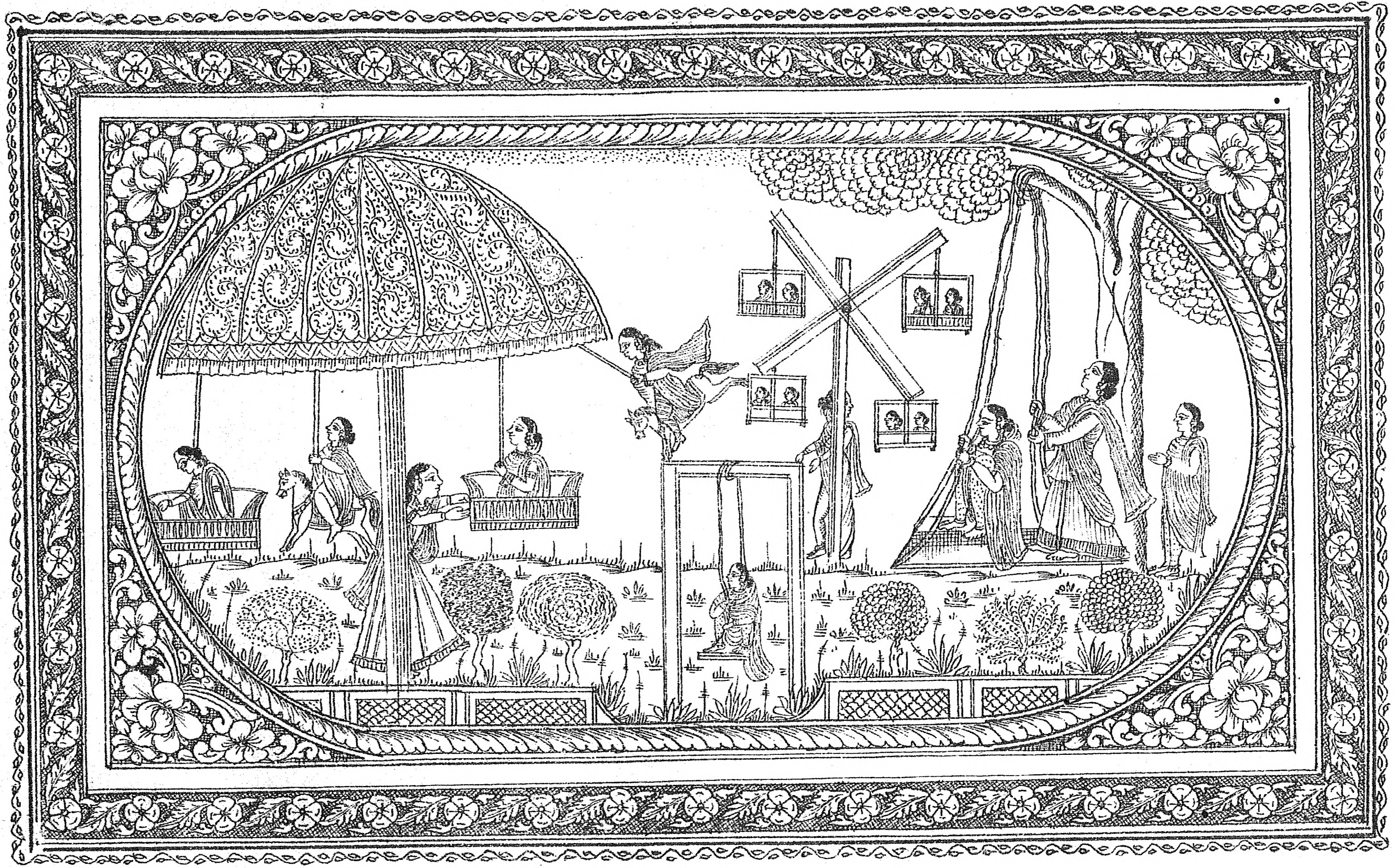

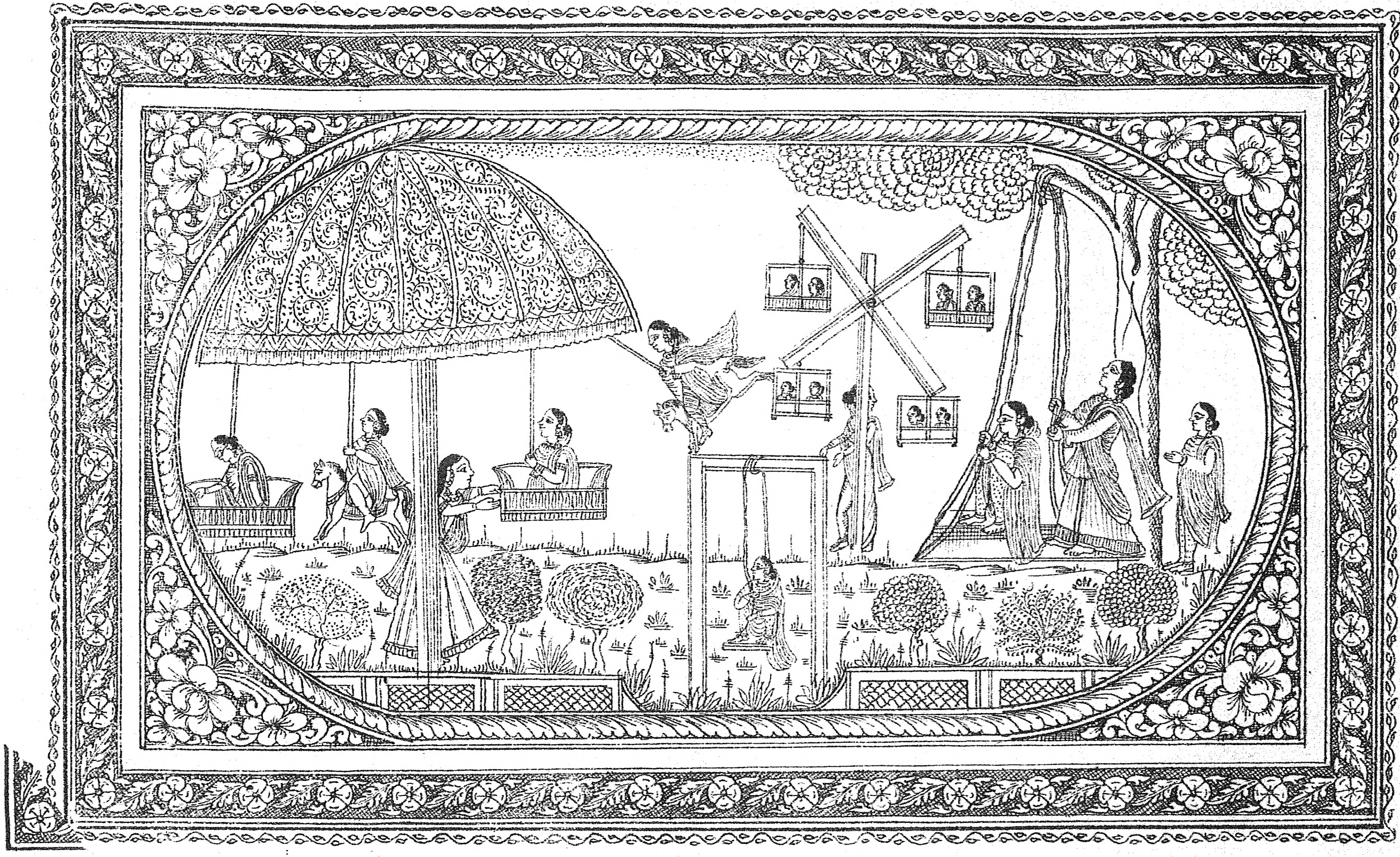

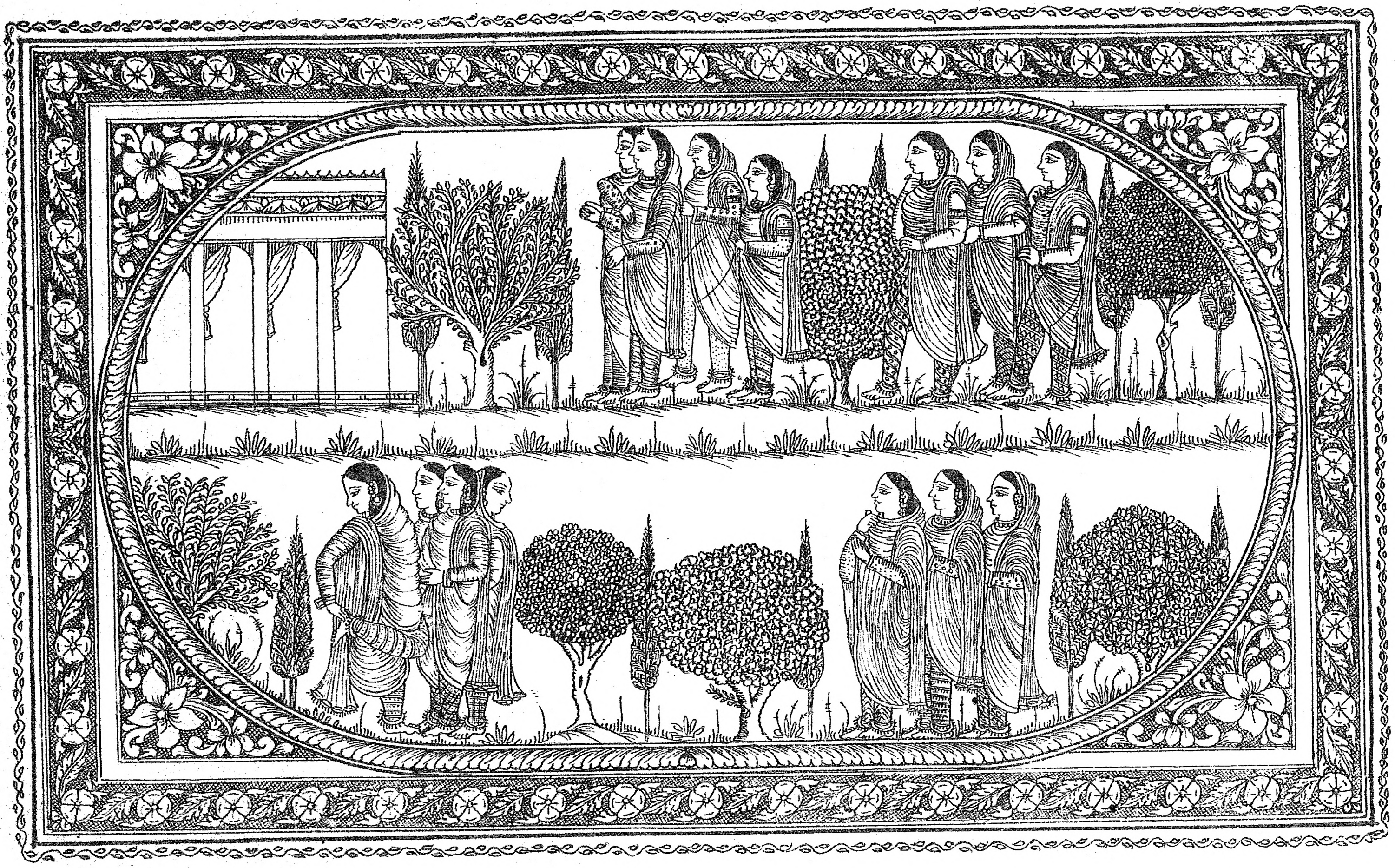

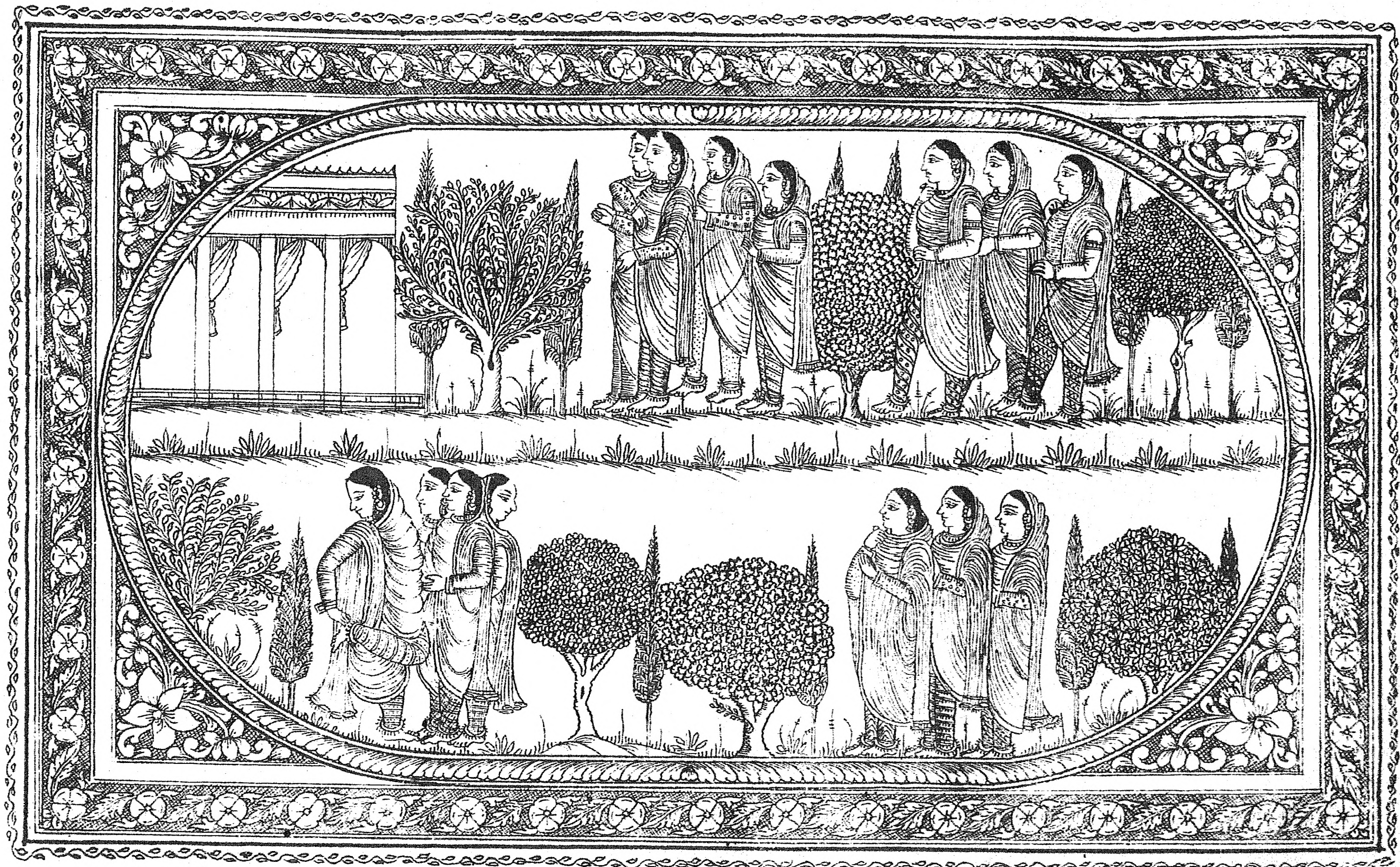

وہ تہا دور گردون کا چکر بندہا — کہ چرخ اوسکے چکر سی چکراتا تہا
ہنڈولی تہ وبالا ہوتی تہی جب — نگاہونکی ہوتی تہی حالت عجب
سوی اوج ہوتا تہا جب وہ روان — دکہاتا تہا طرفہ چمک برق سان
وہ جب سمت پستی کی جہکجاتا تہا — ستارہ اوترتا نظر آتا تہا
تہا ہر اک جگہہ الغرض ازدحام — تہی گانی بجانی کی بہی ہوم دہام
وہ میراسنین گاتین کسبیان — جو نغمہ سرائی مین تہین زہرہ سان
کہڑی ہوکی صف بستہ وبا نظام — تہین وان دیتی جہولونکی جہونکی تمام
وہ پنچم کی سر باندہکر ایک بار — بہم ملکی گاتی تہین ساون ملہار
تہی ٹپا ور مگری کہلی اور منڈہے — اوسی سر مین ہر اک ادا کرتی تہی

سمان اسطرح کا غرض وان بندھا
اکھاڑہ وہ گویا کہ اندر کا تھا

زمین ساری سبز تھی پر بہار
کھلی گل تھی ہر اک طرف بیشمار

تھا ابر سیہ اور شفق جو عیان
دکھاتا تھا ہر اک عجب لطف وان

پڑا تھا جو عکس شفق پھولون پر
تھی برگ اونکی سب مثل اوراق زر

اور اوسپر چمک برق کی باربار
جو تھی لوٹتی بر سر سبزہ زار

تھا ساون کا ابر اور پڑتی بہار
تھا رنگین جوڑونسی حسن آشکار

کبھی دہیمی دہیمی گرج کی صدا
تھی کانونسی ہوتی بلطف آشنا

درختون پہ طاؤس تھی جلوہ گر
کہکتے تھی بالہجہ خوب تر

کہین پر پپیہہ کی پی پی کا شور
کہین کویل کرتی تھی کوکو زور

غرض اُن دنون باغ کا ہر مقام   فرح بخش و عشرت فزا تھا تمام
ہر اک سو ہر اک جا نیا تھا سمان   تھی مستِ مئی عیش پیر و جوان
نشاط و خوشی سی سروکار تھا   ارم کا نمونہ نمودار تھا
غرض ایک ہفتہ وہان پر تمام   رہا جشن ساونکا یون با نظام
بفضلِ خدا بعد اس جشن کے   ہوئی شاد ہر خاست کل باغ سے
عیان ہو چکی سب بہارِ سخن   ہی منظور اب اختصارِ سخن
جو لکھنا تھا سب لکھہ چکا بس قلم   خرد اور انصاف دیکھین رقم
خرد گر کہے آفرین مرحبا   قلم کو میری ہی نہایت بجا
بہت لوگ طالب ہین ای تاجور   ہین مشتاق اسکی ہزارون نظر

صدا آتی ہی ہر طرف سے یہی
کہ کیا خوب یہ مثنوی ہی لکھی
ہر اِک قسم خوبی کا کر کی خیال
زمین و زمان کا لکھا خوب حال
ستارونکا برجونکا افلاک کا
ہی احوال اسمین مفصل لکھا
ہر اِک شئی کی اوصاف یکجا کہی
دل و فکر نی اور قلم نے لکھی
کیا فکر نی اسمین جو اہتمام
کہی دیتا ہی اوسکو حسن نظام
یقین ہی کہ ارباب فہم و تمیز
کرین قدر اور دلسی رکھین عزیز
سمندِ قلم کی عنان رُکتی ہے
ہوا جملہ میدان مطلب کا طے
بفضلِ خدا خامۂ فکر نے
صنایع ہین اسمین نمایان کیے
روان ہو کی میدان قرطاس پر
کیا حسن صدق البیان جلوہ گر

الہی طفیلِ نبیِ بشیر
یہ صدق البیان مثنوی دلپذیر

ہو مقبولِ قلبِ صغیر و کبیر
سنی جب یہ شیرین سخن بینظیر

رقم ہو چکی یہ تو اب مثنوی
سنو طبع کی اسکی تاریخ بہی

قطعۂ تاریخ

کیا بی کم و کاست مضمون تمام
بنی مثنوی جس سہی صدق البیان

لکھی تاجور نے یہ تاریخ سال
ہی یکرنگ تصنیف شاہجہان
۱۳۱۰ھ

بالختمین

قطعات تاریخ طبع مثنوی فصاحت عنوان بلاغت نشان موسوم بہ صدق البیان گزرانیدہ خواتین و اراکین و شعراء ریاست بھوپال

قطعہ تاریخ طبع از عمدۂ مخدرات زمان زبدۂ خواتین دوران نازش عفّت مشرف دولہن صاحبہ متخلص بہ ثروت بانوئی نیکخوئی میان صدر محمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالی بنبیسہ نظیر الدولہ نواب جہانگیر محمد خانصاحب بہادر مغفور برادر زادہ حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا

سرکار کی مثنوی چھپی ہی — ہر دل کی کلی کلی کھلی ہی
انداز نرالا طرز انوکھا — تازہ ہی روش ادا نئی ہی

دلچسپ سخن لطیف مضمون
گر حور ہے یہ تو وہ پری ہی
کہتا ہی جو دیکھتا ہے اسکو
اعجاز ہے یا یہ شاعری ہی
یون مثنویان ہوئین ہزارون
یہ چیز مگر کچھہ اور ہی ہی
ایسی ہوئی آجتک نہ ہوگی
بیمثل یہ مثنوی ہوئی ہی
ہر فرد بشر ہی دل سی شیدا
شعرون مین کچھہ ایسی دلبری ہی
ماشاء اللہ چشم بددور
بس نام اسی کا شاعری ہی
ثروت کہو دل سی طبع کا سال
کیا خوب لایہ مثنوی ہی
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتائج افکار شمع بزم امارت ماہ برج سیادت سخنور بیمثل و سہیم میان میر نور الحسن خانصاحب متخلص بہ کلیم سلمہ اللہ العظیم

فرزند کبیر جناب نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان

صاحب بہادر طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ و ماواہ

حضور تاجور شاہ جہان ہین — خداوند جہان ہوش و فرہنگ
ہی انکی وسعت ہمت کی آگی — سلاطین جہان کا قافیہ تنگ
جو دیکھی آپ کا میدان اقبال — تو پائی ہمت تیمور ہو لنگ
اگر بابر ہے انکی در کا چاکر — ہمایون بھی ہی اک ادنی سا سرہنگ
گہر اک قطرۂ آب اونکی نزدیک — جواہر انکی آگے ریزۂ سنگ
فقط یاد خدا ہی فخر ان کا — نہایت نسبت شاہی سی ہی ننگ
فراز علم و عرفان تاج ان کا — طراز جاہ و سامان انکا اورنگ

عجب یہ مثنوی نایاب لکھی سخنور دیکھکر جسکو ہوئی دنگ
بہار گلشن کشمیر و فرخار نگار خانۂ مانی و ارژنگ
جمال عشوۂ ہر رنگ افسون کمال جلوۂ صد حسن نیرنگ
خوش آوازان معنی اب کہان ہین قلم سرکار کا ہی گرم آہنگ
کسی روزی ہی یہ انداز یہ طرز میسّر ہی کسی یہ رنگ یہ ڈہنگ
سواد لفظ اور انوار معنے بہم یکجا ہین گویا روم اور زنگ
جو دیکھے مینے یہ مضمون رنگین لکھی تاریخ اسکی نظم گلرنگ
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ ریختہ قلم اختر برج بختیاری نو گل گلشن کامگاری
سلالہ ابناء رسول کریم میان میر علی حسن خان صاحب متخلص بہ تسلیم

سلمہ اللہ العلیم فرزند صغیر جناب نواب والاجاہ امیر الملک
سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر رفع اللہ درجاتہ فی علیین

لکھی چشم بد دور سرکار نی   عجب دلکش و جانفزا مثنوی
گل تازہ ہین یا مضامین نو   یہ باغ لطافت ہے یا مثنوی
دلاویزی طرز تالیف سے   بنی شوخ شیرین ادا مثنوی
جو پوچھا کہ ہی دلنشین آج کون   وہین دل نی بڑھ کر کہا مثنوی
صفت اسکی اور مین یہ اچھی کہی   کجا میرا منہ اور کجا مثنوی
جو بات اسمین ہی وہ کسی مین نہین   ہی ہر مثنوی سے جدا مثنوی
یہ صدق البیانی سی آئینہ ہی   ہی آئینۂ حق نما مثنوی

ہر اک بیت کا اسکی ہی ثمین گہر
ہی اک چیز نام خدا مثنوی

کہا مجھسی ہاتف نی یون سال طبع
ہی بی شبیہ دلکشا مثنوی
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ چکیدہ خامہ سر آمد اخوان ریاست جوہر شمشیر لیاقت مجمع اصناف فضائل میان عاقل محمد خانصاحب متخلص بہ عاقل سلمہ اللہ تعالی برادر عمزاد سرکار عالیہ دام اقبالہا

کیا قرب ہو گئی نادر کتاب
جسکی اوصاف نکو ہین بی شمار

چشم دل سی اوسکو کر دیکھین ذرا
جان و دل اہل سخن کردین نثار

لکھدو عاقل اسکا سال طبع یون
کوکب برج سعادت آشکار
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع وقاد ذہن نقاد خجستہ خو سید اصغر حسین صاحب

متوطن لکھنو خسر پورہ میان میر علی حسن خان صاحب سلمہ ربہ

فدا کیون نہو اسپہ جانِ جہان   ہی شاہِ جہاندار کی مثنوی
کوئی مجھسے پوچھی تو مین یہ کہون   ہی راحت دلِ زار کی مثنوی
سخن ہی چمن زار اہلِ سخن   بہار اس چمن زار کی مثنوی
تعجب یہ ہی ایسی خوبی کی ساتھ   بہت جلد طیار کی مثنوی
لکھا طبع کا اسکی طالب نے سال   ہی مقبول سرکار کی مثنوی
١٣١٠ھ

قطعہ تاریخ از معدن طبع مرجع محامد صوری و معنوی سید رشید الدین صاحب لکھنوی ختنِ کوچک میان میر علی حسن خان صاحب سلمہ اللہ تعالے

شہ والا گہر عالی نژادی   رقم زد مثنوی خوب و زیبا

بہارستانِ گلزارِ معانی نگارستانِ نیرنگِ تماشا
ولم از بہرِ سالِ طبعِ علوی بگفت از خوشدلی تسخیرِ دلہا
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ بقالب طبع ریختہ سخنور نامی بپارسی دانی مشہور زمانہ آموزگار یگانہ ماہر فن سخن مولوی محمد احسن صاحب احسنؔ بلگرامی متوسل ریاست احسن اللہ الیہ

حضرت سرکار نے یہ مثنوی لکھی جب کی عزت افزائی ہند
دل نے احسنؔ سے کہا تاریخ سال لکھ بہار باغ زیبائی ہند
۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از رشحات قلم جادو رقم معدن خوش بیانی مخزن شیوا زبانی ہر دلعزیز و خاطر انیس فرانس جسیم صاحب متخلص بہ نفیسؔ

منصرم تقریبات سلمہ اللہ تعالی

غش ہی دل اسپہ نگاہین لوٹتی ہین — لکھی ہی سرکاری کیا مثنوی
ہی کرامت یا تصرف ہو نہو — کوئی جادو ہی نہ ٹونا مثنوی
کھب گیا آنکھونمین اسکا لفظ لفظ — بنگئی ہی آنکھون کا تارا مثنوی
پھول ہین یا تازہ تر اشعار ہین — گلشن بیخار ہے یا مثنوی
کیون نسمجھون طبع آقا کو سحاب — جوش مضمون سی ہی دریا مثنوی
جسکو دیکھو دل سی رکھتا ہی عزیز — ہی ہر اک دل کی تمنا مثنوی
دابی پھرتی ہین بغل مین یون اسے — شاعرون کا دل ہی گویا مثنوی
دلمین گھر اسکا ہی آنکھونمین جگہ — کچھ عجب شی ہی یہ عمدہ مثنوی

✣

طبع کی تاریخ اسکی لکھہ نفیس   لائق تحسین ہی زیبا مثنوی
۱۳۱۰ ہجری

دیگر منہ

چھپ گئی ہی مثنوی سرکار کی   شاعرو تمکو سناتا ہون نوید
ہر زبان پر ہی مبارکباد آج   آج گھر گھر ہی سرور جشن عید
ای سخن سنجو یہ ہی وہ مثنوی   لطف ہے جس کا غلام زرخرید
بیت بیت اسکی ہی قصہ مختصر   حسن مین فرد اور خوبی مین وحید
طبع کی تاریخ بھی کہدو نفیس   ہی یہ طرفہ مثنوی شایان دید
۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از بلند خیالیہائی سخنور ممتاز شاعر سحر طراز زمزمہ سخنوران مقدمۃ الجیش منشی محمد شاہمیر خان صاحب متخلص بعیش

منشی ڈیوڑھی خاص سرکار عالیہ دام اقبالہا

صاحب تخت و تاج شاہجہان
کہ انہین خوش رکھی خدای مجیب

سنکے آوازۂ کرم ان کا
جاگ اوٹھی بہت ہین خفتہ نصیب

نوکر ادنی ہی انکی جو ہین وہ ہین
بہتر و برتر و شریف و نجیب

در دولت سے انکی ہوگی غنی
زر لٹاتا گیا ہر ایک غریب

انکی خاک قدم ہی کحل بصر
متفق اسپہ ہین حکیم و طبیب

یہ جوان تاجور کی مثنوی ہے
اسکی دلکش ہی طرز خوش ترتیب

نام صدق البیان ہی اسکا خوب
خوبیان اسمین ہین عجیب و غریب

اسکی تاریخ عیش نی یہ لکھی
مثنوی ہے یہ بیمثال و عجیب

١٣١٠ھ

دیگر منہ

سرکار نی کہی ہی یہ وہ طرفہ مثنوی
مصروف اسکی وصف مین ہر خاص و عام ہے

اللہ ری فروغ مضامین کہ بیت بیت
پرنور مثل بیت شرف لا کلام ہے

بین السطور اور سواد سطور سی
ظاہر ہی یہ کہ صبح کی پہلو مین شام ہے

حسن و جمال شاہد معنی کو دیکھکر
کہتی ہین اہل دید کہ ماہ تمام ہے

لکھا یہ مین نے مصرعۂ تاریخ سال عیشؔ
صدق البیان یہ وہ ہی کہ فیض دوام ہے

۱۳۱۰ھ

منہ

سرکار عالیہ نی کہی مثنوی یہ خوب
ہی اسکی وصف مین شعرا کی زبان لال

صوری و معنوی ہے یہ تاریخ اسکی عیشؔ
صدق البیان کلام کی ہی یہ وہ جس مین سال

۱۳۱۰ھ

منہ

ہے نادر طبع زادِ تاجور یہ
عجب نیرنگ مضمون مثنوی ہے
نہ کہیے گر اسی اعجاز تب بہی
سراسر سحر و افسون مثنوی ہے
لکہو یہ مصرعہ تاریخ اے عیشؔ
تعالی اللہ ہمایون مثنوی ہے

۱۳۱۰ ہجری

منہ

کہی ہی حضرت شاہجہان نی مثنوی یہ وہ
کہ جو اس مین مضامین ہین وہ سب رشکِ جواہر ہین
تعجب اسکی سن مین ہی تو سال اے عیشؔ یون لکہدو
عجب صدق البیان ہی یہ جو صدقی اسپہ شاعر ہین

۱۳۱۰ھ

منہ

ہین تاجور ستارۂ ہندونکی طبعزاد | یہ مثنوی ہی نادر و نایاب و بی بہا
تاریخ سال اسکی یہ لکھی ہی عیش نے | صدق البیان مثنوی ہی کیا ہی دلکشا
۱۳۱۰ھ

منہ

لکھی حضور نی ہی کیا خوب مثنوی یہ | ہی بیت اسکی ہر اک فرحت فزا و دلکش
ہاتف نی سال اسکا یہ عیش سے کہا ہے | یہ مثنوی طرفہ ہی بی بہا و دلکش
۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتائج فکر رسا صاحب فہم وذکا حلی بند عرائس
مضامین غریب محمد محمود خان المتخلص بہ عجیب صوبہ دار
کمپنی تاجمحل خلف ارشد منشی محمد شاہمیر خان صاحب عیش

تلمیذ منشی محمد عبد العزیز عزیز

فلک قدر جم رتبہ شاہ جہان سپہر کرم قدردان داوگر
جوان دولت و بخت بادا و دین بلند آستان نازش جاہ و فر
عدالت سی اوسکی ہر اک شاد دل سخاوت سے اوسکی جہان بہرہ ور
بڑہی ذات سے اوسکی شانِ سخن ہوئی عہد مین اوسکی قدر ہنر
لکھی اُسنے کیا خوب یہ مثنوی کہ ہر لفظ جسکا ہے یکتا گہر
متانت عیان اوسکی اشعار سی فصاحت فدا اوسکی ابیات پر
فروغ مضامینِ روشن سے ماند تجلائی خرشید و نور قمر
لکھی مین نے تاریخ فصلی عجب منور کلامِ شہِ تاجور
١٣٠٠ فصلی

تتمہ

لکھی حضور معلی نی مثنوی ایسی — کہ جتنی کیجیے تعریف اسکی سب ہے بجا
عجیب فکر تھی مجھکو سنین ہجری کے — اسی تلاش مین سر آشنائی زانو تھا
سروش غیب نے ناگاہ کان مین میرے — ہمہ پسند گلستان بے مثال کہا
۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از چمن آرائی الفاظ و معانی فارس مضمار خوش بیانی منشی سید جمیل احمد ص جمیل سہوانی حصل اللہ ما یتمناہ من الامانی

اہلکار دفتر انشاء

یہ طبعزاد حضرت شاہجہان کی ہی — کیون آپ کو نہ کھینچے بہت دور مثنوی
سرکار کی نگاہ پڑی ہی جو بار بار — کیسی ہوئی ہی نور سے معمور مثنوی

مضمون ہے چلبلی ہو حسن تیغ پھر کیون نہ لوٹ ہو
نظارہ بیقصور ہی معذور مثنوی

آنکھونمین شمع طور کا جل لگا گئی آئین
لوگون کو دیکھنی ہو جو منظور مثنوی

اشعار نی جو نوک کی لی دلمین چبھ گئی
رکھتی ہی خوب دشنہ و ساطور مثنوی

دیکھی جو کوئی دیدۂ دل سی تو کہہ اوٹھی
دل کا سرور آنکھون کا ہے نور مثنوی

منظوم ہی اگرچہ بنی گی یہ بعد طبع
تقسیم ہو گی گوہر منثور مثنوی

یارب فروغ پا کی زمانہ کی آنکھ مین
خرشید سی زیادہ ہو مشہور مثنوی

لکھہ سال طبع اسکا پری طلعت اے تجمل
لاریب حسن جلوہ سی ہی حور مثنوی

۱۳۱۰ھ

مسنہ

یہ حضرت تاجور کی تصنیف
مطبوع انام ہی مُقرّر

تاریخ جمیل طبع کی لکھہ
سن تاج کلام ہی مقرر ۱۳۱۰ھ

منہ

جمیل اس مثنوی کی کیا صفت ہو
بھری ہی کوٹ کر شوخی بیان کی
لکھی یہ طبع کی تاریخ مین نے
ہی طرفہ مثنوی شاہ جہان کی ۱۳۱۰ھ

منہ

دل لبھاتی ہی زمانہ کا جمیل
شہریار دادگر کی مثنوی
سال تصنیف اسکا لکھنا چاہیئی
بی بدل ہے تاجور کی مثنوی ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ ثمرہ افکار بلند عندلیب چمنستان خوشمقالی یوسف مصر
نازکخیالی منشی محمد عبد العزیز عزیز بھوپالی پیشدست منشی روبکاری

ڈیوڑھی خاص سلمہ اللہ تعالی

ای ابر جود شاہجہان تیرے فیض سی
شاداب کشت خشک امید جہان ہوئی

اقبال تیرا حق نی ازل سی کیا بلند
دولت تری دوام کو پیدا جوان ہوئی

دارا کو تجھسا نیر اقبال کب ملا
نوشابہ تجھسی جاہ مین بڑھکر کہان ہوئی

تو نی ہزارون فیض کی دریا بہا دیی
گر ہمت زبیدہ سی نہر اک روان ہوئی

لب خردہ گیر کے کیے احسان نی تیرے بند
حُسّاد کو عطا تری مہر دہان ہوئی

ہمت نی تیری کر ہی کی چھوڑا ہر ایک کام
ہرگز کبھی نہ سعی تری رایگان ہوئی

رتبہ بڑھا کر کلام کا تجھسی زمانہ مین
نام خدا زمین سخن آسمان ہوئی

کیا خوب مثنوی یہ لکھی تو نی جسکی سیر
فرحت فزائی خاطر غمدیدگان ہوئی

اللہ ری آب و رنگ کہ اک اک بیت پہ
صدقی بہار تازۂ صد گلستان ہوئی

بیمثل اسی کہین تو بجا ہی کہ بالیقین
یکتا جمال و حسن مین یہ بستان ہوئی

تاریخ بہی عزیز سی حسن اسکی لاجواب
مقبول خاص و عام یہ صدق البیان ہوئی
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتائج طبع مستقیم سید محمد عبد السلیم متخلص بہ سلیم بخشی

ڈیوڑہی خاص سرکار عالیہ دام اقبالہا

لکھی حضرت تاجوری نی سلیم
عجب مثنوی نادر و لاجواب

ہین چیدہ مضامین معانی نفیس
ہر اک شعر ہے نقطۂ انتخاب

جہان اس کا طالب ہی خواہان ہی خلق
دلاویز واقع مین ہی یہ کتاب

زہی نور افشانی کلک شاہ
تجلی سی ہر نقطہ ہے آفتاب

خدا سی شب و روز ہی یہ دعا   ہو اس مثنوی سی جہان فیضیاب
اگر طبع کا سال چاہو سلیم   کہو مثنوی کرامت مآب
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ رقم زدہ سید محمد عبد العلیم خلف بخشی سید محمد عبد الرحیم خان صاحب مرحوم و مغفور

ہست این مثنوی شاہجہان   خرمی خیز و مسرت انگیز
سال تاریخ علیم خستہ   کرد تحریر عجب حیرت خیز
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ طبع زاد سید محمد عبد الحکیم کہینہ فرزند بخشی سید محمد عبد الرحیم خان صاحب مرحوم

چہ عجب گفت مثنوی سرکار   کہ نیامد نظیر او بوضوح

سال تصنیف او چو شد مطلوب
گفت ہاتف بمن کہ نغمۂ روح
١٣٠٩ھ

قطعہ تاریخ از منشی محمد امداد علی خوشنویس ملازم مدرسہ سلیمانیہ ریاست بھوپال

جو کوئی ایکبار بھی سن لے یہ مثنوی
تو عمر بھر وہ شوق مین سننی کی جان دے
سرکار باوقار نی ہر ایک شعر مین
حق یہ ہی بھر دیا ہی مزہ کوٹ کوٹ کے
١٣٠٩ھ

قطعہ تاریخ از محمد شمشاد علی نبیرۂ منشی احمد علی متوطن بھوپال سلمہ ربہ

اِسکو جو سنتا ہی کرتا ہی پسند
رای اوسکی بالیقین معقول ہی
اس سی ثابت ہو گیا شمشاد کو
مثنوی سرکار کی مقبول ہی
١٣١٠ھ

قطعہ تاریخ از سخنور خوش بیان محمد صفدر علی خان نائب داروغہ باغ نشاط افزا سلمہ اللہ تعالی

نکیون شاد ہون آج چھوٹی بڑی   نہ کسطرح مسرور ہون خاص و عام
ہر اک دل ہی سرمایۂ طرب   ہی ہر اک زبان پر خوشی کا کلام
زمانہ ہی نازان مباہی جہان   کوئی مبتہج ہی کوئی شاد کام
مری دلمین بھی ہی مسرت کا جوش   خوشی کی ہی اس گھر مین بھی دھوم دھام
چھپی آج سرکار کی مثنوی   ہی موقع طرب کا خوشی کا مقام
مطاع خلایق مطیع خدا   وہ شاہ جہان بیگم نیکنام
وہ نوشابہ قدر و منیژہ شکوہ   فرنگیس جاہ و ہما احتشام

گلستانِ اقبال کی تازہ گل سپہرِ ریاست کے ماہ تمام
ہنرمند ذیجاہ والا گہر خدیو کرم پیشہ عالیمقام
خدا دی اوسی جاہ اسکندری ملی عمر خضر علیہ السّلام
بداندیش ہون اوسکی غم سی ہلاک رہین خیر خواہ اوسکی سب شادکام
نمونہ اک اوسکی ذکاوت کا ہے یہی مثنوی دلپسند انام
ہر اک شعر پر لوٹے ہے شاعری ہر اک مصرعۂ تر بخش ہی کلام
ستارون کی نقطونمین ہی روشنی دوائر ہین حرفون کی ماہ تمام
معانی والفاظ سب یکقلم فصاحت مآب بلاغت نظام
غضب کے دلاویز الفاظ ہین مسخّر کیے لیتی ہین دل تمام

بیان کی کہی دیتی ہی راستی ۔ کہ موزون ہے صدق البیان اسکا نام
سوا اسکے وصف اسکا مین کیا کہون ۔ کلام اپنے شہ کا ہی شاہِ کلام
لکہا کلک صفدر نی دلچسپ حال ۔ خدا کی قسم ہی یہ دلکش کلام
١٣١٠ھ

قطعہ تاریخ از شاعر فصاحت دستگاہ محمد فضل اللہ ابن حکیم محمد عماد الحسن صاحب سلمہ اللہ تعالی

تصنیف شہ جہان شوکت ۔ کیا خوب یہ مثنوی چھپی ہی
سچ تو یہ ہے کہ ایک عالم ۔ سو جان سی اسکا مشتری ہی
بندش ہے نئی نرالی مضمون ۔ تحریر مین کیسی دلبری ہی
شوخی و ادا و دلربا ہی ۔ ہر لفظ مین کوٹ کر بھری ہی

نقطہ ہی کہ خال روئی خوبان ہی سطر کہ کاکل پری ہی
اندیشۂ عقل مین کہان وہ مضمون مین جو اسکی برتری ہی
حاذق نی لکھی یہ اوسکی تاریخ کیا خوب دلا یہ مثنوی ہی
١٣١٠ ہجری

قطعۂ تاریخ از مقبول نیک و بد محمد احمد حسن پسر محمد حسن داروغہ
متخلص بہ احمد سلمہ اللہ الصمد

دیدۂ دل سی سیر کر اسکی دلکشا نسخۂ فصاحت ہی
سال تصنیف عرض کر احمد مثنوی جلوہ گاہ حیرت ہی
١٣٠٩ھ

منہ

لکھی اس مثنوی نو کا جواب شعر گوئی کا جسکو دعوی ہے

بلبل طبع نی کہے تاریخ مثنوی بوستان معنی ہی
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از صاحب طبع منیف محمد عبد اللطیف خان لطیف پسر محمد ارسطو خان متوسل ریاست سلمہما اللہ تعالی

لکھی اپنی سرکار نی ہی لطیف بہت خوب نام خدا مثنوی
نہ دیکھی کہین اور نہ ایسی سُنی ہی بے مثل صل علی مثنوی
ہین سب اسمین جو خوبیان چاہئین لکھے گا کوئی اور کیا مثنوی
ہی تاریخ بھی کیا چمکتی ہوئی تجلی سے ہی مہ لقا مثنوی
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از ثمرات فکر ارجمند و نتائج طبع بلند بذلہ سنج یکتا منشی محمد صابر حسین سہسوانی متخلص بہ صبا نائب محکمہ نیابت وزارت

دیوانی سلمہ اللہ تعالی

لکھی ہی مثنوی سرکارنی صدق البیان ایسے
فصاحت آج جسپر شیفتہ مفتون بلاغت ہے
کلامِ تاجور تاجِ کلام اے دل نہو کیونکر
دُرِ شہوارِ مضمون سے سخن کی زیب و زینت ہے
چلی آتی ہین لپٹین بوے گلہاے مضامین کی
فلک سے بھی کہین اونچا دماغ موج نکہت ہے
نہین ہوتی نظر سیر اس سخن سی اہلِ بینش کی
ندیدون کی طرح انکھون کو نظارہ کی حسرت ہے

بہار نظم کی ہین اک ادا پر سو چمن قربان
اسی سے آنکہین ٹہنڈی ہتی ہین دل ہین طراوت ہے
کشش نی خامہ کی وہ کہینچ دی ہی شکل حرفونکی
کہ مثل آئنہ نظارہ سے مانی کو حیرت ہے
بہری ہین بہر مستان سخن کیفیتین اسمین
نہین ہین دائرے حرفون کی دور جام عشرت ہے
ٹپکتا ہی مذاق شاعری شیرین بیانی سی
چمٹ جاتے ہین لب باہم بیان ہین یہ حلاوت ہے
سوادِ خط بیاض صفحہ پر رکہتا ہے شان اپنی

صباحت جسکو کہیے ہی یہ وہ حسن ملاحت ہے
بھرا ہے کوٹ کر شوخی کا عالم لفظ و معنی مین
لبہاتا ہے دل و دیدہ کو یہ مضمون کی حالت ہے
نظر آتا ہے بیتون مین تماشا حور کی گھر کا
جو مصرعہ ہے نگاہون مین پری کا قد و قامت ہے
ہین اک اک لفظ کے معنی سے سو سو شوخیان پیدا
تصوف کا ہی نازک مسئلہ وحدت مین کثرت ہے
نہین پہونچا ہی دست غیر اچھوتی یہ مضامین ہین
پسند طبع جدت ہے طبیعت مین یہ جودت ہے

ورق ہین مثنوی کے یا صبیحون کی رُخ روشن
چھوئی میلے ہوئی جاتی ہین یہ رنگ لطافت ہے
عجب نازکخیالی ہے عجب باریک مضمون ہین
نزاکت مین لطافت ہے لطافت مین نزاکت ہے
دلون مین چٹکیان لیتے ہین وہ پہلو ہین شعرونمین
ابہارون پر ہے جوش فکر جوبن پر طبیعت ہے
دہن کو سونگہ لو میری مہک ہے تازہ پہولون کی
مشام جان معطر ہے عجب فیضان مدحت ہے
سوادِ خط سے آنکھین کرتے ہین اہلِ نظر روشن

یہ حرفون کی سیاہی سرمۂ چشم بصارت ہے
نہین ہے مثنوی سر ہی معجون مُفَرَّح کا
ہوئی ہے روح کو تفریح حاصل دل کو فرحت ہے
صفت مین مثنوی کی لطف کے مضمون نہ ہاتھ آئی
گلہ ہی فکر کا مجھکو طبیعت کے شکایت ہے
صبا تاریخ ہے صدق البیان کی شاہد عادل
کہین کیون سحر و جادو اسکو اعجاز و کرامت ہے

۱۳۱۰ھ

تمت

بحمد اللہ کہ ختم و طبع گردید
ہمایون مثنوی نادر اشعار

شده صدق البیان صورتگر صدق	ندارد کذب ازین معنی سروکار
بهر خوبی سخن نازشگر آمد	زند دم لطف شعر از طبع سحرکار
ز طرز خویش نیسانی نماید	بدست خود بدولت کلک دُربار
گل مضمون همه نکهت فروش ست	شده هر بیت خود دُکان عطار
فصاحت با سخن در گرم جوشیست	بلاغت راز معنی لطف درکار
گل افشانی نموده خامهٔ فکر	شده هر شعر رنگین رشک گلزار
ز فیض جلوهٔ روشن بیانی	سخن شد مطلع مهرِ پر انوار

صبا تاریخ این نادر کتابست
کلام شوق افزا پاک گفتار
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ ریختۂ خامۂ تازگی بخش مشام جان فصاحت منشی محمد شاکر حسین سہسوانی متخلص بہ نکہت فرزند منشی محمد صابر حسین صبا سلمہ ربہ

بحمد اللہ کلام تاجور را — جہان گوید ہمین تاج الکلام ست
سخن شد زندۂ جاوید ازین نظم — بپرداز خودش معجز نظام ست
سر خود میکشد تا چرخ مضمون — کہ اوج فکرت عالی مقام ست
نزاکت آفرین نظم دل آویز — طراز خامۂ نازک خرام ست
فصاحت از سخن ار زندگی یافت — بلاغت مایۂ دار احترام ست
بہ نیرنگ قبول جاودانہ — فسون پرداز گوش خاص و عام ست

تو گوئی در سخن رنگِ معانی   بہ گلشن بوی گل یا می بجام ست
سواد نقطہ وار و لطف دانہ   برائی صید دل ہر حرف دام ست
بسال طبع نکہت گفت ہاتف   کلام شہ بدان شاہ کلام ست
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع سراپا جودت جناب مولانا محمد عباس المتخلص بہ رفعت منصبدار ریاست بھوپال

حرسہا اللہ عن الاہوال

از نوازشہائے ربِّ دادگر   طبع شد صدق البیان تاجور
حضرت شاہجہان بیگم بنام   والیِ بھوپال گردون احترام
انجم چرخِ شہریاری بیگمان   تاج فرق کشور ہندوستان

در سخا وجود ذاتش بیعدیل   بحر بذلش چون بمینو سلسبیل
وہ چہ زیبا مثنوی فرمودہ است   رونق نظم سخن افزودہ است
تا وزد باد صبا وقت سحر   تا بر آید از صدف تابان گہر

باد برا ورنگ شاہی شادمان   تاجور شاہ جہان عالی مکان
سال طبع نظم رفعت گفتہ است   لعل و یاقوت و زمرد سفتہ است
بشنوید ای شاعران پرہنر   مثنوی والاجناب تاجور
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از محمد قادر علیخان ولد احمد خان صوفی مرحوم مہتمم مطبع مفید عالم آگرہ متوسل ریاست بھوپال

پلا مجھکو ساقی شراب طہور   کہ دل مین سرور آئی انکھونمین نور

مجھے گو ہے شوق شرابِ زلال — رہیگا لحاظِ حرام و حلال
تصوف کے نشے مین ہون چور مین — نہین طالبِ خمرِ انگور مین
پلا فیلسوفونکو آبِ حرام — کہ صوفی کو کیا فیلسوفی سی کام
جو تو پیش آتا ہی دہوکی کی ساتھ — اُٹھاتا ہون مین بھی تری می سی ہاتھ
کہان تو کہان خلد کی جام نور — کہان تونی پائی شرابِ طہور
اُٹھا رکھہ تو اپنی پُرانی شراب — مین پیتا ہون شاہ جہانی شراب
دھرے ہی مری سامنی نظمِ پاک — کہ خاک اوسکی آگی ہی صہبائے تاک
ہر اِک لفظ کا دائرہ جامِ نور — معانی مین کیفِ شرابِ طہور

عجب مثنوی ہی وہ صدق البیان — کہ ہی راستی سی بھرا کُل بیان

ہر اک موسم ہند کا ہی بیان	تہوار اوسمین ہین ہندوؤنکی عیان
فصاحت بلاغت کی وہ جان ہے	گہر ہاے منظوم کی کان ہے
کہ مہر و مہ سب اس بات کے ہین گواہ	کلام شہان ہی کلامون کا شاہ

یہ ہی مثنوی خدیو زمان	سپہدار بھوپال شاہ جہان
سخاوت سے جسکے غنی خاص و عام	عدالت سے آباد کشور تمام
ادہر تابع حکم چرخ رفیع	اودہر خسرو خاور اوس کا مطیع
سخن سی نمایان ہنر پروری	ہر اک بات سے عین دانشوری
رہے تا قیامت وہ فیروز بخت	کبھی اوس سی خالی نہو تاج و تخت
جو وہ مثنوی چھاپنے کے لیے	ہوئی مرحمت مجھکو سرکار سے

ہوا مجھکو امثال مین افتخار   فلک پر اوچھالی کلاہِ وقار
وہین چست خدمت پہ باندہی کمر   بجا لایا حکمِ شہِ دادگر
کیا عمدہ کاتب کی جانب رجوع   کہ ہوجاے کاپی کا لکھنا شروع
مصحح بھی تصحیح کے واسطے   معین اوسیوقت سے کردیے
مصور مقرر کیا ہوشیار   براے تصاویر و نقش و نگار
کتابت سے اوسکی بخطّ نفیس   ہوئی جب سبکدوشی خوشنویس
اور اوس سب کی تصحیح بھی ہوگئی   پریس اوسکے چھپنے کو چھانٹی گئی
پریسون کی نوکر جو تھی کاردان   جما دین اونھون نے وہین کاپیان
پروف اونکی لیکر بصد اہتمام   کیا مصلحِ سنگ نے اپنا کام

پریسون یہ جب بعد اصلاح سنگ   چھپی مثنوی خوب باآب و رنگ
یہ تاریخ سوجھی زر و سے یہی   چھپی صاف سرکار کی مثنوی ۱۳۱۰ھ

از تصنیف ناصر علی خان ناصر ولد احمد خان صوفی مرحوم

نہون اسکی کیون مدح خوان اہلِ شوق   کہ سب شاعرونکی ہی جان مثنوی
نہین ممکن اسکی صفت کرسکون   کہان یہ زبان اور کہان مثنوی
بلاغت کو سمجھون اگر ایک شہر   مقابل ہی اوسکی جہان مثنوی
مضامین کی رفعت کو دیکھون اگر   تو ہے ساتوان آسمان مثنوی
عجب بیل بوٹی سی آراستہ   تر و تازہ ہی بوستان مثنوی
تصاویر خوبی مین ہین بینظیر   ہی ارژنگ مانی کی جان مثنوی

نہین اسکا ممکن کسی سی جواب   یہ لاثانی ہے بی گمان مثنوی
بیان ہند کی موسمون کا جو ہے   دکھاتی ہی کیا کیا سمان مثنوی
کتابین تو موزون ہوئین سیکڑون   مگر اِس مزے کی کہان مثنوی

لکھا حال سچا جو سرکار نے   ہوئی خوب صدق البیان مثنوی
ہوا سال تصنیف از روی جاہ   ہے معیارِ شاہ جہان مثنوی
۱۳۱۰ھ

ایضاً

کہی خوب سرکار نے مثنوی   کہ شیدا ہے جسکا ہر اک خاص و عام

وہ سرکار والا ہین شاہ جہان   کہ ہے جنکے دربان کا حاتم غلام
سخاوت مین ہین آپ اپنی نظیر   شجاعت مین یکتا ہین وہ لاکلام

جہان خوانِ احسان کا ہی ذلہ خوار ہوا فیضیاب اون سی عالم تمام
نہین فخر دولت پہ اونکو ذرا سدا ہی خدا کی عبادت سے کام
جہان بین نظر پوچھتے بھی نہین کہان اور کس وقت تھا جم کا جام
عقیل و فہیم و زکی و خلیق شہنشاہ باعدل ذوالاحتشام
فصاحت کا آوازہ ہی چارسو بلاغت کا شہرہ میان انام
ترقی ہو ہر روز اقبال مین وہ قائم رہین تا بروز قیام
جو دشمن ہون اُنکی رہین پایمال جو ہین دوست اونکے رہین شادکام
چھپی مثنوی ایسی باآب و تاب نہین کرتی چشم مہ و مہر کام
ہر اک لفظ مین ایک فتنہ نہان ہر اِک حرف مین اک حکایت تمام

کہان تھا سخن کا یہ نظم و نسق
کیا خوب سرکار نی انتظام
حقیقت مین سب سچ ہی جو اسمین ہے
رکھا خوب صدق البیان اسکا نام

یہ تاریخ ناصر نے اچھی کہی
نئی راہ کا خسروانہ کلام
۱۳۱۰ھ

تمت بالخیر

۱۱۹۸۱

فن نمبر	ح ا ۵ ۲
کتاب نمبر	۱۳۶۹

تصحیح اغلاط مثنوی صدق البیان

صفحہ	سطر	مصرع	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	مصرع	غلط	صحیح
۳	۴	۲	رٹب	رتب	۵۶	۶	۱	بچہول	پہولین
۵	۶	۲	لعل	لال	۶۱	۵	۱	پنبہتّہ	پن بہتّہ
۱۰	۳	۱	دویم	دوم	۶۲	۵	۱	دلائیان	ورلائی
۱۲	۷	۱	غیرت	عزّت	۶۵	۱	۲	پیاس و بہوک	پیاس بہوک
۳۳	۲	۲	دو ہاتون	دہ دہاتون	۶۹	۵	۲	درروزدنکو	دروازون کو
۳۴	۲	۱	بن مین بن	بن مین سن	۷۰	۷	۲	اژدہام	ازدحام
۳۴	۳	۲	بہیر پوربہل	بہر پور پہل	۷۲	۷	۱	سیندو	سیندور
۵۳	۲	۱	موزہ	موزی	۷۸	۱	۱	چہجّی	چہجّون
۵۴	۷	۲	عنبر و لعل	سبز لال	۸۰	۵	۲	سونچکر	سوچکر

صفحہ	سطر	مصرع	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	مصرع	غلط	صحیح
۸۱	۴	۱	دیوالی دن	دیوالی کی دن	۱۴۹	۴	۲	رہ گزا	رہ گرا
۸۲	۱	۱	اونھون پہ	سہرادن پہ	۱۵۳	۹	۲	جاگزا	جاگرا
۸۳	۲	۲	سمان دوسرا	سمان تیسرا	۱۵۹	۲	۲	لبس کہہ اوریہ	کہہ اورمہ
۹۱	۵	۱	اس سبھے شکل	اسی شکل	۱۹۶	۸	۲	رہی تو	رہی تا
۹۱	۷	۲	سہرین محفلین	سہرینِ محفلین	۲۰۹	۷	۱	تناسپ پہ	تناسب پہ
۹۹	۷	۱	وہ شیرین	وہ شیرینی	۲۱۶	۸	۱	ہی محلونکی	تھی محلونکی
۱۰۵	۱	۲	نگین پلٹنین	نگین پلٹنین	۲۲۱	۴	۲	جان تو	جان لو
۱۰۷	۳	۲	ہراک	ہر ایک	۲۴۶	۶	۱	پہار	پہوار
۱۲۷	۵	۱	خلافِ ستانی	خلاف شتابی				تمت	